والیانِ ولایتؒ

حصہ سوم

محمد نور الدین عربی

62

والیان ولایت

(حصہ سوم)

اصحاب و مہاجرین

خلیفۃ اللہ حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام

کے تذکرے اور تابعین کرام

مولفہ

محمد نورالدین عربی

شائع کردہ

فقیر میراں سید مشتاق حسین کاظمی

اہل اپل گوڑہ (مصدق آباد)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	والیان ولایت (حصہ سوم)
نام مصنف	:	حضرت محمد نورالدین عربیؒ
سن اشاعت	:	2013ء
تعداد	:	500
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	SAN کمپیوٹر سنٹر 9959912642
طباعت	:	دائرہ پریس، چھتہ بازار، حیدرآباد
قیمت	:	-/120 روپے

ناشر

فقیرِ میراں سید مشتاق حسین کاظمی

اہل اپل گوڑہ (مصدق آباد)

والیانِ ولایت

(حصہ سوم)

انتساب

ان والیانِ ولایت کے نام

جنہوں نے راہِ حق کے طئے کرنے میں

کبھی تھکن محسوس نہ کی

فہرست مضامین

عرض ناشر — مقصود علی خان 11

پہلا باب 13-107

1- حضرت بندگیمیاں شاہ نعمتؒ 13

2- حضرت میاں ولی محمدؒ 30

3- حضرت قاضی منتجب الدین جونیریؒ 32

4- حضرت میاں عبدالمومن سجاوندیؒ 32

5- حضرت میاں کبیر محمدؒ 32

6- حضرت قاضی علاءالدین بدریؒ 33

7- حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ 34

8- حضرت بندگی میاں عبدالرحمٰنؒ بن حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ 54

9- حضرت میاں شاہ حبیب اللہؒ 57

10- حضرت میاں عبدالوہابؒ 57

11- حضرت میاں عبدالمومنؒ 58

12- حضرت میاں عبدالغفورؒ 58

13- حضرت میاں شاہ عبدالحلیمؒ 59

14- حضرت میاں شاہ اشرفؒ 59

15- حضرت میاں شاہ صادق محمدؒ 59

16- حضرت بندگی میاں شاہ عبدالقادرؒ بن حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ 59

17- حضرت بندگی میاں شاہ عبداللطیفؒ بن حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ 60

-18	حضرت میاں شاہ چاند محمدؒ	60
-19	حضرت میاں شاہ عبداللطیفؒ بن حضرت میاں شاہ چاند محمدؒ	60
-20	حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرزاقؓ بن حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ	62
-21	حضرت میاں شاہ عبدالمجیدؒ	62
-22	حضرت میاں عبدالشکورؒ عرف شکور میاں	62
-23	حضرت شاہ رکن محمدؒ بن حضرت شاہ عبدالرزاق	63
-24	حضرت شاہ عبدالستارؒ بن حضرت شاہ عبدالرزاق	65
-25	حضرت بندگی میاں شاہ صالح محمدؒ بن حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ	66
-26	حضرت بندگی میاں شاہ نور محمدؒ بن حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ	67
-27	حضرت بندگی میاں عبدالفتحؒ داماد خلیفۃ اللہ حضرت مہدی موعودؑ	68
-28	حضرت میاں سید تاج محمدؒ بن حضرت سید عبدالفتح	74
-29	حضرت میاں سید اشرف محمدؒ	74
-30	حضرت میاں سید فرید محمدؒ بن حضرت سید عبدالفتح	74
-31	حضرت میاں احمد شاہ قدنؒ	76
-32	حضرت بندگی میاں راجے محمدؒ	79
-33	**حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ**	**80**
-34	حضرت ابوجیؒ (ابو محمد)	95
-35	حضرت میاں حبیب اللہؒ	96
-36	حضرت بندگی میاں شاہ شریف مجذوبؒ	97
-37	حضرت بندگی میاں عبدالملک سجاوندیؒ	99
-38	حضرت بندگیمیاں عبدالغفور سجاوندیؒ	104
-39	حضرت میاں شیخ مبارک ناگوریؒ	105

40- حضرت بندگی میاں وزیر الدینؒ 106

41- حضرت میاں عبدالرحیمؒ 107

دوسرا باب

108-149

42- حضرت بندگی میاں ملک برہان الدینؒ 108

43- حضرت بندگی میاں ملک گوہرؒ 109

44- حضرت بندگی میاں ملک معروفؒ 113

45- حضرت بندگی میاں ملک جی شہزادہ لاہوتؒ 115

46- حضرت بندگی میاں امین محمدؒ 124

47- حضرت بندگی میاں یوسف مہاجرؒ 125

48- حضرت بندگی میاں عبدالمجید نورنوشؒ 128

49- حضرت بندگیمیاں عبدالکریم نوریؒ بن حضرت بندگیمیاں عبدالمجید نورنوشؒ 130

50- حضرت میاں عبدالغنیؒ بن حضرت حضرت عبدالکریم نوریؒ 135

51- حضرت شاہ عبدالصمد نوریؒ بن حضرت عبدالکریم نوریؒ 137

52- حضرت میاں شاہ نعمتؒ بن حضرت شاہ عبدالصمدؒ 137

53- حضرت میاں عبداللطیفؒ بن میاں شاہ نعمتؒ 138

54- حضرت منجامیاںؒ بن حضرت میاں عبداللطیفؒ 138

55- حضرت حمید شاہ میاںؒ بن حضرت میاں عبداللطیفؒ 139

56- حضرت میاں عبدالصمدؒ بن حضرت میاں نعمتؒ 139

57- حضرت میاں کریم الدینؒ بن حضرت شاہ عبدالصمدؒ 141

58- حضرت میاں اشرف محمدؒ بن حضرت میاں عبدالغنیؒ 142

59- حضرت میاں شاہ عبدالرحمٰنؒ بن میاں شاہ عبدالکریم نوریؒ 141

60- حضرت شاہ صادق محمدؒ بن حضرت شاہ عبدالکریم نوریؒ 144

-61	حضرت میاں شاہ عبداللطیفؒ بن حضرت میاں شاہ عبدالکریم نوریؒ	144
-62	حضرت میاں عبدالکریم نوریؒ (نور گھاٹ) بن حضرت میاں شاہ عبداللطیفؒ	144
-63	حضرت میاں شاہ عبدالحلیمؒ بن حضرت شاہ عبدالکریم نوریؒ	146
-64	حضرت میاں علی محمدؒ اور حضرت میاں پیر محمدؒ	147
-65	حضرت چاند میاں براریؒ و شیخ میاں براریؒ	147
-66	حضرت میاں محمد فیروزؒ	148

تیسرا باب

150-184

-67	حضرت بندگیمیاں نظام غالبؒ	150
-68	حضرت میاں سلام اللہؒ	151
-69	حضرت میاں الہداد حمیدؒ	151
-70	حضرت یوسف سہیتؒ	153
-71	حضرت میاں تاج محمدؒ	154
-72	**حضرت بندگیمیاں بھائی مہاجرؒ**	**155**
-73	حضرت میاں بھیک مہاجرؒ	156
-74	حضرت میاں خوند شیخ مہاجرؒ	156
-75	حضرت میاں لاڑ شاہؒ	157
-76	**حضرت میاں عبداللہ خاں نیازیؒ**	**158**
-77	**حضرت میاں شیخ علائیؒ**	**160**
-78	حضرت میاں عبدالرشیدؒ	164
-79	**حضرت میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ**	**165**

80- حضرت میاں عبداللہؒ فرزند حضرت میاں مصطفیٰ گجراتیؒ 170

81- حضرت میاں ضیاءالدین عاشق اللہؒ 171

82- حضرت میاں شیخ مومن توکلیؒ بیدری 172

83- حضرت میاں شیخ صدرالدین سندھیؒ 174

84- حضرت میاں قاضی قادنؒ 176

85- حضرت میاں میر بالا بیرؒ 176

86- حضرت بندگی ملک جی بن خواجہ طہٰؒ 178

87- حضر میاں شیخ بابوؒ 178

88- حضرت میاں علم شیر مہاجر و عجب شیر مہاجرؒ 180

89- حضرت میاں شیر ملکؒ 180

90- حضرت میاں شاہ جیو داجیی 180

91- حضرت میاں فرض اللہ مہاجرؒ۔ میاں حبیب اللہ مہاجرؒ 180

92- حضرت میاں رتن مہاجرؒ 181

93- حضرت ملک نصرتؒ 181

94- حضرت میاں شاہ سعد اللہؒ 181

95- حضرت میاں کبیرؒ 181

96- حضرت بندگیمیاں ملک برخوردار عرف ملک بخشنؒ 181

چوتھا باب

185-238

97- ملک باڑی وال اور اُن کی اولاد 185

98- حضرت ملک محمدؒ بن ملک یعقوبؒ 186

99- حضرت ملک حسینؒ 186

100- حضرت ملک عبداللطیف شرزہ خانؒ 186

101- حضرت ملک فخرالدین قتلو خانؒ 186

102- حضرت ملک شرف الدینؒ 187

103- حضرت ملک نصیر الدین مبارزالملکؒ بن ملک یعقوبؒ 187

104- حضرت ملک مودود شاہؒ بن ملک یعقوبؒ 188

105- حضرت ملک یوسفؒ بن ملک یعقوبؒ 188

106- حضرت ملک عیسیٰؒ بن ملک یعقوبؒ 189

107- حضرت ملک عثمانؒ بن ملک عیسیٰؒ 189

108- حضرت میاں محمود شاہؒ بن میاں سید عطاءاللہؒ 189

109- حضرت میاں سید شریف محمدؒ بن حضرت میاں محمود شاہؒ 190

110- حضرت میاں سید راجے محمدؒ بن میاں سید شریف محمدؒ 190

111- حضرت میاں ملک الہ دادؒ بن میاں سید راجے محمدؒ 191

112- حضرت میاں خلیل محمدؒ بن حضرت سید محمود شاہؒ 192

113- حضرت بندگی میاں سید عزیز محمدؒ بن حضرت میاں محمود شاہؒ 194

114- حضرت ملک وزیرالدینؒ و ملک ابنائین 195

115- حضرت ملک احمدؒ بن ملک یعقوبؒ 196

116- حضرت بندگی میاں ملک الہداد خلیفہ گروہؒ 196

117- حضرت بندگی میاں ملک پیر محمدؒ 209

118- حضرت ملک عبدالفتحؒ بن حضرت ملک پیر محمدؒ 213

119- حضرت بندگی میاں ملک حمادؒ بن ملک احمدؒ 215

120- حضرت سید عطنؒ برادر حضرت شاہ خوند میر صدیق ولایتؒ 218

121-	حضرت میاں سید حسنؒ بن حضرت میاں سید عطنؒ	219
122-	حضرت میاں سید حسینؒ بن حضرت میاں سید عطنؒ	220
123-	مخدوم زادے میاں سید خانجی کھڑکی والے ساداتؒ	221
124-	حضرت سید اشرف بخاریؒ	223
125-	حضرت میاں ولی جی غازیؒ	224
126-	حضرت میاں عبداللہ بھکریؒ	225
127-	حضرت بندگی میاں منصور خاںؒ	225
128-	حضرت میاں باگؒ	226
129-	حضرت میاں سیدنؒ	226
130-	حضرت میاں محمود شاہؒ بن سید بڑاؒ	227
131-	حضرت میاں بابن صابوریؒ	227
132-	حضرت میاں شیخ برہان الدین اہل کالپیؒ	229
133-	حضرت میاں ابراہیم خاں بن سکندر خاںؒ	229
134-	حضرت بندگی ملک عبداللہؒ	232
135-	حضرت میاں شیخ زین الدین عرف ننھے میاں	232
136-	حضرت میاں علی باگؒ	233
137-	حضرت سید حسین ناگپوریؒ	234
138-	حضرت میاں شیخ چاند جمعدارؒ	235
139-	حضرت میاں منصور خاںؒ	236
140-	حضرت میراں بخشؒ اہل اوسہ	237

حضرت محمد نورالدین عربی

(1906-1998)

حضرت محمد نورالدین عربی یکم شوال 1324ھم 18 / نومبر 1906ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام شیخ محمد عرف محمد صاحب اور والدہ محترمہ کا نام رحیم النساء بنت سید حسین تھا۔ بچپن ہی میں آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ پرورش نانی صاحبہ نے کی۔ گنگاپور ضلع اورنگ آباد سے مڈل اسکول پاس کیا اور 1924ء میں منشی کا امتحان پاس کیا۔ آپ کو طالب علمی کے زمانے سے ہی مذہبی کتب کے مطالعہ کا شوق تھا۔ 1925ء میں حضرت خوب میاں صاحب خلیفہ حضرت سید نجی میاں صاحب اہل اکیلی سے تربیت ہو کر تلقین ذکر حاصل کیا اور نگ آباد میں برسہا برس تک سرکاری ملازمت کی۔ ختم ملازمت کے بعد حیدرآباد آ کر مشیر آباد میں مقیم ہوئے۔

حضرت ابوالعائذ سید احمد عرف باچھا میاں صاحب کے وعظ اور آپ کی عبادت و ریاضت سے متاثر ہو کر حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔ 1381ء میں ترک دنیا کی اور صحبت میں رہکر تربیت حاصل کی۔ حضرت نے 12 / صفر 1389ھ کو افعال ارشادی کی اجازت دی۔ 10 / شوال 1399ء کو حضرت کے انتقال پر حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب اکیلوی کی طرف رجوع ہوئے اور صحبت اختیار کی۔ حضرت محمد میاں صاحب علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد حضرت مولانا ابوالاشفاق سید عبدالحئی راشد منوری صاحب سے وابستہ ہوئے۔

حضرت محمد نورالدین عربی کو طالب علمی کے زمانے سے مطالعہ کے ساتھ تحریری کا بھی شوق تھا۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ مذہبی کتب کی نقل کرنے اور مضامین تحریر کرنے میں صرف کیا۔ آپ کے کئی ایک مضامین قومی ماہناموں میں شائع ہوئے ہیں اور بعض علیحدہ شائع ہو کر

مقبول عام ہوئے ہیں۔ مذہبی معلومات کافی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حافظہ بھی خوب پایا تھا۔ سفر کے دوران کئی ایک مقامات پر دینی مجالس کا نہ صرف اہتمام کرتے بلکہ افہام وتفہیم کے ذریعہ عقیدت کو پروان چڑھاتے تھے۔ شعر و شاعری کا بھی شغف تھا جواہر پارے اور انمول موتی کے نام سے آپ کا کلام شائع ہوا ہے۔

آپ زائد از نصف صدی لسانی اور قلمی خدمت انجام دی۔ تقریباً تمام مہدویہ آبادیوں کا دورہ کر کے خلیفۃ اللہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیمات کو پیش کیا۔ بزرگان دین کی صحبت میں رہکر آپ نے جو تعلیم و تربیت حاصل کی تھی اس تعلیم کو افراد قوم میں حتی الامکان پہونچانے کی کوشش کی۔ افہام و تفہیم کا انداز بالکل عام فہم ہونے کی وجہ سے ہر ایک آپ سے مستفید ہوتا تھا۔ جہاں بھی آپ جاتے لوگ آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ آپ کا بزرگان دین کی صحبت میں رہکر استفادہ حاصل کرنا، پھر لسانی اور قلمی خدمت انجام دینا، مہدوی آبادیوں کا دورہ کرنا وغیرہ یہ تمام کام نہ صرف قابل قدر ہیں بلکہ قابل تقلید ہیں۔

آپ کی قلمی کارناموں میں تصدیق عمل ایک شاہکار کتاب ہے۔ یہ نایاب ہے۔ اس کے علاوہ اہل گوڑہ کی ایک منظوم تاریخ کہکشاں لکھ کر شائع کی۔ والیان ولایات بھی قوم کی خدمت میں ایک نایاب تحفہ ہے۔ اور کئی ایک کتب آپ نے تحریر کئے ہیں۔ قوم آپ کی قلمی کاوشوں کو فراموش نہیں کرسکتی۔

حضرت محمد نور الدین عربی صاحب کا 25/ربیع الثانی 1419ھ مطابق 19/اگست 1998 کو انتقال ہوا۔ حضرت سید محمود بدر الدجی منوری صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین حظیرہ بندگی میاں شاہ نصرتؒ لال گڑھی میں کی گئی۔

OOOOOO

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عربی صاحب کی کہانی
کچھ اُن کی' کچھ میری زبانی

یہ سلسلہ قدیم ''عربی صاحب کی کہانی کچھ ان کی کچھ میری زبانی'' قدیم اس لئے کہ اس کا پہلا سلسلہ والیان ولایت حصہ اول میں چھپ چکا ہے۔ اور یہ دوسرا اور آخری بھی ہوسکتا ہے۔ چند وجوہات کی بناء پر یہ کہانی تکمیل نہیں پا رہی تھی مگر اچانک ایک موقع فراہم ہوگیا وہ یہ کہ جنوری ۲۰۱۳ء میں فقیر مقصود علی خاں صاحب نے چند مضامین عربی صاحب کے جمع کر کے اُسے کتابی شکل دے کر اس کی رسم اجرائی کروائی۔ اور جلسہ مرشد قبلہ حضرت سید خوند میر مجتہدی صاحب قبلہ مسجد کلاں مشیر آباد میں منعقد کیا گیا اس میں لوگوں کو بھی مخاطب کرنے کا موقع دیا گیا۔ مجھے بھی دعوت دی گئی مگر میں نے معذرت چاہی وجہ یہی کہ اچانک اس موضوع پر کہنا میرے بس میں نہیں تھا میں جلسہ میں شریک رہا۔ مقررین کو بھی سنا' میں نے محسوس کیا کہ موضوع کچھ ہے کہا کچھ اور جا رہا ہے۔ صرف حضرت پیرومرشد قبلہ سید دلاور میاں صاحب مخصوصی قبلہ نے ہی ایک یا دو واقعات آپ کی زندگی کے بیان کئے۔ اور دوران مخاطبت میری طرف اشارہ کرکے کہا کہ مشتاق' عربی صاحب سے نہ صرف واقف ہیں بلکہ عربی صاحب نے ان کی بڑی تعریف بھی کی ہے۔ بس مجھے موقع فراہم ہوگیا مختصراً جتنا بھی ہوسکا میں لوگوں سے اجازت طلب کر کے کہہ دیا مگر تشنگی برابر باقی رہی۔ عربی صاحب کی شخصیت کو اچھی طرح پیش نہیں کیا گیا تھا۔ پس اس مضمون کو آگے بڑھانے کا موقع ملتے ہی مجھے لکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور اسی کے تحت پھر ایک بار حاضر ہوا ہوں۔

انسانی زندگی تین ادوار پر مشتمل ہوتی ہے۔ ایک بچپن' دوسرا جوانی' تیسرا عمر کا آخری حصہ یعنی بڑھاپا۔ بچپن اور لڑکپن میں بچے جو دیکھتے ہیں' سنتے ہیں' جو پڑھتے ہیں وہی ان کے دماغ میں محفوظ رہتا ہے۔ جوانی کا دور' ان دو سے علیحدہ رہتا ہے اس میں انسان اپنے طور پر سمجھنے اور پرکھنے کے علاوہ نتائج اخذ کرنے کے قابل بھی ہوجاتا ہے۔ ایسے میں ماحول بھی بہت ساتھ دیتا ہے۔ یہی حال عربی صاحب کا تھا۔ اب جو واقعہ میں بیان کرنے جا رہا ہوں اس میں میرے والد صاحب کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ میرے والد اور عربی صاحب بچپن ہی سے ہم عمر دوست تھے۔ عربی صاحب کے روزمرہ کے

معمول وطرزِ زندگی اور میرے والد کے رہن سہن کا پتہ چلتا ہے۔ان کی زندگی میں پڑھنا' آگے بڑھنا کچھ معاشی انداز کو اپنانا ہی تھا۔اس کے برخلاف میرے والد بچپن ہی سے مذہبی انداز اختیار کئے ہوئے تھے۔نمازیں پڑھنا' مرشدین اکرام کے ساتھ رہنا' زیادہ سے زیادہ وقت مساجد میں گزارنا تھا۔اس کے برخلاف عربی صاحب کبھی اپنے تایا کے پاس تو کبھی ماموں کے پاس رہتے تھے۔اور یہ حضرات ان کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دیتے۔اور شاعری سے بھی ان کو ایک گونا لگاؤ تھا۔ایسے میں ان دنوں دوستوں میں ان دونوں کے درمیان مذہبی عقائد پر بھی گفتگو ہوتی رہی ہوگی۔اس پر میرے والد نے محسوس کیا ہوگا کہ عربی صاحب میں کچھ تشنگی ہے۔ایک دن والد صاحب کسی کام سے حیدرآباد جارہے تھے راستے میں لال گڑھی بھی پڑتا تھا وہاں ان کی ملاقات حضرت مرشد قبلہ خوب میاں صاحبؒ سے ہوئی۔چند ساعت ان کے ساتھ گذرے اس پر والد صاحب نے فوراً محسوس کیا کہ اسی وقت عربی صاحب کی ملاقات حضرت خوب میاں صاحب سے کروائی جائے۔تو فوراً مرشد قبلہ سے اجازت لے کر اپل گوڑہ جو کہ لال گڑھی سے اڑھائی کوس دور ہے یعنی ڈیڑھ گھنٹے کا فاصلہ دوڑتے ہوئے ایک گھنٹے میں طئے کیا۔عربی صاحب سے ملاقات کی' دوسرا گھنٹہ ختم ہونے سے قبل دونوں لال گڑھی میں آموجود ہوئے۔عربی صاحب کی خوب میاں صاحب سے پہلی ملاقات بس نظر نظر کا اثر' گفتگو کا انداز' ایفاء وتفہیم کا طرز' عربی صاحب پر ایسا اثر کر گیا کہ نہ صرف تشنگی دور ہوئی بلکہ حضرت خوب میاں صاحب سے وابستگی بھی قائم ہوگئی اور مرشد کے ساتھ ہوگئے۔ان سے زیادہ سے زیادہ ملاقات کے موقع فراہم ہونے لگے۔اس کے نتیجہ میں ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات'' کے مصداق مرشد کی نظر کرم اور عمل کی ترغیب نہ صرف ان کی دماغی صلاحیتوں میں اضافہ ہوا بلکہ عقیدہ میں بھی پختگی آگئی۔اور مرشد قبلہ نے ان کو اپنی کتب پڑھنے اور لکھنے کی بھی اجازت دی۔وہ کیا تعلیم تھی' وہ کیا ذوق وشوق تھا کہ فرقہ مہدویہ سے وابستگی مہدی موعود علیہ السلام کی ذات مبارکہ سے عشق' مرشدین کی خدمت کا جذبہ ان کی فطرت میں پیدا ہوا اور زندگی میں ایسا نکھار آیا کہ فقہ اور ولایت کے احکام کتاب'' **تصدیق وعمل** '' کی شکل میں ظاہر ہوئے۔نہ صرف قوم سے محبت کا جذبہ پیدا ہوا بلکہ ماحول میں خدمت کرنے کا بھی عنصر شامل ہوگیا۔یہ کتاب ان کی پہلی کوشش وکاوش تھی جو بہت مقبول ہوئی۔جیسے ہی اس کا پہلا نسخہ ختم ہوا مجھے دوسری بار چھپوانا پڑا۔اس کے بعد تیسری بار فقیر سید قاسم بخاری صاحب نے چھپوایا۔اس کے ختم ہونے کے بعد میں پھر اس کو مزید چھپوا کر قوم میں عام کروانا چاہ رہا ہوں یہ نہ صرف اردو بلکہ اس کا ترجمہ بھی ہندی میں کروایا جارہا ہے۔یہ کتاب مجموعہ عقائد' شریعت وولایت ہے۔وہ سارے شرعی احکام اور ولایت کی پابندی کی باریکیاں اس میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔اور اس میں جابجا مستند کتابوں کے حوالے بھی شامل ہیں۔ایسی کتاب قوم کے لئے ایسا سرمایہ ہے کہ اس کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔اس کتاب کے حوالے سے

نہ صرف شرعی گتھیوں کو سلجھا سکتے ہیں بلکہ ولایت کے رموز کو بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ گویا یہ ''امر بالمعروف نہی عن المنکر'' کا خاموش نمونہ ہے۔

آپ کی دوسری تصانیت ''والیان ولایت حصہ اول، دوم، سوم'' اس میں احتیاط کا بہت التزام رکھا گیا ہے۔ مہدی موعود علیہ السلام ان کے ازواج مطہرات اور خلفائے مہدی علیہ السلام کے ہر خاندان کے حالات درج ہیں۔ جس میں خلفاء اوران کے تربیت یافتہ احباب، خلافت کے حصول کے احوال، ان کی عملی زندگی، ان کی دائروی نظام زندگی اوران کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا ذکر اس انداز سے کیا گیا ہے کہ جو مہدوی طرز زندگی کی مکمل عکاسی کرتی ہے۔ جو ان کے وقار میں اضافہ در اضافہ کرتا ہے۔ یہ کتب، مہدویہ تاریخ کا ایک مکمل باب ہے اور باب مستقبل بعید میں ہر وقت زندہ رہے گا۔ ماضی میں اس طرز پر لکھی جانے والی کتاب ''خاتم سلیمانی'' جو فارسی میں ہے اس کے نسخے بہت ہی کم باقی رہ گئے ہیں وہ بھی چند افراد کے پاس ہی ہیں۔ مگر یہ کتب جو کہ اردو میں ہیں حالات سلسلہ بہ سلسلہ تسلسل کے انداز میں لکھے گئے ہیں جو کہ موصوف کا تحقیقی کارنامہ ہے اس کو قوم مہدویہ کبھی بھلا نہیں سکتی۔ یہ تاریخی حیثیت کی حامل کتب ہر خلیفہ کے دور سے شروع ہو کر آج کے دور کے حالات کو بھی احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور یہ کتب ضمانت ہیں مصنف کو اس قوم سے کیسی محبت ہے، عقیدہ میں کتنی پختگی ہے اور صاحب ارشاد سے کتنی محبت ہے۔ ان کتب کے لکھنا شروع کرنے سے آخر تک کئی خطوط عربی صاحب نے مجھے اور میرے بھائیوں کو لکھے ہیں جو ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ اب موقع نہیں ہے ورنہ اس مضمون میں ان کے عکس بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔

عربی صاحب کے انتقال کے بعد میرے بھائی سید حسین (میرین چیف انجنیئر) نے حسب وعدہ اس کو چھپوانے کا وعدہ کیا اور فقیر مقصود علی خاں صاحب سے مل کر ان کو چھپوایا۔ تین حصے چھپ کر بازار میں آ گئے ہیں۔ پہلا اور دوسرا حصہ فوراً ختم ہو گیا، تیسرا حصہ ابھی باقی ہے۔ جیسے ہی پہلا اور دوسرا حصہ ختم ہوا اس کو میں نے لوگوں کی خواہش پر دوبارہ چھپوایا ہے۔ پہلے حصہ میں اس زیر مطالعہ مضمون کا **پہلا حصہ** چھپوایا گیا ہے۔ دوسرے حصہ میں خود میری زندگی کے حالات ''**یہاں سے وہاں تک**'' کے عنوان سے پڑھنے والوں کو مل جائیں گے۔

عربی صاحب کا تیسرا ادبی کارنامہ جو کہ نظم کی شکل میں ہے ''کہکشاں منظوم تاریخ ایل گوڑہ و پال پڑتی'' جو کہ اشعار میں ایک ہی بحر میں لکھی گئی ہے۔ ان کی اشعار کی تعداد تقریباً دس ہزار ہے۔ اس کتاب کی ایک خاص بات یہ ہے جو تحقیق کے درجے کو انتہا تک پہنچاتی ہے وہ ہر خاندان جو کہ ایل گوڑہ میں تھا ان کے آباء و اجداد کے شجرے ہیں۔ اس میں نہ صرف خاندانی حالات ہیں بلکہ مہدویہ طرز زندگی کا بھی ذکر موجود ہے۔ اس منظوم کتاب میں حمد بھی ہے نعت بھی ہے، رزم اور بزم بھی شامل ہے۔ اس منظوم

تاریخ کے تعلق سے جو باتیں کہنا چاہتا ہوں اس میں ایک یہ کہ اس کتاب کے سرورق کا ابتدائی شعر خود میرا ہی ہے یعنی۔

ایک دیوانہ اُٹھا ایسا وطن کی خاک سے
جس نے تنہا کردیئے آباد ویرانے کئی

مشتاق (صفحہ اول)

اور اس کتاب کا آخری شعر خود عربی صاحب نے لکھا ہے۔

بس اب چلتے چلتے سنادوں غزل
کہ خواہانِ الحان مشتاق ہے

عربی کہکشاں صفحہ ۴۴۳

یعنی اس کتاب کی ابتداء اور انتہا میرے ہی نام سے شروع ہوئی ہے اور کتاب پر ملنے کا پتہ بھی سید مشتاق حسین صاحب کا ہی ہے۔

اس کتاب کے چھپنے میں جب دیر ہو رہی تھی ہر وقت کچھ نہ کچھ مرحلے آرہے تھے جس سے میں اور عربی صاحب پریشان تھے میرے بھائی سید حسین جو لندن میں مقیم تھے دس سال کے بعد جب انڈیا آئے تو میں ان کو لانے ممبئی گیا تھا وہاں پہلی ملاقات میں میرے بھائی نے اس کتاب کا ذکر کیا۔ اور تعجب کیا کہ کتاب کے چھپنے میں کیوں دیری ہوئی۔ اور کہا میں حیدرآباد میں رہوں گا اور پھر ورنگل جاؤں گا وہاں سے آنے کے درمیانی وقفہ میں اس کتاب کو چھپ کر منظر عام پر آنا چاہئے۔ ان کے وعدہ کے مطابق یہ کام تکمیل کروادیا اس سے ہم بھائیوں کو عربی صاحب کی کوشش اور مساعی کی جو فکر تھی اس کا پتہ چلتا ہے۔

اس منظوم تاریخ کے ساتھ ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں موضع پامل پڑتی میں جو مہدوی اور اہل سنت والجماعت اور ہنود تھے ان کا ذکر بھی سلسلہ نسب کے ساتھ موجود ہے۔ انہی ہنود میں ایک نرسمہا ریڈی صاحب تھے جو اس وقت محکمہ تعلیمات میں سیکریٹری تھے۔ اس کتاب کے چھپنے کے بعد میں' عربی صاحب اور جناب مرشد قبلہ سید عالم صاحب مرحوم ان سے ملنے کے لئے گئے تاکہ یہ کتاب ان کو تحفہ میں دی جائے۔ انہوں نے اس کتاب کو دیکھنے کے بعد بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ مجھ سے چند دن بعد ملیں۔ اور ۴۵ کتابیں منگوائیں۔ اور جب ہم وہاں پر پہنچے ہم کو ایک لیٹر کی کاپی دی جس میں آندھرا پردیش کے جتنے سنٹرل لائبریریس ہیں اور عثمانیہ یونیورسٹی کے تحت جتنے کالجس ہیں وہاں پر رکھوانے کی منظوری تھی۔ اور اس کتاب میں محفوظ کروالیا۔

مجھے اور عربی صاحب کو فقیر عبدالکریم اسحاقی صاحب مرحوم سے ملنے کا موقع فراہم ہوا انہوں نے اس کتاب کو اور اجرائی کے تحت مراسلے تھے ان کو حاصل کر کے امریکہ کی سنٹرل لائبریری کو بھجوانے کا وعدہ کیا اور بڑی کوشش کے بعد اس کتاب کو منظور کروایا۔ وہاں سے ایک لیٹر بھی آیا جس میں خواہش کی گئی کہ عربی صاحب کی ایسی کتنی کتابیں ہیں اور کس مطبع سے چھپی ہیں اور اس کے ناشر کون ہیں اور مزید یہ بھی ذکر کیا گیا کہ ہم ان کے نام سے واشنگٹن لائبریری آف اسٹیٹ میں ایک شیلف قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت تو یہ صرف ان کی دوسری کتاب تھی اور پہلی کتاب ''**تصدیق و عمل**'' جو کہ مذہبی تھی اور پھر مصدقہ ناشر بھی نہ تھا اسی لئے اس معاملہ میں زیادہ غور نہیں کیا گیا اور معاملہ وہیں ہی ختم کر دیا گیا بحرحال یہ منظوم تاریخ بنام ''**کہکشاں**'' آندھرا پردیش کے سنٹرل لائبریری وعثمانیہ یونیورسٹی اور ملحق جتنی بھی لائبریریز ہیں اس میں اور دہلی کے کانگریس آف لائبریری کے علاوہ امریکہ کی لائبریری میں بھی محفوظ ہے۔

اس کتاب کا انتساب بھی اپنی ایک حقیقت رکھتا ہے وہ یہ کہ ایک دن دوران گفتگو میں عربی صاحب (چچا) مرحوم سے کہا کہ میرے والد مرحوم اور آپ میں اچھی دوستی ہے دونوں نہ صرف دوست تھے بلکہ غمخوار بھی تھے۔ اس پر میری خواہش ہے کہ اس کتاب کا انتساب میرے والد کے نام سے کریں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میاں مشتاق بہت دیر ہوگئی۔ تمہارے نانا (میرے ماموں عبدالرحیم صاحب) کے نام سے ان کے لڑکوں کی خواہش پر انتساب کر دیا ہوں۔ اس پر میں خاموش ہو گیا اور سوچنے لگا۔ اس پر عربی صاحب نے کہا کیا سوچ رہے ہو۔ پھر ان کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا اگر ایک چیز کے دو یا زیادہ دعویدار ہو جائیں تو اس کی اہمیت خود بخود بڑھ جاتی ہے۔ ایسے میں مجھے خیال آرہا ہے کہ اگر آپ میرے والد منشی صاحب کے نام یہ کام کر دیں تو میں آپ کو تادم زیست ہر ماہ دس روپے معاوضہ کی شکل میں ادا کروں گا۔ میرے نانا اور ان کے لڑکوں سے اس کا تذکرہ کریں اور اگر وہ دس روپے کے بجائے گیارہ روپے دینا چاہیں تو میں اس سے دست بردار ہو جاؤں گا۔ اس پر آپ کا کچھ فائدہ ہو جائے گا وہ مسکرائے۔ تھوڑی دیر بیٹھے رہے اور چلے گئے۔ تیسرے دن آئے اور کہنے لگے کہ کیا تم اپنے وعدہ پر قائم ہو تا کہ میں تمہارے والد کے نام پر انتساب کر دوں۔ میں نے فوراً بے شک کہا اور ایک سال کے پیسے پیشگی ادا کر دئے۔ اس پر انہوں نے جو انتساب لکھا ہے دیکھنے اور پڑھنے کے قابل ہے۔ یہ انتساب نہ صرف میرے والد کے نام بلکہ میرے یعنی عربی صاحب کے ماموں اور ان کے لڑکوں کی خواہش ملحوظ رکھ کر دونوں کے نام کر دیا۔ اگر کتاب مل جائے تو پڑھ کر دیکھئے۔ میرے لکھنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ عربی صاحب کی دماغی صلاحیت کی داد دینا اور بات کو کس خوش اسلوبی واہتمام و سنجیدگی سے اپنانے کا ہنر وہ جانتے ہیں' بتلانا ہے۔ انتساب کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

انتساب

ہوا میری تاریخ کا اختتام — جسے دو سے حاصل ہے نسبت تمام
جو رکھتے ہیں کردار اپنا اہم — مقدس وجود و مبارک قدم
اک ان میں میرے ماموں سید رحیم — تو اک میراں منشی ہیں میرے ندیم
وہ اخلاق میں اپنے شمس الضحیٰ — یہ اوصاف میں اپنے بدر الدجیٰ
وہ حرمت و عظمت میں اپنے بزرگ — محبت میں یکسر یہ اپنی سترگ
وہ ابر کرم ہیں، یہ بحرِ سخا — وہ ہیں گنج حکمت، یہ کنز وفا
مجھے دولت ِ علم اُن سے ملی — دیا اس نے مجھ کو سکونِ دلی
گر اُن کی نظر مشفقانہ رہی — روش اس کی سب دوستانہ رہی
رہی ان کی تاریخ میں دلکشی — اسے اس سے محسوس ہوتی خوشی
ملا ان سے گونہ سہارا مجھے — رکا میں تو اِس نے ابھارہ مجھے
طباعت کی رفتار جب رک گئی — مجھے مرحلے پیش آئے کئی
مگر جونہی ان کا اشارہ ہوا — میں اُٹھ بیٹھا ہمت کا ہارا ہوا
کیا اُن کے بیٹوں نے تکمیل کام — رکھا اِس کے بیٹوں نے میرا مقام
میری مثنوی کے یہ ہیرو ہیں دو — کہ زینت ملی ان سے تاریخ کو

اسی واسطے میں نے با آب و تاب
لکھا ان کے ناموں سے یہ انتساب

(عربؔی صاحب کہکشاں صفحہ نمبر ا)

اس کتاب میں منظوم مثنوی تاریخ ایل گوڑہ و پامل پڑتی "**کہکشاں**" پر لکھا جانے والا "تعارف" جو کہ پروفیسر جناب عالم خوندمیری صاحب کا لکھا ہے۔ یہ منظوم "تقریظ" جناب مرشد قبلہ میاں سید عالم صاحب مرحوم کی ہے۔ تیسری نظم "اورنگ سخن" جناب سید رحیم مرحوم سابق مہتمم اس کی چوتھی نظم فردوس نظر" جناب محمد عبدالمجید صاحب مجیب صاحب کی پانچواں مضمون" عربی صاحب اوران کی تالیف کہکشاں جناب سید ابراہیم صاحب خلیلؔ چھٹواں تاریخ ایل گوڑہ و پامل پڑتی المعروف "کہکشاں" بہ عنوان "**انوار الشموس**" جناب سید افتخار اعجاز صاحب کا مقدمہ پڑھنے کے قابل ہے۔ ان افراد نے اس کتاب کے ہر گوشہ پر نہ صرف تحقیقی نظر ڈالی بلکہ یوں کہو کہ مصنف کے انداز سخن اوران کی نجی زندگی کی پوری پوری عکاسی پیش کی ہے۔

عربی صاحب کا سادہ اور سلیس الفاظ میں لوگوں سے گفتگو کرنا' ان کے ساتھ شیر وشکر کے انداز میں بیٹھ جانا اور وہ

حضرات جوکہ مذہب دین کے معاملہ میں شک وشبہات رکھتے تھے دور ہو جاتے۔ بلکہ ان سے بار بار ملنے کی ترغیب بھی دیتے یہی وجہ تھی کہ وہ جہاں بھی جاتے وہاں کے افراد ان کو خوش آمدید کہتے اور زیادہ سے زیادہ وقت ان کی صحبت میں گزارتے۔ ان باتوں کا ذکر ان کی قلمی کتاب ''**میرے چالیس سال**'' میں ملتی ہے۔ وہ کتاب میں نے ایک بار ان سے لے کر پڑھی تھی اب مل نہیں رہی ہے۔ وہ کہاں ہے کس کے پاس ہے اس کا پتہ نہیں چل رہا ہے۔

صاحب موصوف جو صرف کی زندگی کا وہ پہلو بھی خاص ہے جو کہ مذہب کے معاملہ میں مناظرہ کی دعوت دیتا ہے۔ پہلا واقعہ (مناظرہ) جو کہ نوکری کا زمانہ تھا جبکہ وہ مانوی میں تھے وہاں جماعت اسلامی کے امیر جماعت اور ان کے درمیان ہوا۔ یہ مناظرہ مہدی علیہ السلام اور ان کی تعلیمات پر ہوا۔ دوسرا مناظرہ کا واقعہ جو کہ (جلسہ رسم اجرائی بتاریخ ۱۶/ جنوری ۱۹۱۳ء کو عربی صاحب کی کتاب) کا ہے' دوران مخاطب جناب مرشد قبلہ دلاور میاں مخصوصی ہی نے ذکر کیا کہ مخالفین مہدی اور جناب صوفی صاحب مرحوم کے درمیان مناظرہ ہونے والا تھا اس پر عربی صاحب نے اغیار کے سامنے صوفی صاحب کی اجازت سے اپنے آپ کو صوفی صاحب کا شاگرد پیش کر کے مناظرہ میں حصہ لیا جس سے مخالفین کو نہ صرف تشفی ہوئی بلکہ دوران گفتگو میں ہر وقت غالب رہے۔ تیسرا واقعہ مشیر آباد میں اہلیان محلہ اور حضرت پیر و مرشد جناب نصرت مجتھدی صاحب قبلہ مرحوم کے درمیان ہوا جس میں بار بار طویل گفتگو کے باوجود احباب کی تشنگی باقی رہی' اس پر ایک بار عربی صاحب نے اس گفتگو میں حصہ لے کر ہر دو اصحاب میں نہ صرف تشفی کا سامان فراہم کر دیا بلکہ تشنگی بھی دور کر دی۔

ادیب ہو یا شاعر' ملازم ہو یا تجارت پیشہ' محقق ہو یا عالم اور سیاست دان ہو یا سائنسدان ان کی اپنی نجی زندگی بھی ہوتی ہے۔ عربی صاحب کی نجی زندگی کے بہت سے واقعات میرے علم میں بہت ہی کم ہیں۔ مگر انہوں نے کم وبیش اپنی پورے بچیوں کی شادی کی' بچوں کو پڑھایا اور فنی طور پر مضبوط کیا۔ اس ہی وجہ سے ان کا خاندان اپنے معاشرہ میں بہت معروف ہے۔ ہاں اسی ضمن میں ایک بات کا ذکر کروں گا' اپنی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد جو کہ دولت آباد میں مدفن ہیں' کئی سال بعد دولت آباد گئے اور پھر مرحومہ کی زیارت کی۔ زیارت کے بعد اسی وقت اس مقام پر بیٹھ کر ایک طویل نظم ''**چاند بی بی کی قبر پر**'' کے عنوان سے لکھی جو ان دونوں کی والہانہ محبت اور ہم آہنگی کی عکاسی کرتی ہے۔ جس کو وہ خود بار بار ہم کو بھی سنایا کرتے تھے۔

حضرت مرحوم کے آخری ایام زندگی اور اس دور کے حالات میں سے ایک دو کا ذکر کرنا ضروری سمجھ کر لکھ رہا ہوں میرے بھائی سید حسین صاحب چھٹی پر حیدرآباد آئے' آنے کے بعد عربی صاحب سے ملاقات کی جوان کی عربی صاحب سے آخری ملاقات تھی میں بھی ان کے ساتھ تھا عربی صاحب فریش تھے۔ اٹھنے بیٹھنے کے قابل نہیں تھے ہر وقت بستر پر ہی رہتے ہیں۔ جیسے ہی میں اور بھائی ان سے ملاقات کے لئے پہنچے عربی صاحب نے بھائی سے ملاقات کی اور قریب بلوا کر کہا بیٹا بابا (میرے بھائی کی عرفیت تھی) مجھے لال گڑھی پہنچا دے وہاں پر رہنے کا بندوبست کر دے اور پھر تھوڑی دیر بعد کاغذ وقلم منگوا کر اس پر کچھ لکھا اور مجھے مخاطب کر کے وہ کاغذ میرے حوالے کر دیا۔ کاغذ کھول کر دیکھا تو اس میں لکھا تھا' مشتاق میرے مرنے کے بعد مجھے لال گڑھی میں میری بیوی کے بازو رکھ دینا (دفن کر دینا) خیر دوسرے دن ہی میں اور بھائی لال گڑھی گئے۔ زمین تو تھی ہی وہاں

عربی صاحب کے لئے مکان بنوانے کا انتظام گورے میاں صاحب مرحوم کے فرزند نصرت بھائی کے حوالے کر کے وہ ہانگ کانگ چلے گئے۔ مکان ایک ماہ کے اندر تعمیر ہوگیا اور عربی صاحب اور ان کی چوتھی اہلیہ اور ان کی والدہ وہاں منتقل ہوگئے۔

یہ تو میرے بھائی کا اور عربی صاحب کا معاملہ تھا اب جو میرے ساتھ ہوا اس کا ذکر بھی سن لیں۔ میں ۱۹۹۷ء میں سعودی عرب سے حیدرآباد مستقل طور پر منتقل ہوگیا تھا۔ نماز فجر جی۔ ایم۔ نگر میں ادا ہوتی تھی بعد نماز فجر دو چار اصحاب مسجد میں تھوڑی دیر ذکر وفکر میں رہتے، پھر ہوٹل میں چائے پیتے، وہاں سے واپس اپنے اپنے گھر چلے جاتے۔ ۱۹/ اگست کا دن ہے، صبح چائے سے فارغ ہونے کے بعد میرے ایک دوست جو کہ رشتہ دار بھی ہوتے ہیں ان سے کہا کہ مجھے کچھ عجیب سی بے چینی ہو رہی ہے۔ دل چاہ رہا کہ لال گڑھی جاؤں۔ آپ میرے گھر میں اطلاع دے دیں کہ میں لال گڑھی جا رہا ہوں۔ آنے میں دیر ہوگی بس وہاں سے بس میں سوار ہو کر سکندرآباد بس اسٹانڈ آیا۔ وہاں سے ہو کر لعل گڑھی پہنچا۔ جب میں بس سے اتر کر جا رہا تھا ایک بوڑھی عورت مجھ سے ملی اور کہنے لگی اس گھر میں جو بڑے میاں ہیں صبح سے عجیب کیفیت میں ہیں میں دائرہ کو جانے کے بجائے سیدھا ان کے گھر پہنچا۔ مجھے دیکھتے ہی ان کی اہلیہ زور سے کہنے لگیں کہ مشتاق میاں آئے ہیں۔ اس پر عربی صاحب نے آنکھیں کھول دیں اور کہنے لگے مشتاق آ گیا، مشتاق آ گیا۔ اور مجھے دیکھتے رہے اور پھر تھوڑی ہی دیر میں ان کی آنکھیں بند ہوگئیں اور گردن ڈھیلی ہوگئی۔ میں وہاں بہت دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر وہاں بازار آیا ہانگ کانگ کو ٹیلیفون کیا۔ حیدرآباد کو اطلاع دی۔ اب کیا کرنا ہے سوچتا رہا اتنے میں بڑے بھائی سید زین العابدین صاحب کا ٹیلی فون آیا کہ حیدرآباد سے کچھ لوگ لال گڑھی آ رہے ہیں تم وہاں ہی رہو۔ ایک گھنٹہ کے بعد جلیل میاں صاحب (جو کہ میرے رشتہ دار ہیں) اور ایک دوسرے صاحب لاری لے کر آئے اور کہنے لگے کہ ہم میت کو حیدرآباد لے جا رہے ہیں میں خاموش رہا۔ چونکہ میرا پروگرام لال گڑھی ہی میں غسل دے کر ان کی حسب فرمائش تدفین کرنا تھا۔ خیر جو ہو رہا تھا دیکھتا رہا۔ میں ان کے ساتھ ہی حیدرآباد آیا پتھر کی مسجد میں میت اتاری گئی وہاں ہی حضرت پیر و مرشد بدرالدجیٰ کی موجودگی میں غسل دیا گیا ہے۔ نماز جنازہ ادا کی گئی پھر وہاں سے میت لال گڑھی لائی گئی ساتھ میں فقراء، ان کے اہل خاندان، میرے بھائی اور میں بھی شامل تھا۔ لال گڑھی میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور حسب خواہش انہوں نے جس مقام کی نشان دہی کی تھی وہاں تدفین عمل آئی۔ یہ تھا ان کا آخری سفر۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

آخر میں عرض کروں میں نے وہی واقعات قلم بند کئے ہیں جو ہماری اور عربی صاحب کی ملاقاتوں اور گفتگو کا حصہ ہیں۔ اور وہی واقعات کا تذکرہ ہے جو کہ خود ان سے سنتے آئے ہیں **یا** مستند احباب سے سنے ہیں۔

آخری شعر پر یہ کہانی ختم کر رہا ہوں۔

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور پھر سب جانور
اپنی اپنی بولیاں بول کر اڑ جائیں گے

فقیرِ میراں سید مشتاق حسین کاظمی اہل ایل گوڑہ (مصدق آباد)

والیان ولایت حصہ سوم

اصحاب و مہاجرین حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے تذکرے اور تابعین کرامؓ

پہلا باب

حضرت مہدی علیہ السلام کے پانچ خلفاء

حضرت مہدی علیہ السلام کے پانچ خلفاء میں سیدین یعنی حضرت ثانی مہدی اور حضرت صدیق ولایت کا ذکر حصہ اول و دوم میں ہو چکا ہے

حضرت بندگیمیاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ

آپ حضرت مہدی علیہ السلام کے تیسرے خلیفے ہیں سیدین کے بعد آپ کو شمار کرتے ہیں۔ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے والد کا نام ملک بڑے ہے جو شاہی منصب دار تھے۔ قیام شہر احمد آباد میں تھا۔ آپ کے والد ملک بڑے کے انتقال کے بعد ان کا منصب حضرت شاہ نعمت کو کمی کے ساتھ ملا۔ یہ بات حضرت شاہ نعمت کو ناگوار خاطر ہوئی۔ آپ جوان طبیعت تھے اور مزاج میں سختی تھی۔ سپہ گری اور پہلوانی کا آپ کو بہت زعم تھا رئیس اور ریاست کی کچھ پروا نہیں تھی ایک روز باتوں باتوں میں سات اکابر امیروں کو قتل کر دیا۔ شاہ کا ایک غلام سدی عبداللہ نام تھا جب اس کی برأت آرہی تھی آپ نے اس پر حملہ کر کے عبداللہ کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ پچیس تیس آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ یہ سب کے سب شاہ نعمت کی زیر قیادت اطراف واکناف میں غارت گری کرتے تھے

اور کاروانوں کو لوٹ لیتے تھے۔ حبشی غلام کے لڑکے کو قتل کر دینے پر بادشاہ کے حکم سے پانچ چھ سو سوار آپ کو گرفتار کر کے قتل کرنے جھپٹے مگر آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ فرار ہو گئے۔ شاہی سواروں نے پیچھا کیا مگر آپ ہاتھ نہیں آئے جب احمد آباد کے قریب موضع سولہ سانیج کو پہونچے اُسی گاؤں میں سے اذاں کی آواز آئی آپ نے گھوڑا روک لیا اور کہا نماز پڑھ لینی چاہیئے مگر ساتھیوں نے کہا یہ وقت نماز پڑھنا مناسب نہیں، شاہی فوج پیچھے ہے اس لئے بھاگ چلنا چاہیئے۔ آپ نے نہیں مانا فوراً گھوڑے سے اتر گئے اور وضو کرنے میں مشغول ہو گئے۔ ساتھی فرار ہو گئے۔ آپ نے گھوڑا ایک درخت سے باندھ دیا اور نماز پڑھنے لگے۔ شاہی فوج آئی اس نے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور گھوڑا اور اس کا بندھا ہوا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ یہ نعمت کا ساتھی ہے مگر اکثر نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا یہ کوئی بھلا آدمی ہے اور گھوڑوں کے نشان بھی آگے بڑھتے ہوئے معلوم ہو رہے ہیں۔ انہوں نے دیر کرنا مناسب نہ سمجھ کر گھوڑوں کے نشان والے قدم پر آگے بڑھ گئے۔ جب آپ نے نماز ختم کی اور گاؤں کے قریب آکر پوچھا کہ یہاں آذاں کس نے دی ہے۔ کسی نے کہا یہاں ایک جماعت متوکل فقیروں کی آئی ہے جس کا سردار سید محمد جونپوری ہے۔ یہ جماعت احمد آباد سے آئی ہے۔ بادشاہ نے ان کا اخراج کر دیا ہے۔ شاہ نعمت کے دل میں حضرت مہدی علیہ السلام سے ملنے کا خیال پیدا ہوا۔ آپ جہاں حضرت مہدی علیہ السلام ٹھرے ہوئے تھے وہاں آئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی نظر سے نظر ملتے ہی حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ''آؤ نعمت، تم پر نعمت ہو'' ان الفاظ نے تیر کاری کا کام کیا دنیا کی محبت دل سے دور ہو گئی اور خدا کی محبت پیدا ہو گئی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے حسب عادت بیان قرآن شروع کیا سنتے ہی شاہ نعمت بیکل و بے قرار ہو گئے اور زار و قطار رونے لگے اور کہا میراں جی میں بہت گنہ گار ہوں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا خدائے تعالیٰ غفور رحیم ہے مغفرت چاہو۔ خدا اپنے گناہ معاف کر دے گا لیکن لوگوں پر جو ظلم و ستم کیا ہے وہ گناہ اُنہی سے معاف

کراؤ۔ حضرت شاہ نعمت اجازت لے کر نکلے اور مظلوم اور ستم زدہ لوگوں سے مل کر گناہ معاف کراتے ہوئے سیدھا عبداللہ حبشی کے گھر آئے اور گھر میں اطلاع کرائی ۔ عبداللہ گھبرا کر فوراً بالا خانے پر چڑھ گیا وہاں سے دیکھا کہ حضرت سر نیچے کئے ہوئے غریب صورت بنائے ہوئے کھڑے ہوئے ہیں اس کو آپ کا یہ حال دیکھکر بہت حیرت ہوئی۔ دل میں کہا کہ یہ وہ نعمت نہیں ہے پھر نیچے آیا آپ نے اس سے مل کر کہا" بھائی میں نے تمہارے فرزند کو قتل کردیا ہے قصاص واجب ہے اس کے بدل میں مجھے قتل کردو اور تلوار اس کے ہاتھ میں دیدی۔ اُس نے کہا کہ نعمت تم وہ نعمت نہیں ہو میں اس شرط پر اپنے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں کہ جہاں سے تم نے یہ نعمت پائی مجھے وہاں لے چلو۔ حضرت نے کہا درست ہے مگر پہلے دوسروں سے جن پر میں نے ستم کیا ہے گناہ معاف کرا کر آتا ہوں پھر تم کو لے کر چلوں گا۔ عبداللہ نے کہا اتنا صبر کس میں ہے میں ساتھ چلتا ہوں پھر آپ عبداللہ حبشی کے ساتھ ان تمام لوگوں کے پاس گئے جن جن پر سختی کی تھی۔ سب نے آپ کا گناہ معاف کردیا پھر آپ عبداللہ کو لئے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ مگر حضرت مہدی علیہ السلام سانچیج سے ہجرت فرما کر پٹن تشریف لے جا چکے تھے۔ پس یہ دونوں پٹن میں آکر آپ سے ملے۔ عبداللہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی بیعت کر کے ذکر کا دم لیا اور اپنی جاگیر اور مناصب کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت اختیار کرلی۔ بندگی میاں شاہ نعمت پھر حضرت مہدی علیہ السلام سے کبھی جدا نہ ہوئے اور تا وصال مبارک صحبت ہی میں رہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آنے کے پہلے لوگوں سے اپنا قصور معاف کروا کر آپ اپنے گھر گئے اور اپنی دونوں بیویوں کا حق ادا کردیا اور کہا بندہ نے حضرت سید محمد کے قدم پکڑے۔ آج سے بندہ کی باگ سید محمد کے ہاتھ میں ہے تم کو اختیار ہے جہاں چاہو رہو۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے پانچ خلفاء اور بارہ مبشر اصحاب ہیں آپ کا نمبر تیسرا

ہے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام پٹن اور بڑلی سے ہجرت کر کے جانب خراسان ہوتے ہوئے سندھ کے شہر کاھہ کو آئے وہاں بندگی میاں شاہ نعمت کے دونوں بیویوں اور میاں عبدالمجید کی بیوی اور میاں شیخ محمد کبیر کی بیوی کی جانب سے خطوط آئے کہ "ہم بھی خدا کے طالب ہیں آکر ہم کو بھی حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں لے جاؤ"۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ان اصحاب کو اور بندگیمیاں سید خوندمیر کو گجرات جانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ بندگیمیاں نے عرض کیا کہ مجھے نہ ماںباپ ہیں نہ بیوی بچے ہیں گجرات میں کیا ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بھئی اس میں خدا کی مصلحت ہے پھر بندگی میاںؓ بھی ان اصحاب کے ساتھ گجرات آئے۔ بندگی میاں شاہ نعمت احمد آباد میں احمد شاہ قدن کے دائرہ میں اُترے جب حضرت مہدی عایہ السلام کی خدمت میں جانے لگے تو رادھن پور آکر ٹھہرے۔ یہاں حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ بھی ترک دنیا کر کے چاپانیر سے نکل کر مہدی علیہ السلام کی خدمت میں جانے کے لئے آکر ٹھہرے ہوئے تھے اور حضرت کے پاس زادراہ ختم ہو چکا تھا۔ حضرت شاہ نعمت کے نکلتے وقت بادشاہ محمود بیگڑہ کی بہن راجے سُون اور دوسرے امراءوغیرہ بہت سی فتوح حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پہونچانے دی تھی۔ حضرت ثانی مہدی زادراہ کے لئے متفکر تھے۔ جب شاہ نعمتؓ ان کے پاس آئے آپ نے حضرت شاہ نعمت سے زادہ راہ کے لئے کچھ بطور قرض کے مانگا۔ حضرت شاہ نعمتؓ نے فرمایا بندہ امانت دار ہے۔ امانت میں خیانت نہیں کرے گا پھر بندگی میاں سید خوندمیر بھی امام عایہ السلام کی خدمت میں جانے کے لئے آئے اور حضرت ثانی مہدی اور حضرت شاہ نعمت کا مکالمہ سن کر حضرت ثانی مہدی کی خدمت میں پورا سامان فتوح جو بادشاہ کی بہن اور دوسرے امرائے گجرات نے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پہونچانے دیاوہ سب اور اپنا مال بھی جو کچھ تھا وہ بھی سب کا سب حضرت ثانی مہدی کی خدمت میں پیش کر دیا اور فرمایا بندہ یہیں اس بار سے سبکدوش ہو گیا ہے۔ پس یہ سب حضرت مہدی علیہ السلام سے فرہ مبارک

میں آکر ملے۔ حضرت ثانی مہدی نے عرض کیاکہ اگر بھائی سید خوند میر نہ ہوتے تو بندہ یہاں تک نہ پہونچتا۔ پھر شاہ نعمت کا فتوح میں خیانت ہوگی سمجھ کر ان کا ثانی مہدی کو مال نہ دینا بیان کیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے سن کر فرمایا کیوں نہ ہو سید خوند میر تمہارے برادر حقیقی ہیں اور شاہ نعمت کے متعلق فرمایا بھائی نعمت کیا تم کو گجرات کی مثل بھی یاد نہیں آئی کہ کہتے ہیں "ایک ٹمک کیا تیرے باپ کا مال ہے" سب کا سب مال برادرم سید محمود کے سپرد کردیا۔ حضرت شاہ نعمت کو یہ سن کر رنج ہوا۔ آپ جانب صحرا جاکر وہاں کہیں بیٹھ گئے۔ پھر حکم خدا سے حضرت مہدی علیہ السلام وہاں گئے دیکھا کہ حضرت شاہ نعمت بیٹھے ہیں۔ آپ کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھکر حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا "تون منجه ورنلو نحدیجه ہوں تجه اور نہار، تو مجھے چاہے نہ چاہے میں ہوں تیرا خواستگار" شاہ نعمت اٹھ کر فوراً آپ کے قدموں پر گر گئے۔ پھر حضرت امام علیہ السلام ان کو ساتھ لے کر دائرہ میں آئے۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت شاہ نعمت کو بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں۔ آپ کو مقراض بدعت اور مرد میدان اور مرد قلاش بھی فرمایا اور فرمایا میں اور بھائی نعمت نے میدان توکل میں گھوڑے دوڑائے کوئی فرق نہیں تھا مگر دو کنوتری کا یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کے گھوڑے کے کان شاہ نعمت کے گھوڑے سے آگے نکلے ہوئے تھے۔

جب حضرت مہدی علیہ السلام کی رحلت ہوئی آپ کو غسل دینے کے بعد ناف مبارک میں جو پانی رہ گیا تھا وہ حضرت شاہ نعمت نے پی لیا۔ حضرت شاہ نعمت کا قدم ہمیشہ عزیمت پر رہا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا میاں نعمت مرد دل مرد دہن اور مرد قتال ہیں۔ فرمایا میاں نعمت ہماری صفتوں میں سے تین صفت رکھتے ہیں۔ سر انداز ہیں ، جانباز ہیں ، سر فراز ہیں۔ ایک دن شاہ نعمت نے معاملہ دیکھ حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کو ایک سبز پھل دیا اور فرمایا یہ توکل کا پھل ہے اس کو مضبوط پکڑو۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بھائی نعمت دنیا و خلق اور نفس و شیطان کی قید سے آزاد ہیں۔

حضرت شاہ نعمت نے توکل تام اور عالیت کے ساتھ حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت کا فرض ادا کیا ہے اور اپنی ہر مشکل حضرت مہدی علیہ السلام سے حل کرتے تھے۔ فعل رخصت گوارانہ کرتے، بہت تیز طبع، شجیع اور عالی ہمت تھے اور حضرت مہدی علیہ السلام کی پیروی پر نہایت مستقیم تھے۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ نعمتؓ نے ایک روز اپنے فقراء سے فرمایا اے بھائیو اگر ہم کسی چیز میں مہدی کا خلاف کریں اور تم ہمارا دامن نہ پکڑو اور نہ پوچھو تو ہم کل قیامت کے دن تمہارا دامن پکڑیں گے۔

نقل ہے کہ جالور میں ملک پیارا افغان نے چند سو فیروزی سکے راہ خدا میں پیش کر کے کہا کہ بیس فیروزی بی بی خونزا شاہ کو، بیس بی بی ملکانؓ کو، بیس بی بی خونزا فتح کو اور بیس بی بی خونزا ملک کے لئے کچھ میاں رفیع کے لئے یہ سب الگ الگ باندھ کر اس نے حضرت شاہ نعمتؓ کے حضور میں پیش کئے۔ حضرت شاہ نعمت نے اس کو حضرت مہدی علیہ السلام کا یہ واقعہ سنایا کہ ایک شخص حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں سونے کے تنکے لایا اور کہا کہ کچھ میاں سید حمیدؓ کے لئے اور کچھ بی بی بونؓ کے لئے اور کچھ بی بی ملکانؓ کے لئے اور کچھ بی بی ہدیۃ اللہ کے لئے اور کچھ دوسرے فقیروں کے لئے۔ یہ سن کر حضرت مہدی علیہ السلام نے خفا ہو کر فرمایا فلاں فلاں غائبوں کو تو نے کہاں سے لایا اگر خدا کے لئے لایا ہے تو لا ورنہ سب لے جا۔ اس کے بعد اس نے عرض کیا میرانجی سب خدا کے لئے لایا ہوں جو کچھ رضا ہو کیجئے اس کے بعد حضرت میراں علیہا السلام نے ان تمام سکوں کی سویت فرمادی۔ یہ سن کر میاں پیارا نے عرض کیا میں بھی یہ سب رقم خدا کے لئے لایا ہوں جو کچھ رضا ہو کیجئے یہ سن کر حضرت شاہ نعمتؓ نے ان تمام پوٹلیوں کو اپنے ہاتھ سے کھول کر اور سب سکے ایک جگہ کر کے فقیروں میں سویت کر دیئے۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ نعمت فرماتے ہیں جو شخص بندہ کو دعوت دیتا ہے اس میں

للّٰہیت نہیں ہے کیونکہ بندہ کو کھلانے میں اس کی غرض یہی ہے کہ بندہ خوش ہو لیکن جو شخص فقیروں کو دعوت دیتا ہے وہ محض خدا واسطے ہے کیونکہ بندہ گھر میں کھاتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک نوجوان شخص مرید ہونے کے لئے حضرت شاہ نعمتؒ کے دائرہ میں آیا۔ صبح کا وقت تھا فقرا اپنے اپنے حجروں میں ذکر میں بیٹھے تھے۔ نوجوان دیر تک بیٹھا رہا لیکن کسی انسان کی صورت نظر نہیں آئی۔ آخر ایک عرصہ کے بعد ایک صاحب سامنے سے جانے لگے ہاتھ میں پانی کا گھڑا، پیوند لگی ہوئی لنگی پہنے ہوئے، سر پر چھوٹا سا رومال، بدن پر پھٹا پرانا کرتا اس نے پوچھا بندگی میاں شاہ نعمت کہاں ہیں؟ فرمایا یہی بندہ ہے حضرت کی یہ حالت دیکھ کر اس کو سخت حیرت ہوئی وہ تو یہ سمجھے ہوئے تھا کہ مرشد بڑے شاندار لباس میں مسند پر رونق افروز ہوں گے عرض کیا میں آپ کا مرید ہونے آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا ذرا ٹھہرو میں اپنے گھر کا پانی بھر دوں اور دائرہ میں بوڑھے مرد اور بوڑھی فقیرنیوں کے گھر میں بھی پانی ڈال دے کر آتا ہوں۔ حضرت اپنے کام سے فارغ ہو کر اچھے کپڑے پہنے سر پر پگڑی پیٹھ پر ڈھال اور کمر میں تلوار کس کر مسجد میں تشریف لائے اور نوجوان کو مرید کیا اس نے فتوح گزرانی۔ حضرت نے پیسے اٹھائے، اس کو تین دن دائرہ میں رکھا اور جو پیسے دیئے گئے تھے وہ سب اس کو کھلا دیئے چوتھے روز اس کو رخصت کیا۔

نقل ہے کہ بندگی میاں شاہ نعمتؒ دھولقہ (کاٹھیاواڑ) سے دائرہ اٹھا کر احمد آباد تشریف لا رہے تھے جو وہاں سے ۲۹ میل ہوتا ہے راستہ میں دو ہندو عورتیں ملیں اور عرض کرنے لگیں خدا واسطے ہماری دعوت قبول فرمائیں آپ نے فرمایا اچھا۔ عورتوں کے چلے جانے کے بعد فقیروں نے عرض کیا خوندکار یہ کسبیاں ہیں زر لے کر ذات بیچتی ہیں ان کے گھر کا کھانا حرام ہے۔ آپ نے فرمایا خدا اپنے بندوں کو لقمۂ حرام سے بچاتا ہے آنے دو معلوم ہو جائے گا تھوڑی دیر کے بعد دونوں عورتیں آٹا، دال، چاول، گھی، شکر وغیرہ لے کر آئیں اور اللہ دیا کہکر سب سامان حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ ان سے پوچھا گیا یہ سب کیا

ہے،انہوں نے کہاہم ایک زمانہ تک سلطان محمود بیگڑہ کی ملازم رہیں وہ پیسہ ہماری پاک کمائی کا تھااس کے بعد ہم نے بد قسمتی سے غلط پیشہ اختیار کیا خدا ہمارے حال پر رحم کرے۔

نقل ہے کہ بندگی میاں شاہ نعمت کے دائرہ میں کچھ عورتیں اپنی قوت بسری کیلئے کشیدہ کاری کرنے لگیں حضرت نے ان کو سویت دینے سے منع کردیااور فرمایا یہ رزق جو خدا کی راہ میں آتا ہے ان لوگوں کا حق ہے جو خدا کی ذات پر نظر رکھتے ہیں۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے للفقراء الھاجرین الذین الخ ۔پھران عورتوں کو آپ نے دائرہ سے باہر کردیا

نقل ہے آپ کے دائرہ میں ایک لڑکی آپ کے سامنے آئی جس کے پیروں میں کڑبی کازیور تھا۔ آپ نے پوچھا یہ کس نے پہنایا ہے اس نے کہا میری ماں نے۔ حضرت شاہ نعمت نے اس کی ماں کو بلایااور فرمایا کہ ابھی تمہارے دل سے دنیا کی محبت کم نہیں ہوئی کہ لڑکی کو کڑبی کازیور بناکر پہنایا ہے یہ فرماکراس عورت کودائرہ سے باہر کردیا۔

نقل ہے بندگی میاں شاہ نعمت ؓ کے دائرہ کے بعض لوگ دائرہ کے باہر موافقوں کے گھر جایا کرتے تھے۔ حضرت شاہ نعمت نے ان کو راستہ کا خرچ دے کر دائرہ کے باہر کردیا اور فرمایا کھجلی بھرے اونٹ کو باہر کردینا چاہیئے تاکہ دوسرے اونٹوں کو کھجلی نہ لگے۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ نعمت ؓ نے چند اشخاص کا شہر میں جانا بند کردیا تھا کہ جب وہ شہر جالور میں سودا خریدنے کے لئے جاتے تو موافقین ان کو اپنے گھروں میں لیجاکر کھانا کھلاتے تھے حضرت شاہ نعمت ؓ نے ان فقراء کو بہت ڈانٹااور فرمایاان کاسودادوسرے لوگ لادیاکریں ان کادل دنیاداروں کے گھر کے سواء نہیں رہتا۔

نقل ہے کہ شہر چاپانیر میں نماز ظہر کے بعد ایک امیر آدمی حضرت شاہ نعمت ؓ کے پاس آیااور عرض کیاکہ خوندکار اس بندہ کی گردن پر کچھ پڑھ کر پھونک دیں کہ گردن تیڑھی ہوگئی ہے۔ حضرت نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا کسی مُلا کے پاس جاؤ کہ وہ پڑھ کر پھونک دے گااگر چاہتے ہو توپسخوردہ لے لو خدا چاہے توشفاء ہوجائے گی اور فرمایاسوء المومنین

شفاء یہ سن کر اس امیر نے پانی کا پنخوردہ لے کر پیا اور گردن پر ملا اس سے اس نے شفاء پائی

نقل ہے کہ ایک دن بندگی میاں شاہ نعمت کے ایک کاسب مرید نے آپ کو دعوت دی اُس نے بڑی عقیدت سے عمدہ عمدہ اور لذیذ کھانے پکائے اور اللہ دیا کہکر حضرت کی خدمت میں گزرانے مرید کھیاں اڑانے حضرت کے سامنے بیٹھا۔ پانچ چھ لقمے تناول فرمانے کے بعد مرید نے دستہ بستہ عرض کیا میاں جی کھانا کیسا پکا ہے مرید کو یقین تھا کہ خوندکار کھانے کی بہت تعریف کریں گے مگر معاملہ اس کے برعکس نکلا حضرت نے فرمایا بھائی ہم کو وہ لذت حاصل ہے کہ اس کی تمیز بھی نہیں ہوتی۔

نقل ہے کہ جب حضرت بندگیمیاں شاہ نعمت رضؓ کا دائرہ احمد نگر میں تھا نظام الملک بادشاہ احمد نگر نے اپنے تھانہ دار سے کہا کہ تین سو ہون اور دو سو کھنڈی گیہوں حضرت شاہ نعمت رضؓ کو پہنچادو اس کے بعد اس عہدہ دار نے حضرت شاہ نعمت کے پاس آکر کہا کہ آپ اپنے ایک نوکر کو میرے ساتھ بھیجیں کہ یہ سب ہون صراف کو بتا کر دوں۔ حضرت نے فرمایا ہمارے پاس نوکر نہیں ہے عہدہ دار نے کہا آپ کے پاس یہ سب کون لوگ ہیں۔ شاہ نعمت نے فرمایا یہ سب ہمارے بھائی ہیں اُس نے کہا کہ ایک بھائی کو بھیج دیجئے کہ یہ ہون صراف کو بتا کر حوالے کروں۔ حضرت نے فرمایا بھائی نہیں آئیں گے پھر آپ نے دائرہ میں اعلان کردیا کہ خبردار کوئی بھائی ہون اور گیہوں لینے نہ جائے۔ پھر اسکے بعد سو ہون آئے نہ گیہوں۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ نعمت کی ایک دختر ناکتخدا تھی حضرت کے قرابت داروں میں ایک شخص دائرہ میں تھا اس کے باپ نے حضرت کو کہلوایا کہ اپنی دختر فلاں کو دیں آپ نے فرمایا میں اپنی دختر اس شخص کو دوں گا جس کے پاجامے پر ایک پر ایک تین پیوند لگے ہوں

نقل ہے کہ فرہ مبارک میں بندگی میاں شاہ نعمت پر بہت سختی تھی پہننے کے لئے صرف ایک تہمد تھا ایک روز آپ نے موسم سرما میں رات میں غسل کیا اور اُسی کچے تہمد کو باندہ لئے اور اوپر رسی لپیٹ لے کر آکر ذکر میں بیٹھ گئے اُن کی یہ حالت دیکھ کر حضرت مہدی

علیہ السلام گھر میں آئے اور بی بی ملکان سے ان کا حال بیان کیا۔ ام المومنین نے فرمایا میر انجی ان کو کوئی چیز دو۔ حضرت نے فرمایا ہاں بی بی بندہ جو کچھ لایا ہے وہ سب ان کے لئے ہے۔ پھر حضرت شاہ نعمتؓ کے پاس آئے۔ حضرت شاہ نعمت مہدی علیہ السلام کو دیکھ کر تعظیماً رکوع کی صورت میں کھڑے ہوگئے اور قدم بوسی کی حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بھائی نعمت میں تم کو ایمان کی بشارت دیتا ہوں۔ عرض کیا کہ میر انجی کے صدقہ سے ایمان حاصل ہے۔ میر انجی اپنے ایمان کی بشارت دیں۔ فرمایا کہ نبی اور مہدی کا ایمان کسی کو روا نہیں ہے مگر طالب کو ایسی ہی ہمت رکھنی چاہیئے۔ پھر شاہ نعمت نے حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف دیکھکر فرمایا بندہ مشاہدۂ حق میں ہے۔ پھر عرض کیا میر انجی ذات حق ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بندہ بندہ اور اللہ رب العالمین ہے۔

نقل ہے کہ حضرت بی بی کدبانو رضی اللہ عنہا اہلیۂ محترم حضرت ثانی مہدیؓ نے اپنی بیٹی میاں محمود شاہ (اپنے بھانجے) کو دی حضرت شاہ نعمتؓ نے فرمایا ان کو بیٹی مت دو وہ اہل فراغ ہیں یا تو مجھے دو یا کسی اور متوکل کو دو۔ بی بی نے حضرت کی بات نہ سنی اور فرمایا کہ وہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ وہ آنکھیں نہیں رکھے گا اس کے چند روز کے بعد بی بی کی دونوں آنکھیں چلی گئیں۔

نقل ہے کہ سلطان برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری بادشاہ احمد نگر بندگی میاں شاہ نعمت کا مرید تھا اس نے حسن عقیدت سے صحابہ مہدی علیہ السلام اور تابعین کو مختلف ممالک سے بلایا اور اپنے ملک میں دائرہ باندھ کر رہنے کو کہا، اسی پر اکتفانہ کر کے اس نے اپنی شہزادی بندگی میاں شاہ نعمتؓ کے قدموں میں اللہ دیا کہکر ڈال دی۔ آپ نے شہزادی کو گودی میں لے لیا اور فرمایا یہ بچی بندہ کی (میری) ہے اور اس کا نام راجے فاطمہ رکھا۔ بے شان وگمان یہ تحفہ آیا ہوا دیکھ کر آپ ام المومنین بی بی ملکان رضی اللہ عنہا کے پاس بمقام جیور تشریف لائے جہاں بندگی میاں شاہ یعقوب حسن ولایت کا دائرہ تھا۔ بی بی اور بندگی میاں سید

حمید بن بی بی ملکان اسی دائرہ میں رہتے تھے۔ بندگیمیاں شاہ نعمت نے بی بی سے کہا کہ بندہ ایک تحفہ لایا ہے بی بی نے کہا کہ یہ تحفہ نہ کھانے میں آسکتا ہے نہ پینے کے لائق ہے نہ اوڑھنے بچھونے کے۔ بی بی کا یہ دل خوش کن جواب سن کر بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے عرض کیا بندہ آپ کے پوتے میاں سید میرانجی جی کی شادی برہان نظام شاہ کی بیٹی سے کرنے آیا ہے۔ بی بی نے فرمایا بندی فرزند مہدی کو آگ میں ڈالنا نہیں چاہتی۔ کل میراں کو کیا منہ بتاؤں گی۔ شاہ نعمت نے فرمایا یہ بیٹی میری ہے بندہ شادی کر دیتا ہے۔ بالآخر بی بی رضا مند ہو گئیں پھر شہزادے اور شہزادی کی شادی ہو گئی۔

نقل ہے کہ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے کعبۃ اللہ کا حج توکل پر کیا ہے جب جہاز میں سوار ہوئے ساتھیوں سے فرمایا کہ صراحیوں میں کا میٹھا پانی پھینک دو جو خدا زمین پر میٹھا پانی پلاتا ہے وہ دریا میں بھی میٹھا پانی پلانے پر قادر ہے۔

نقل ہے کہ مکہ میں بہت فاقہ پڑا اور حالت اضطرار پیدا ہوئی آپ ایک بڑی مشک لے کر وہ بھر کر پانی لاتے اور لوگوں کو پلاتے اُس سے جو کچھ پیسے ملتے وہ فقراء کو کھلا دیتے۔

نقل ہے کہ جب حضرت شاہ نعمت کا دائرہ ناگور میں تھا وہاں میاں علی کا جو دھولکہ کے رہنے والے تھے انتقال ہوا۔ ڈیڑھ سو فیروزی ان کے ترکے میں برآمد ہوئے۔ حضرت وہ سب دائرہ میں اپنے فقیروں میں سویت کر دیئے اور فرمایا یہ انہی کا حق ہے اور علی دھولکہ کے رشتہ داروں کو نہیں بھیجا۔

نقل ہے کہ بندگی میاں شاہ نعمتؓ کی عادت مبارکہ تھی کہ ہر مہینے کو جب چاند نظر آتا تھا تمام تابعین جمع ہو کر ایک دوسرے کے بغلگیر ہوتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس ملنے ملانے میں بندہ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی فقیر کے دل میں کسی کی طرف سے کچھ میل آگیا ہے تو وہ دور ہو جائے۔

نقل ہے ایک دن بندگی میاں شاہ نعمت ایک جگہ سے دوسری جگہ دائرہ باندھنے

نکلے فقیران دائرہ بھی سب کے سب باہر نکل آئے۔ آپ نے فرمایا جاؤ دائرہ میں دیکھو کوئی رہ تو نہیں گیا ہے عرض کیا نہیں میاں جی سب کے سب آگئے۔ آپ نے خود جاکر دیکھا تو ایک بوڑھیا گوشے میں پڑی ہوئی نظر پڑی آپ اس کو اٹھالائے اور دائرہ کا پھاٹک بند کیا اور بوڑھیا کو اپنے گھوڑے پر سوار کر کے خود پیدل چلنے لگے۔

نقل ہے ایک روز بندگی میاں شاہ نعمت کے دائرہ میں آپ کے ایک فقیر اپنے گھانس کے چھپر میں بند لگارہے تھے کہ اتنے میں اذاں ہوگئی۔ بندگی میاں شاہ نعمت نے فرمایا کام چھوڑ کر اتر جاؤ کہ بانگ ہوگئی ہے فقیر نے عرض کیا صرف تین بند باقی ہیں۔ فرمایا چھوڑدو عرض کیا ہوا بہت تیز چل رہی ہے سب کی سب گھانس اڑ جائے گی ادھر صاحب حجرہ بند لگاتے جارہے تھے اُدھر حضرت مقراض بدعتؒ نیچے کھڑے ہو کر بند کاٹتے جارہے تھے آخر تمام گھانس اڑگئی اور محنت برباد ہوگئی۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ سفر میں آپ کے ساتھ ایک بوڑھے فقیر تھے۔ آپ باوجود مرشد ہونے کے آدھی منزل خود گھوڑے پر سوار ہوئے اور آدھی منزل فقیر دائرہ یوں باری باری سے اترتے چڑھتے جس وقت جالور کے قریب پہونچے فقیر کی باری تھی فقیر گھوڑے پر سوار تھا اور آپ چل رہے تھے۔ حضرت کی تشریف آوری کا سن کر جالور کے معتقدین جوق درجوق حضرت کے استقبال کو آئے اور آپ کی اس انصاف پسندی اور برادرانہ شفقت کو تعجب کی نظر سے دیکھنے لگے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت شاہ نعمتؒ کے پاس ایک شاندار گھوڑا خداواسطے آگیا آپ دکن کے سفر میں اسی گھوڑے پر سوار تھے جیسا گھوڑا شاندار تھا ویسا ہی گھوڑے کا سازو سامان بھی عمدہ تھا لیکن آپ نے زیب وزینت کی پرواہ نہیں کی اور ضروری سامان لٹکتے ہوئے تھیلوں میں لاذا۔ ان تھیلوں میں توا، ہنڈی، ڈوئی، تقاوی، تختہ، بیلن، کفگیر، صحنکیں وغیرہ تھیں ایسا عمدہ گھوڑا اور اس پر اٹوانٹی کھٹوانٹی دیکھ کر لوگوں کو تعجب ہوتا کہ یہ کیسے

بزرگ ہیں کہ عیب و ہنر کی پروا نہیں کرتے۔

نقل ہے کہ ایک شخص حضرت شاہ نعمتؒ سے تیڑھی میڑھی بحث کرنے لگا۔ آپ کے ایک فقیر نے عرض کیا خوندکار ناحق کیوں سر پکاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بندہ کا کام سر پکانا ہے۔ باوجود کج بحثی کرنے کے آپ اس پر خفانہ ہوئے بلکہ بہت نرمی اور طمانیت کے ساتھ سمجھاتے رہے۔

نقل ہے کہ ایک روز بندگی میاں شاہ نعمتؒ کے قرابت دار آپ کی قدم بوسی کے لئے دائرہ میں آئے۔ حضرت نے ان کے لئے کھانا پکوایا۔ مہمان دستر خوان پر بیٹھے۔ بندگیمیاں شاہ نعمتؒ ان سے الگ بیٹھ کر فرمایا اللہ دیا بسم اللہ۔ انہوں نے کھانا شروع کیا لیکن کھاتے وقت کہنے لگے میاں جی ہم تو آپ کے سگے ہیں۔ پھر ہم سے اس قدر احتراز کیوں کیا جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا تم میرے سگے نہیں میرے سگے تو یہ فقیر ہیں تم میرے والد ملک بڑے کے سگے ہو کہنے لگے جب ہم مصدق ہیں تو آپ کے سگے کیوں نہیں ہوئے۔ آپ نے وہی فرمایا تم ملک بڑا کے سگے ہو میرے سگے دائرہ کے یہ فقیر ہیں۔ پھر بھی کہنے لگے ہم تو دنیا ترک کر کے دائرہ میں آنے کی آرزو کرتے ہیں پھر سگے کیسے ہو نہیں سکتے۔ فرمایا جب تم ترک دنیا کر کے دائرہ میں آجاؤ گے اس وقت بیشک میرے سگے ہوں گے۔

نقل ہے کہ ملک بڑا نامی ایک شخص سلطان محمود بیگوہ کے وزیر اور بندگی میاں شاہ نعمتؒ کے مرید تھے۔ جب بندگی میاں شاہ نعمت گجرات سے ہجرت کر کے روانہ دکن ہوئے اس وقت ملک بڑا بوڑھے ہو جانے کی وجہ سے خدمت سلطانی سے دست بردار ہو گئے تھے اور اسباب استراحت مخالف ہو جانے کے باعث تھوڑی سی زمین پر کاشت کر کے گذر اوقات کر لیتے تھے ایک روز بندگی میاں شاہ نعمت سے عرض کرنے لگے میاں جی دنیا کی محبت میرے دل سے زائل ہو گئی ہے مگر بعض اسباب ایسے ہیں جس کی وجہ سے ترک دنیا کر کے آپ کی خدمت میں رہنے سے مجبور ہوں۔ آپ نے فرمایا وہ کیا ہیں۔ کہنے لگے پہلے تو کھود کے

چاول چاہیئے (گجرات میں باریک چاول کے دھان کو کھود کہتے ہیں) تازہ گھی اور بکرے کا عمدہ گوشت، اگر اچھا گوشت نہ ہوا تو پیٹ میں درد شروع ہو جاتا ہے، سواری میں پالکی کے سوا دوسری سواری پسند نہیں آتی اور پہننے کے لئے بھیروں کپڑا اس کے سوا دوسرا کپڑا اچھا نہیں لگتا۔ ایسی مجبوریوں پر کیا کروں ۔ بندگی میاں شاہ نعمتؒ نے فرمایا خدا سب آسان کردے گا تم ترک دنیا اور ہجرت وطن کر کے چلے آؤ ۔ حضرت نے ان سب باتوں کا اپنے پر ذمہ لے لیا اور فرمایا تم کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ ملک بڑا دائرہ میں آگئے سب سے پہلے حضرت شاہ نعمتؒ نے یہ کیا کہ فقیروں کو سویت نہ دے کر اس پیسے سے باریک چاول، عمدہ گھی، تازہ گوشت خریدا بھیروں کپڑا مول لیا اور پالکی کا بھی انتظام کر دیا۔ فقرائے دائرہ سے فرمایا باری باری سے ملک بڑا کی پالکی اُٹھاؤ۔ اور کبھی خود بھی اٹھانے میں شریک ہوتے۔ تین روز اسی طرح گذر گئے چوتھے روز ملک بڑا کو بہت افسوس ہوا دل میں کہنے لگے فقیران فاقہ کش کے کندھوں پر تین روز سے سوار ہوں اور دل میں کہنے لگے کہ مستحق فقیروں کو سویت نہ دے کر سب کچھ میری ذات پر خرچ کر دیا جاتا ہے۔ حیف ہے میری اس زندگی پر کہ میں تو ایسی نعمتیں کھاؤ ، اعلیٰ درجے کا لباس پہنوں ، فقرائے متوکلین کے کاندھوں پر سفر کروں اس سے بھی بڑی شرم کی بات یہ ہے کہ مرشد خود پالکی کو کندھا دیں تو پہلے ہی سے ان کے دل میں یہ خیالات نشتر مار رہے تھے۔ اب تو ان خیالات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ پالکی سے کود پڑے اور مرشد کے قدموں پر گر کر زار و قطار رونے لگے اور معافی چاہی۔ مرشد نے ان کو پالکی میں سوار کر دیا۔ لیکن ملک بڑا نہیں رہے حضرت شاہ نعمتؒ کی تین ہی دن کی صحبت فیض اثر سے ان میں فقیروں کی حقیقی شان پیدا ہو گئی۔

نقل ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے مرض موت کی حالت میں حضرت شاہ نعمت آپ کے سامنے آئے۔ آنحضرت نے فرمایا کون ہے ؟ عرض کی بندہ نعمت ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا نزدیک آؤ۔ جب نزدیک گئے تو اپنے سر مبارک کی

ٹوپی ان کے سر پر رکھدی اور فرمایا نعمت اور اہل و عیال نعمت کو خدا نے بخشدیا۔

نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا میاں نعمت کے نام کا یہ حرف ن ہے سر سے پاؤں تک نور ہے۔ اور آپ کو حیامین ثانی عثمان بھی فرمایا ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن بندگی میاں شاہ نعمت سے آپ کے فقیروں نے عرض کیا ہم آپ میں بجز ایک فعل کے سب پیروی علیہ السلام کی دیکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام ام المومنین بی بی ملکانؓ کو سویت میں تین حصے عنایت فرماتے تھے۔ آپ اتنی سویت کیوں نہیں لیتے۔ حضرت شاہ نعمت نے فرمایا تمام صحابہ نے مل کر ام المومنین کا حصہ اس خیال سے بڑھادیا تھا کہ آپ کے یہاں مہمان بہت آتے تھے۔ فقیروں نے عرض کیا خوندکار ہم بھی اپنا حصہ آپ کو للہ نذر کرتے ہیں۔ آپ حضرت مہدی علیہ السلام کی پیروی اختیار کریں۔ حضرت نے فرمایا کہ میراں علیہ السلام تو مرشد تھے بندہ طالب ہے۔ حضرت میراں علیہ السلام نے مجھے ایک سویت دی ہے وہی بس ہے پھر بھی سب فقیروں نے مل کر اپنی اپنی سویت آپ کو پیش کردی۔ دوسرے روز فقیروں کو فاقہ پڑا۔ بندگی میاں شاہ نعمت نے اگلے روز کا سب کا سب عطیہ فقیروں میں تقسیم کرادیا۔

نقل ہے کہ بندگی میاں شاہ نعمتؓ اکثر اوقات یہ تمثیل بیان فرماتے ایک دھیڑ مسلمان ہوا ایک روز اس کو اپنے لوگوں میں جانے کا اتفاق ہوا تھوڑی دیر ان کے ساتھ بیٹھ کر چلنے لگا برادری کے لوگوں نے کہا بھائی کھانا کھا کر جائیں نو مسلم نے کہا تم جانتے ہو میں مسلمان ہو گیا ہوں تمہارے گھر کا کھانا کیسے کھا سکتا ہوں۔ بھائیوں نے کہا ہم آٹا دیتے ہیں، کمہار کے گھر سے نیا توا لائیں اور اپنے ہاتھ سے روٹی پکا کر کھائیں۔ نو مسلم نے ویسا ہی کیا جب کھانے بیٹھا تو کہا کچھ سالن والن ہے۔ بھائیوں نے کہا آپ کو تو معلوم ہے۔ ہنڈی میں کیا پکا ہے۔ (یعنی مردار جانور کا گوشت) اس نے کہا صرف شوربا دو۔ وہ لوگ ہنڈی اٹھالائے اور صرف شوربا دینے لگے نو مسلم نے کہا ہنڈی پر سے سرپوش اٹھاؤ اور شوربا انڈیلتے وقت جو

بوٹیاں صحنک میں از خود گریں گرنے دو۔ یوں خواہش نفس کا مارا ہوا مسلمان ڈھیڑوں میں پھر ڈھیڑ ہو گیا۔ یہی حال ہماری فقیری اور ہمارے توکل کا ہے۔

نقل ہیکہ جس طرح حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے معاملے میں آخر زمانے کے مرشدوں کا حال دیکھا کہ ان کی بری گت ہو رہی ہے اور ان کو عذاب ہو رہا ہے۔ اسی طرح حضرت بندگی میاں شاہ نعمت نے بھی آخری زمانے کے مرشدوں کو دیکھا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہیں اور فرشتے ان کو دوزخ کی طرف گھسیٹتے لئے جا رہے ہیں۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے وصال مبارک کے بعد سب سے پہلے حضرت بندگی میاں سید خوندمیر آپ کی روح کے ارشاد مبارک سے فرہ سے گجرات آگئے اس کے ایک سال بعد حضرت ثانی مہدیؓ کو بھی گجرات چلے جانے کا حکم ہوا ۔ حضرت بھی آگئے اور حضرت ثانی مہدی کے ساتھ تمام صحابہ نے بھی بجز چند اصحابؓ کے گجرات آکر حضرت ثانی مہدی کی خدمت میں رہنا اختیار کیا۔ حضرت ثانی مہدیؓ کا دائرہ بھیلوٹ شریف میں تھا۔ یہاں سے آپ نے کچھ عرصہ کے لئے ایک ایک صحابی مہدی علیہ السلام کو علیحدہ علیحدہ رہنے کی اجازت دی تاکہ دین کی تبلیغ ہو۔ حضرت شاہ نعمت نے علیحدہ رہنے سے انکار کیا۔ مگر بڑی کوشش سے ان کو علیحدہ کیا۔ حضرت نے متعدد مقامات پر دائرے باندھے۔ جالور میں بھی آپ کا دائرہ تھا۔ وہاں آپ نے رمضان کے آخری دہے میں جالور کی جامع مسجد میں جو سلطان علاؤالدین خلجی کی بنائی ہوئی تھی اعتکاف کیا ہے (حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی اس مسجد میں اعتکاف کیا ہے)۔ احمد نگر کا بادشاہ برہان نظام شاہ مہدوی تھا اس نے بڑی عقیدت سے مہاجرین مہدی علیہ السلام کو دکن بلوایا۔ حضرت شاہ نعمت بھی دکن تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ آپ کے فقراء بھی تھے جب گوداوری کے کنارے پہونچے ندی میں طغیانی تھی۔ آپ ندی میں اتر گئے ، ندی کا پانی کم ہو گیا۔ آپ بیچ ندی میں آکر کھڑے ہو گئے پانی کمر تک ہو گیا تمام فقراء ندی پار ہو گئے۔ پھر آپ ندی سے کنارے پر آگئے

عرصہ تک آپ کا دائرہ شہر احمد نگر میں تھا۔ یہیں سے آپ نے حضرت شاہ یعقوب حسن ولایت کو موضع جیور میں دائرہ بنا کر دیا ہے (اس وقت حضرت بندگی میاں شاہ دلاور رضؓ کا دائرہ بھنگار میں تھا جو شہر احمد نگر کے متصل ہے)۔ نظام شاہی دور حکومت میں ہندوستان کے مغل بادشاہوں نے دکن پر تاخت شروع کی نظام شاہی خاندان کی بیگمات کو بغرض حفاظت قلعہ لوگڑھ میں بھیجدیا گیا تھا اور یہاں کفشدار خان ان کا محافظ تھا جو شاہی خواجہ سرا تھا۔ بندگی میاں شاہ نعمتؓ کا دائرہ موضع منولی میں (جو قلعہ لوہ گڑھ کے قریب اور مساڑ کے دامن میں ہے) تھا یہاں ایک دفعہ آگ سے دائرہ کی تمام گھانس کی جھونپڑیاں جل گئیں۔ اہلیان دائرہ ان کی درستی کے واسطے لکڑی کے پھاٹے لانے جنگل کو گئے تھے۔ نماز عشاء کے بعد دائرہ میں تسبیح ہوئی یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ اللہ الہنا محمد نبینا القرآن والمہدی امامنا آمنا و صدقنا کی آواز بلند ہوئی کفشدار خان جو قلعہ میں تھا اس نے یہ آواز سنی اس کو مذہب مہدی سے سخت عداوت تھی غصہ سے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر آیا اور بندگی میاں شاہ نعمت کو معہ اکیس تن کے ظلم سے شہید کر دیا۔ ۲۲/ شعبان ۹۳۵ھ کو یہ واقعہ ہوا۔ اس وقت حضرت شاہ نعمت کی عمر شریف ۶۱ سال کی تھی۔ روضہ مبارک اسی مقام پر ہے جو مہاگاؤں سے قریب اور پونا شہر سے جانب مغرب ہے۔

نقل ہے کہ بندگی میاں شاہ نعمتؓ کی چار بیویاں تھیں اور انکے شکم سے چار لڑکیاں ہوئی تھیں۔ ایک کو حضرت نے میاں کبیر سجاوندی کو دیا اور دو لڑکیاں دیگر شرفا میں دیں۔

حضرت شاہ عالمؒ کی اولاد سے ایک بی بی جن کا نام منور تھا اپنے شوہر کی وفات کے بعد اپنی دونوں لڑکیوں کے ساتھ حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کر کے بندگی میاں شاہ دلاور کے نکاح میں آئی تھیں جب ان کی لڑکیاں سن بلوغ کو پہونچیں تو انہوں نے کہا کہ میں اپنی لڑکی ایسے شخص کو دوں گی جو چشم سر سے خدا کو دیکھتا ہو یہ سن کر بندگی میاں شاہ دلاور نے فرمایا بھائی نعمت اسی طرح خدا کو دیکھتے ہیں ان سے اپنی لڑکی کی شادی کر دو۔ اب ان کے گھر

میں تین بیویاں ہیں اور ان کی زندگی کے چھ مہینے باقی رہ گئے ہیں تمہاری دختر کے حصہ میں ڈیڑھ مہینہ آتا ہے لیکن خدائے تعالیٰ اس کے شکم سے ایک دختر دے گا جس کا جھولا میں عرش عظیم پر دیکھ رہا ہوں یہ سن کر بی بی منورہ نے ان تمام باتوں کو قبول کیا اور اپنی لڑکی بندگی میاں شاہ نعمتؒ کے نکاح میں دی اس کے شکم سے دو فرزند ہوئے ایک میاں عبدالحلیم دوسرے میاں عبداللطیف اور ایک دختر ہوئی جس کا نام راجے فاطمہ تھا راجے فاطمہ میاں شاہ عبدالکریم نوری سے بیاہی گئیں۔

حضرت شاہ نعمتؒ کے خلیفے بہت تھے لیکن جو مشہور ہیں وہ یہ ہیں (۱) میاں ولی محمد (۲) قاضی عبداللہ (۳) قاضی منتجب الدین جونیری (۴) میاں کبیر محمد سجاوندی اور (۵) میاں عبدالمومن سجاوندی۔

خلفائے حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ

میاں ولی محمدؒ: آپ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؒ کے بھانجے ہیں۔ حافظ قرآن اور عالم وعامل تھے اور مبین قرآن تھے۔ حضرت شاہ نعمتؒ کی شہادت کے بعد چونڈ میں آکر دائرہ باندھ کر رہ گئے۔ حضرت شاہ دلاور نے بھنگار سے آکر یہاں میاں ولی جی سے بیان قرآن کرایا کچھ مدت کے بعد بھکری ندی کو جو چونڈ کے قریب ہے طغیانی ہوئی۔ دائرہ کے برادر دیکھتے کھڑے تھے ندی میں لکڑی کی بیل بہہ رہی تھی اس اثناء میں ایک برادر نے جو میاں عبدالفتح کے دائرہ کے فقیر تھے اس بیل کو کھینچنے کے لئے پانی میں کود گئے۔ بیلیں ان سے لپیٹ گئیں غوطے کھانے لگے لوگوں نے ان کو نکالا دیکھتے کیا ہیں کہ وہ جاں بحق تسلیم ہو گئے ہیں اس واقعہ کی لوگوں نے میاں عبدالفتح کو خبر کی میاں عبدالفتح نے حکم کیا کہ اس کو کھینچ کر دور پھینک دو۔ وہ مردار ہو کر مر گیا ہے۔ یہ خبر میاں ولی محمد نے سنی، برادروں کے ساتھ چار

پائی بھیج کران کی لاش کو طلب کیااوران کو غسل دے کر کفن پہنا کراور نماز جنازہ پڑھ کراس جگہ جہاں بی بی ہدن جی کا روضہ ہے ان کو دفن کیااس کے بعد میاں عبدالفتح نے فرمایا خوب ہوا کہ میاں ولی محمد ہمارے پڑوس میں آکر رہے ہیں جو شخص بے دین ہو کر اور مردود ہو کر مرتا ہے اس کو غسل دے کر دفن کرتے ہیں ایسے لوگ بھی ہونا چاہیئے۔ اس بات کو سننے کے بعد میاں ولی محمد بہت آزردہ ہوئے اور وہ برادران کو حضرت شاہ دلاور کی خدمت میں بھیجا کہ اگر مجھ سے یہ فعل خلاف شرع ہوا ہے تو بندہ میاں جی کے سامنے رجوع کرتا ہے اور جو کچھ میاں جی مجھ پر حکم کریں گے وہ بسرو چشم منظور ہے اور میاں عبدالفتح مجھے ایسا کہہ رہے ہیں۔ ظہر کی نماز کے بعد بندگی میاں شاہ دلاور جماعت خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میاں ولی محمد کے دائرے کے ہر دو برادر قدموسی کر کے شاہ دلاور کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کیا میاں ولی جی قدموسی عرض کی اور ماجرائے حکایت یہ کہلائے ہیں۔ اس کے بعد میاں شاہ دلاورؓ نے مراقبہ فرمایا مراقبہ کے بعد سر اونچا کر کے فرمایا میاں ولی پر خدا کی رحمت ہو جو کچھ کیا حق کیا خدائے تعالیٰ اس شخص کو بایزید بسطامیؒ کا مقام دیتا ہے تو وہ قبول نہیں کرتا کہ میں امام مہدی کا گروہ سے ہوں میرے لئے یہ مقام کیا ہے، اللہ نے اس کو بہت برگزیدہ کیا۔ پس ہر دو برادر میاں ولی محمدؒ کے پاس آئے اور حضرت شاہ دلاور نے جو فرمایا تھا بیان کیا۔ جب یہ ذکر میاں عبدالفتح نے سنا تو کہا کہ یہ بقال کی دوکان کی کوتلیاں ہیں جو میاں دلاور کے حوالے ہوئی ہیں جس کو پسند کرتے ہیں انبیا اور اولیاء کا مقام دیتے ہیں اور جس کو پسند کرتے ہیں اولیاؒ کا مقام عطا کرتے ہیں ان کی یہ بات بھی حضرت شاہ دلاورؓ نے سنی۔ چار زانو بیٹھے تھے دوزانو ہو گئے اپنے دونوں ہاتھوں کو رانوں پر مار کر فرمایا ہاں وہ ولایت مہدی کے خزانوں کے کوتل ہیں مہدی علیہ السلام نے ان کو ہمارے حوالے کیا ہے جو چیز مجھے بھلی معلوم ہوتی ہے میں وہ کرتا ہوں تو کیا کہتا ہے تجھے جس جگہ سے وابستہ کئے تھے میں نے اُس جگہ سے علیحدہ کر دیا۔

قاضی منتجب الدین جونیریؒ:۔ شریعت پناہ فضیلت دستگاہ قاضی منتجب الدین جونیری منصف قضات پر فائز تھے۔ ان کو حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور زمانے کا الہام ہوا۔ قضات کو چھوڑ کر بیدر آئے اور تصدیق مہدی سے فائز ہو کر حضرت کے ساتھ ہو گئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد ہندوستان واپس ہوئے اور حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ کی صحبت اختیار کی۔ حضرت کے خلفاء میں آپ کا بھی شمار ہے۔ ثبوت مہدی میں زبان عربی میں رسالہ مخزن الادلائل آپکی تصنیف ہے۔ (یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ چھپ گئی ہے)

میاں عبدالمومن سجاوندیؒ:۔ آپ حضرت بندگی عبدالملک سجاوندی کے بھائی ہیں۔ ترک دنیا کر کے حضرت شاہ نعمت کی صحبت اختیار کی اور آپکے خلفاء میں گنے گئے۔

میاں کبیر محمدؓ:۔ آپ حضرت امام الابرار مہدی موعود علیہ السلام کے اصحاب کبار سے ہیں، اور مہاجر بھی ہیں۔ اشراف گجرات سے ہیں بلدہ احمد آباد میں حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق اور تلقین سے مشرف ہوئے ہیں۔

نقل ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن باجری کوٹ رہا تھا۔ حضرت مہدی علیہ السلام آگئے اور پوچھا میاں کبیر کیا کر رہے ہو۔ میں نے عرض کیا میراں جی باجری کوٹ رہا ہوں۔ فرمایا بھائی اگر ایک مٹھی بھر دانے کسی کو دیدیتے تو یہ کام ہو جاتا اپنا وقت کیوں ضائع کر رہے ہو۔ ایک مٹھی کسی کو دیدو اور اس سے یہ کام لو اور خود اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگے رہو۔ حضرت میراں علیہ السلام نے ملک سندھ سے آپ کو اور بندگی میاں شاہ نعمت کو اپنے اپنے قبیلوں کو لا لینے گجرات بھیجا تھا۔ آپ جاکر اپنے قبیلے کو لے کر پھر واپس آکر رادھن پور سے حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ اور بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے ساتھ فرہ مبارک آگئے اور حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال مبارک تک ٹھہرے رہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے ایک سال بعد حضرت میراں سید محمود ثانی مہدی کے ساتھ گجرات آکر بھیلوٹ میں حضرت ثانی مہدی کی صحبت میں رہے۔ حضرت شاہ نعمت کے خلفاء میں آپ کا شمار ہے۔

قاضی علاء الدین بدریؒ:۔ بڑے عالم اور علامہ کامل اپنے زمانے کے مقتدار اور صاحب شرع شہر بیدر ملک دکن کے قاضی تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے مرید و تلقین تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے بیدر میں قیام فرمانے تک ہمیشہ مجلس وعظ و بیان میں حاضر ہوتے رہے جب حضرت مہدی علیہ السلام نے بیدر سے واپس ہونے کا ارادہ فرمایا۔ کوچ کی تیاری ہوئی اس وقت حضرت سے ملنے کو شہر کے تمام نامور اکابر جمع ہوگئے، قاضی صاحب کو غسل کرنے اور کپڑے بدلنے کی ضرورت تھی اس کام سے فارغ ہوکر آنے میں دیر ہوگئی۔ جب حضور میں پہونچے حضرت مہدی علیہ السلام کی نظر مبارک آپ پر پڑی حضرت نے اس وقت آپ کو دیکھتے ہی فرمایا :

اتوں نئی پلکھاں توی کپڑد ہوئے وہوے
اجل مورے نچھوٹ سے سکھ نذر امت سوئے

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دل کو پاک کر کپڑا دھویا ہویا نہ ہو سفید کپڑوں سے نجات نہیں ہوتی غفلت کی نیند نہ سو۔ اس کلام پاک کا قاضی علاؤالدینؒ پر ایسا کچھ اثر ہوا کہ منصب قضات چھوڑ کر ترک دنیا و مافیہا کر کے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے ہمراہ ہوگئے۔ حضرت امام علیہ السلام کے بعد حضرت ثانی مہدی کے ساتھ بھیلوٹ آگئے۔ حضرت ثانی مہدیؒ کے بعد حضرت شاہ نعمت کے پاس جالور گئے اور حضرت شاہ نعمتؒ کے ساتھ دکن آگئے حضرت شاہ نعمتؒ کی شہادت کے بعد چچونڈ میں آکر دائرہ کیا وہیں آپ کی رحلت ہوئی۔ بی بی ہدیہ بنت حضرت مہدی علیہ السلام کے روضہ میں دفن ہوئے۔

آپ کی طرف یہ نقل منسوب ہے کہ جب آپ حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں سے فتوح وصول شدہ کی سویت آپ کے ذمہ تھی۔ ایک دن آپ نے سویت کرتے ہوئے سویت لینے والے کی طرف دیکھ کر پوچھا تمہارے کتنی سویتیں ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ صورت دیکھ کر مت پوچھو اس سے مروت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ

آپ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے چوتھے خلیفہ ہیں اور فاروقی ہیں۔ حضرت شیخ فرید شکر گنج ؒ کی اولاد سے ہیں سلسلہ نسب یہ ہے۔ شاہ نظام الدین ابن شاہ خداوند بن سلطان دارین بن شیخ نظام الدین بن شاہ رکن الدین بن شیخ فرید الدین گنج شکر ؒ۔ حضرت شیخ فرید گنج شکر کے دو تین پشت کے بعد ان کو بڑی امارت ملی تھی شاہ خداوند پورب میں بلدۂ جانیس کے حاکم تھے۔ شاہ خداوند کے دو فرزند تھے۔ بڑے فرزند کا نام شاہ نظام الدین تھا۔ باپ کی حکومت شاہ نظام کو ملی۔ شاہ نظام الدین حافظ کلام اللہ تھے۔ آپ کی فطرت میں دینداری اور خدا طلبی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ حکومت اور ریاست سے بیزاری تھی بے تعلقی بھلی معلوم ہوتی تھی۔ ایک روز دل بے قابو ہو گیا اعیان وارکان ریاست کو جمع کر کے فرمایا حج کو جاتا ہوں چھوٹے بھائی کو جانشین کرتا ہوں۔ اگرچہ وہ کم عمر ہے لیکن تم سب مل کر تدبیر کر کے ملک کو سنبھال لو۔ اس بات کو سن کر ارکان دولت نے کہا کہ آپ اپنے روبرو بھائی کو جانشین فرمائیے اور چند روز ریاست کے نشیب و فراز کو اپنے روبرو ملاحظہ کیجئے ایسا نہ ہو کہ مفسد اٹھ بیٹھیں۔ غرض آپ نے اپنے چھوٹے بھائی کو اپنا جانشین کیا اور چند روز نگرانکار رہ کر پھر مکہ معظمہ حج کے لئے چلے گئے اور جستجوئے حق میں لگے رہے۔ مکہ معظمہ پہونچ کر وہیں اقامت اختیار کی۔ وہاں شیخ الاسلام صاحب، صاحب ولی میں مشہور تھے شاہ

نظام نے ان کے توکل کو دیکھ کر ان سے مرید ہونا چاہا۔ شیخ کا دل بینا تھا۔ انہوں نے مراقبہ میں حضرت شاہ نظام کے احوال دیکھے اور عذر و انکساری سے کہا کہ آپ کا ظرف بہت بڑا ہے مجھ سے اس کی صورت نہ بننے گی آپ مہدیؑ کے منتظر رہو جن کا وعدہ احادیث میں ہے پھر پسخوردہ دے کر حضرت کو رخصت کیا۔ حضرت مکہ سے ہندوستان آئے اور چاپانیر پہونچے اور سلیم خان کی بنائی ہوئی ایک مینار کی مسجد میں ٹھیرے سلیم خان آپ کی عبادت و ریاضت دیکھ کر آپ کے بہت معتقد ہو گئے اور ان کو آپ سے بہت محبت ہو گئی۔

نقل ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام مانڈوے سے چاپانیر آئے تو پہلے سلیم خان حضرت کی خدمت میں پہونچے اور تصدیق مہدی سے مشرف ہو کر مرید ہو گئے اور شاہ نظام سے حضرت کی تشریف آوری کا حال بیان کیا۔ حضرت شاہ نظام حضرت مہدی کے واقعات سنتے ہی اُٹھ کر حضرت کی خدمت میں آئے حضرت مہدی علیہ السلام کو خدا کا حکم ہوا کہ اے سید محمد ہمارا برگزیدہ بندہ آرہا ہے اس کا استقبال کر۔ حضرت استقبال کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں ملاقات ہوئی۔ جب حضرت نے شاہ نظام کو دیکھا تو فرمایا۔

صورت زیبائے ظاہر ہیچ نیست اے برادر سیرت زیبا بیار

حضرت شاہ نظام نے جواباً عرض کیا۔

ہر جا کہ می نگرم صورت اوست ہر کہ دیدہ ندارد گناہ ارہست

حضرت مہدی علیہ السلام نے ان سے معانقہ کیا اور فرمایا کیا ذکر کا ارادہ رکھتے ہو۔ عرض کیا اُسی غرض سے آیا ہوں۔ حضرت مہدی علیہ السلام ان کو لے کر ڈونگری کے سایہ میں بیٹھ گئے اور ذکر کی ان کو تعلیم دی۔ شاہ نظام تجلیات حق میں مستغرق ہو کر بیہوش ہو گئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے پان کا پسخوردہ اپنے ہاتھ سے ان کے منہ میں ڈالا اور فرمایا مردان خدا بے خبر نہیں رہتے۔ شاہ نظام ہوشیار ہو گئے۔ کہتے ہیں شاہ نظام اپنے وجود میں نہ رہے سر تا پا ذات احدیت ہو گئے۔

عشق آمد کبرد دررگ و پوست تہی کرد مرا رز نس من دپر کرد بدوست

اعضاء وجودم انگی دوست گرفت نام است تر من بر من وباقی ہمہ اوست

حضرت مہدی علیہ السلام ان کو اٹھا کر مسجد کے حجرے میں لے آئے جہاں آپ ٹھیرے ہوئے تھے اور فرمایا میاں نظام تنہا نہیں آئے بلکہ پوری تیاری کے ساتھ آئے ہیں روغن و فتیلہ و چراغ دان ساتھ لائے تھے اس کو سلگانا باقی تھا۔ شمع ولایت مصطفیٰ سے اس کو روشن کردیا گیا۔ نیز فرمایا بھائی نظام شمع ولایت ہیں اور بہت سی شمعوں کو روشن کریں گے۔ نیز فرمایا نظام مرد ربانی ہیں۔

حضرت شاہ نظام حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ سفر و حضر میں رہے اور ایک ساعت بھی جدا نہ ہوئے۔ اور ہر حال میں حضرت مہدی علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کی اور بہت سی بشارتوں سے سرفراز ہوئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا میاں نظام کے دادا شیخ فرید گنج شکر تھے اور میاں نظام گنج رویت ہیں اور فرمایا میاں نظام فاروقی کو حق تعالیٰ نے بہرہ خلافت نبوت عطا کیا ہے اور ولایت کا خلیفۂ خاص بنایا ہے۔ نیز فرمایا میاں نظام حافظ کلام اللہ اور شاہد روبت اللہ ہیں اور فرمایا میاں نظام نظام الدین ہیں جب حضرت مہدی علیہ السلام حج کے لئے تشریف لے گئے حضرت شاہ نظام بھی ساتھ تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم اس کے پہلے بھی حج کے لئے آئے تھے اس وقت کیا دیکھا تھا اور اب کیا دیکھ رہے ہو ؟ عرض کیا کہ میں نے پہلے صرف خانہ کعبہ کو دیکھا تھا اور اب میں صاحب خانہ کو بھی دیکھ رہا ہوں اور عرض کیا بیت اللہ آں حضرت کا طواف کر رہا ہے اور یہ آیت پڑھ رہا ہے فلیعبدو ارب ھذاالبیت حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تم کو خدا نے کان اور آنکھ دیئے ہیں اور فرمایا میاں نظام پر خدا نے عرش سے فرش تک اور فلک سے سمک تک ایسا روشن کردیا ہے جیسا کہ رائی کا دانہ ہاتھ میں اور فرمایا میرے بعد میاں نظام امام ہیں۔ نیز فرمایا میاں نظام مرد ربانی ہیں۔

نقل ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام شہر ٹھٹھ (ملک سندھ) سے آگے روانہ ہوئے راستہ میں میاں سلام اللہ نے عرض کیا کتابوں میں ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت رسول خدا ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ خدا کے نود پر نو نام ہیں جس میں اس کی ایک صفت ہو خدا اس کو دوست رکھتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ رسول خدا ﷺ کے پاس آئے اور کہا ان میں کی کوئی صفت مجھ میں ہے حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں پوری صفات ہیں میاں سید سلام اللہ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے پوچھا کہ میرانجی کیا حضرت کے اصحاب میں سے کسی میں ان میں کی کوئی صفت ہے۔ حضرت شاہ نظام آگے چل رہے تھے حضرت مہدی علیہ السلام نے اُن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا پوری صفات ان میں موجود ہیں۔ ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے صفات کا ظہور ہوا کہ ان میں تین سو سے کچھ اوپر صفحات ہیں۔ شاہ نظامؓ نے عرض کیا میرانجی ان میں سے کوئی صفت ہم میں موجود ہے۔ میراں علیہ السلام نے فرمایا وہ سب صفات تم میں موجود ہیں اور فرمایا اگر کسی نے مردہ کو زمین پر چلتا پھرتا نہ دیکھا ہو تو وہ میاں نظام کو دیکھ لے ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت شاہ نظامؓ کے حق میں فرمایا میاں نظام ذات دریا ہیں بلکہ دریانوش ہیں بندہ نے دریائے ربوبیت کو جتنا انڈیلا انہوں نے پی لیا۔ بلکہ سات دریا پورے پی گئے اور ان کے اوپر کا ہونٹ بھی تر نہیں ہوا۔ نیز فرمایا میاں نظام کو شک ملامت ہیں میاں نظام بلا میں صابر ہیں اور آلام میں شاکر ہیں اور فرمایا میاں نظامؓ کو بے پردہ رویت حق حاصل ہے فرمایا میاں نظام وحدت آشام ہیں۔ فرمایا میاں نظام مرد باکرام ہیں۔

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ کو عربی و فارسی میں مہارت کامل حاصل تھی اور آپ حافظ قرآن تھے اور قرأت نہایت صحیح تھی کسی نے ایک چھوٹا قرآن حضرت مہدی علیہ السلام کو خدا کے نام پر دیا تھا امام علیہ السلام نے وہ قرآن میاں نظام کو دے دیا۔ ایک روز

طلوع آفتاب کے بعد سے وقت استوا تک تین مرتبہ حضرت مہدی علیہ السلام نے قرآن شریف پڑھا پھر میراں علیہ السلام سے سن کر حضرت شاہ نظام نے پڑھا اس اثنا میں حضرت فخرالدین اپنا معاملہ عرض کرنے کے لئے حضور مہدی علیہ السلام میں آنے لگے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے ان کو آنے سے منع کیا۔ ظہر کی نماز کے بعد میاں فخر الدین سے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اس وقت خدا اپنے بندہ کو تعلیم دے رہا تھا اگر تم آگے آتے تو جل جاتے ایک روز حضرت شاہ نظام صف پر بیٹھے ہوئے تھے کہ زور سے آہ کی حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تم آہ مت کیا کرو۔ عرش اعظم اس آہ سے لرزے میں آجاتا ہے قریب ہے کہ گر جائے۔

نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بعض لوگ حال حضور ہیں بعض لوگ وقت حضور ہیں اور میاں نظام دائم حضور ہیں اور فرمایا میاں نظام خدائے تعالیٰ کی بے پردہ رویت رکھتے ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص مردہ کو نہ دیکھا ہو تو وہ میاں نظام کو دیکھ لے۔

نقل ہے کہ ملک سندھ میں سفر کے دوران حضرت مہدی علیہ السلام نے ایک جگہ مصفی اور سایہ دار اور ہوائے خوش اور مکان دلکشا دیکھ کر وہاں تھوڑی دیر قیام فرمایا۔ اور بھائیوں سے فرمایا کہ نہالو اور کپڑے دھولو کہ جائے دلکشا ہے۔ تمام بھائی نہانے اور کپڑے دھونے لگے حضرت شاہ نظام نے مکرر سکرر اپنی زبان سے کہا کہ یہ جائے کیا دلکشا ہے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام وہاں سے آگے روانہ ہوئے حضرت شاہ نظام تھوڑی دیر پیچھے رہ گئے۔ بعض بھائیوں نے حضرت مہدی علیہ السلام سے کہا کہ میراں جی میاں نظام کو یہ جگہ پسند آگئی ہے۔ شاید وہ یہاں ٹھہرنا چاہتے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام یہ سن کر خود حضرت شاہ نظام کے پاس آئے اور فرمایا میاں نظام دینا دلانا سب ہو گیا جہاں بھی چاہو رہو ،

حضرت شاہ نظام نے عرض کیا میرانجی لوگ کیا جھوٹ بولتے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا پردہ پوشی صفت الٰہی ہے خاموش رہو ۔ چند لوگ نالے ہیں چند ندی ہیں اور تم دریائے عمیق ہو۔

جب حضرت مہدی علیہ السلام کا قیام کعبۃ اللہ (مکہ) میں تھا ۹۰۱ھ میں وہاں آپ نے ایک دن رکن و مقام کے درمیان خدا کے حکم سے دعوئ مہدیت کیا اور فرمایا من اتبعنی فھو مومن ۔ حضرت شاہ نظام نے آمنا و صدقنا کہا اور کہا کہ میں آنحضرت کا تابع ہوں۔ فرہ مبارک میں دیدار کی بحث کے وقت ملا علی فیاضؒ نے رویت حق کے گواہ طلب کئے تو حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں شاہ نظامؓ اور میاں شاہ دلاورؓ کو پیش کیا دونوں نے دیدار حق کی گواہی دی۔

نقل ہے کہ شہر ٹھٹھ میں حضرت شاہ نظامؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ وتر کے پہلے سنت الحاجات پڑھنے میں بہت ثواب ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کو پڑھنے کی اجازت دی حضرت شاہ نظامؓ پڑھتے رہے۔

نقل ہے ایک دن میاں عبدالمجید نے حضرت شاہ نظام کے سامنے یہ مسئلہ بیان کیا کہ جب کوئی نماز میں تین فعل کرے تو نماز تباہ ہو جاتی ہے۔ حضرت شاہ نظام نے فرمایا ایک فعل میں تین فعل ہو جاتے ہیں پوچھا کیسے فرمایا جب ہاتھ کھولا ایک فعل ہوا جب فعل کیا دوسرا فعل ہوا جب باندھ لیا تیسرا فعل ہوا۔ پھر میاں عبدالمجید نے کہا کہ جب خون جسم سے رواں ہوا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت شاہ نظام نے فرمایا خون نظر آجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ دو مسئلے میاں عبدالمجیدؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے بیان کئے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ میاں نظام کہتے ہیں وہ صحیح ہے۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ نظام کی ایک دختر کمسن اور شیر خوار تھیں۔ آپ ان کو

کپڑے میں لپیٹ کر جھولی کے جیسا بنا کر اپنے کندھے پر لٹکا لے کر سفر میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ چلتے تھے اس دختر کا نام نور اللہ تھا۔ ایک جگہ درختوں کے سایہ میں حضرت مہدی علیہ السلام اور اصحاب تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر گئے۔ شاہ نظام نے بی بی نور اللہ کی جھولی ایک درخت سے لٹکا دی۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام وہاں سے آگے روانہ ہوئے شاہ نظام بھی دیگر مہاجرین کے ساتھ ہو گئے اور عالم استغراق کی وجہ اپنی بچی کی جھولی بھول گئے جب تین کوس کا راستہ طئے ہو گیا تو حضرت مہدی علیہ السلام میاں شاہ نظام کی طرف دیکھ کر فرمایا بھائی نظام تمہارا ساتھی کہاں ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت شاہ نظام کو اپنی بچی یاد آئی عرض کیا کہ بچی کی جھولی وہیں رہ گئی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جا کر لا لو عرض کیا اب وہاں کیا ہو گا اس کو کسی درندے نے کھا لیا ہو گا۔ فرمایا نہیں جاؤ خدا نے اس پر ایک نگہبان مقرر کر دیا ہے۔ حضرت شاہ نظام وہاں آئے دیکھا کہ جھولی کے پاس ایک بڑا شیر بیٹھا ہوا ہے جب شاہ نظام جھولی کی طرف بڑھے تو شیر نے اپنا سر نیچا کیا اور جنگل کی طرف چلا گیا۔ آپ نے جھولی میں جا کر دیکھا تو بچی اُس میں کھیل رہی تھی اس کے بعد اُس جھولی کو لے کر آپ حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس آئے اور واقعہ عرض کیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہاں شیروں کی نگرانی شیر ہی کرتے ہیں۔

حضرت شاہ نظام حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال مبارک کے جنازہ مبارک کو قبر میں رکھنے کے لئے خود قبر میں اترے۔ بعد دفن کے حضرت ثانی مہدی نے حضرت شاہ نظام سے بیان قرآن کرنے کہا۔ حضرت نے انکار کیا پھر حضرت ثانی مہدی نے بیان کیا اور تعزیت ادا کی ایک سال تک حضرت ثانی مہدی دیگر اصحاب کے ساتھ فرہ مبارک میں ٹھیرے رہے البتہ حضرت بندگی میاں سید خوند میر ؓ دسویں روز فرہ سے گجرات واپس ہو گئے۔ جب حضرت ثانی مہدی ؓ فرہ سے نکل کر حضرت مہدی علیہ السلام کی روح مبارک کے اشارہ پر گجرات آگئے سب صحابہ آپ کے ساتھ تھے۔

بھیلوٹ شریف میں حضرت ثانی مہدی کا دائرہ تھا اصحاب تمام آپ ہی کی خدمت میں تھے۔ آپ نے تبلیغ دین کو مد نظر رکھکر ایک ایک صحابی کو یکے بعد دیگرے اپنے سے علیحدہ کیا۔ حضرت شاہ نظام نے اپنا پہلا دائرہ رادھن پور میں کیا۔ فتح خاں جاگیر دار فتح کوٹ (سلطان محمود بیگڑہ کا بھانجا) آپ کا مرید تھا۔ حضرت شاہ نظام کے دائرے مختلف مقامات احمد آباد، بڑلی، چاپانیر وغیرہ میں رہے ہیں۔ آپ کا آخری دائرہ انوندرہ میں تھا جو کڑی سے قریب ہے۔ یہیں تا وصال مقیم رہے۔

بڑے بڑے امراء واہل دول آپ کے مرید ہوئے۔ راجے سون، راجے مرادی (سلطان محمود بیگڑہ) کی بہنیں حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کی مرید ہو گئیں۔ منجو جی خطائی جاگیر دار انوندرہ بھی آپ کے مرید تھے۔ انہوں نے بڑی عقیدت سے آپ کو بلا کر اپنی جاگیر انوندرہ میں دائرہ باندھ کر دیا۔ باوجود اس کے آپ ہمیشہ اہل دول سے مستغنی رہے۔ آپ سے بہت سی کرامتوں کا ظہور ہوا۔

نقل ہے کہ ایک کیمیاء گر ایک بت خانے میں بیٹھا ہوا تھا بہت سے لوگ اس کے اطراف جمع تھے اتفاقاً حضرت شاہ نظام کا گذر اُدھر سے ہوا۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا تم لوگ اس کے اطراف کیوں جمع ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا وہ کیمیا گر ہے حضرت نے ان سے فرمایا کہ اگر یہ بت خانہ اور اس کے سب بت خالص سونے کے بن جائیں تو کیا تم سب مسلمان ہو جاؤ گے انہوں نے کہا بیشک مسلمان ہو جائیں گے اس کے بعد حضرت نے اس بت خانہ پر نظر ڈالی وطلائے خالص بن گیا اور تمام لوگ اس کے توڑنے میں مشغول ہو گئے آپ نے فرمایا پہلے تم اپنا اقرار پورا کرو اور مسلمان ہو جاؤ بعد میں اس کو توڑو ان لوگوں نے کوئی جواب نہیں دیا پھر حضرت شاہ نظام ؒ نے فرمایا اے جاہلو وہ پتھر ہے اُسے کیوں توڑتے ہو حضرت نے جیسے ہی یہ بات کہی وہ بت خانہ حسب سابق پتھر کا بن گیا اور اس کو توڑنے والے بھاگنے لگے اور کچھ لوگ حضرت کے پیچھے بھی دوڑتے ہوئے آئے یکایک ایک سوکھی ندی

درمیان میں آئی حضرت نے اس کو پار کر کے اشارہ سے فرمایا کہ پانی سے بھر جا، ندی پانی سے بھر گئی اور لوگ جو حضرت کے پیچھے آرہے تھے حیران ہو کر واپس ہو گئے۔

نقل ہے کہ ایک دن قلعہ ابو گڑھ پر گئے ہوئے تھے وہاں کسی نے حضرت شاہ نظامؒ سے پوچھا کامل کس کو کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا جس کے اشارے پر بڑا پہاڑ چلنے لگے اس کے ساتھ ہی ابو گڑھ کا پہاڑ اپنی جگہ سے ہل کر سرکنے لگا۔ حضرت نے فرمایا میں نے تجھے چلنے کے لئے نہیں کہا یہ ایک حکایت تھی حضرت کے اس ارشاد کے بعد کوہ مذکور ساکن ہوا۔

نقل ہے کہ ایک دن ایک قوال آکر آنحضرت شاہ نظامؒ کو گانا سنانے لگا آنحضرت اپنے حجرہ میں محویت کے عالم میں تھے۔جب گانے کی آواز آپ کے کانوں میں پہونچی تو غلبۂ عشق سے آپ کا جسم پھولنے لگا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حجرہ میں نہیں سمائے گا یہ دیکھ کر حضرت شاہ عبدالرحمٰن (فرزند شاہ نظامؒ) نے قوال کو منع کر دیا وہ خاموش ہوا تو آہستہ آہستہ آنحضرت کا جسم مبارک اپنی اصلی حالت پر آگیا۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ نظامؒ نے ایک زمانے میں چھ مہینے کی مدت میں کچھ نہیں کھایا اکثر اوقات رات کے وقت مشغول بحق کھڑے رہا کرتے تھے۔ایک روز حضرت شاہ عبدالرحمٰن حضرت کی پیٹھ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا بندے کے پیچھے کون ہے، عرض کیا بندہ عبدالرحمٰن ہے۔ شاہ نے فرمایا کیوں کھڑے ہو، کہا بہت مدت ہوئی کوئی غذا خوندکار کے قالب میں نہیں پہونچی۔ اگر پائے مبارک لغزش میں آئیں تو بندہ سہارا دے گا حضرت نے فرمایا میں گروں گا نہیں اگر میرا پیر لغزش میں آئے تو تم سہارا نہ دے سکو گے ہم گر پڑیں تو آسمان وزمین کو یہ طاقت نہیں ہے کہ ہم کو سہارا دیں تم جاؤ اور یاد خدا میں رہو۔

نقل ہے کہ جب حضرت شاہ نظام کا دائرہ موضع بڑلی میں تھا وہاں آپ کے فقیر میاں فقیہ محمد کا انتقال ہوا تو حضرت نے ان کے قرابت داروں کو اطلاع دی۔ جب وہ آئے تو جو کچھ ان کے پاس تھا ان کے قرابت داروں کو حضرت نے دیدیا جب بندگی میاں سید

خوندمیرؓ نے یہ بات سنی تو فرمایا یہ اچھا نہیں کیئے جو میت کا ترکہ اس کے قرابت داروں کو دیئے اس لئے کہ یہ مہاجرین اور فقیروں کا حق تھا جب کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین ھاجرواو جاھدوا الخ (جو ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی تم کو ان کی ولایت سے کچھ نہیں جب تک ہجرت نہ کریں)

نقل ہے کہ ایک روز قصبۂ بڑلی میں حضرت شاہ نظامؓ کے دائرہ میں نماز ظہر کی جماعت کے ایک دو رکعت میاں خوند شیخ مہاجر سے فوت ہوئے نماز کے بعد حضرت شاہ نظامؓ نے ان سے فرمایا میاں خوند شیخ تم میں منافقی کی صفت دکھائی دیتی ہے انہوں نے کہا آپ ایسا کیوں فرمارہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تم سے دو رکعت جماعت کے فوت ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ بندہ اذان ہونے کے بعد کھانا کھانے بیٹھا تھا اس سبب سے تکبیر اولیٰ مجھ سے فوت ہوئی۔ حضرت شاہ نظامؓ نے فرمایا کیا حضرت میراں علیہ السلام کی پیروی یہی ہے جو تم کرتے ہو آنحضرت تو اذاں سننے کے بعد ہاتھ میں اٹھایا ہوا نوالہ صحنک میں ڈال دیا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ نظامؓ کا دستور تھا کہ کہیں باہر جاتے تو تنہا ہی جاتے اور نماز فجر کے بعد بہت دیر تک جماعت خانہ میں بیٹھا کرتے تھے بعض اوقات جماعت خانہ میں مشغولی ذکر کے بعد آپ آرام فرماتے جب اٹھ کھڑے ہوتے تو اپنے نعلیں ہاتھ میں اٹھا کر لے جاتے کہ بھائیوں کو نعلیں کی آواز سے ذکر میں خلل نہ ہو۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ نظامؓ نے فرمایا حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد جب ہم گجرات آگئے ایک مدت کے بعد شیخ محمد خراسانی اپنے بھائیوں کے ساتھ بندہ کے پاس احمد آباد آئے اور کہا یہ بندہ حضرت میراں علیہ السلام کی صحبت میں نہیں رہ سکا اور دین کا فہم حاصل نہیں کر سکا اب یہ بندہ آپ کے پاس آیا ہے بندہ کو دین کا راستہ بتایئے تاکہ آپ کے صدقہ سے بندہ کو کشائش دل حاصل ہو۔ یہ کہکر انہوں نے بندہ کی صحبت اختیار کی۔ کچھ دنوں کے بعد حق تعالیٰ نے ان کو کچھ کشائش بھی عطا فرمائی اس کے بعد ایک روز انہوں نے

بندہ کے پاس آکر کہاکہ میاں مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ تیرے لئے کشایش (فتح یاب) حضرت میراں علیہ السلام کے روضہ میں ہے یہ سن کر بندہ نے کہاکہ میاں شیخ محمد تم کو نفس مغالطہ دے رہاہے یہی وقت صحبت میں رہنے کا ہے۔ بندہ کی صحبت میں رہو۔ اس کے چند روز کے بعد پھر انہوں نے وہی بات دوبارہ زبان پر لائی بندہ نے وہی جواب دیا پھر تیسری مرتبہ انہوں نے آکر کہاکہ میاں رضا دیجئے کیونکہ فتح یاب کی صورت وہیں ہوگی اس بندہ نے کہااگر تم صحبت میں رہتے تو بہتر تھا آگے تم جانو اس کے بعد وہ بندہ کے پاس سے چلے گئے اور ملک سندھ میں جاکر انہوں نے عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیااور مارے گئے۔

نقل ہے کہ جب حضرت شاہ نظام رضی اللہ عنہ راستہ چلتے تو زمین طئے ہو جاتی تھی جب آپ کا دائرہ اندورہ میں تھاایک دن پانی لانے گھڑا لے کر حوض پر آئے یکایک زمین طئے ہو گئی۔ چند قدم میں پوکھر آباد کے حوض پر آکر کھڑے ہوگئے اور گھڑا بھر کر کاندھے پر لے کر روانہ ہوئے چند قدم میں گھر میں آگئے۔ بی بی مریم رضی اللہ عنہا نے کہامیاں جی اتنی جلدی پانی لائے ہو گویا کوئی شخص پانی لے کر دروازہ پر کھڑا تھا مسکراکر فرمایااے بی بی یہ پانی پوکھر آباد کے حوض کا ہے۔ بی بی مریم حیراں ہو کر رہ گئیں۔

نقل ہے کہ گجرات میں ایک کافر خرق عادت والا مشہور تھااس کے خادم بہت تھے آسمان ہفتم تک اس کی سیر تھی ایک دن شاہ نظام رضی اللہ عنہ نے راستہ میں اس کو دیکھاکہ ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے اس کے پاس جاکر اس کا ہاتھ پکڑ کر ہلا کر اس کو ہشیار کیااس نے آنکھ کھول کر حضرت کو دیکھا حضرت نے فرمایا تجھکو یہ سیر و سلوک کس وجہ سے ہے کہامیں نے خواہش نفسانی کا خلاف کیا۔ آپ نے فرمایالا الہ الا اللہ کہہ اس نے کہا میرا نفس کہتا ہے کہ مت بول فرمایاخواہش نفسانی کا خلاف کر اس کو یقین ہوا کہ میں نے اپنی خواہش نفسانی کا خلاف کرنے سے یہ مکاشفہ حاصل کیا ہے۔ کہا فرمایئے کیا کہوں آپ نے فرمایابول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور مہدی موعود آئے اور آ گئے " آمنا و صدقنا "اس نے ایسا ہی

کہا ساتھ ہی بغیر پردہ کے دیدار خدا اس کو حاصل ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد جاں بحق تسلیم ہو گیا۔ حضرت شاہ نظام نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اس کو مشت خاک دی اور چلے گئے۔

نقل ہے کہ موسیٰ خاں پولادی جن کے ماتحت دس ہزار سوار تھے وہ حضرت شاہ نظام کے مرید تھے ایک دن رادھن پور سے شکار کے لئے گئے کوئی شکار نہ پایا بھوکے ہو کر گھر واپس ہوئے۔ گھر دور تھا اپنے جی میں کہا حضرت شاہ نظام کے پاس جانا چاہیئے جو اس زمانے میں ایک حوض پر ٹھہرے ہوئے تھے اور سکون خاطر کے لئے وہاں بیٹھے ہوئے تھے موسیٰ خان وہاں آئے اور کہا کہ حضرت مجھے بھوک ہو رہی ہے آپ کچھ کھلایئے حضرت نے مسکرا کر باہر کھڑے ہو کر دیکھا ہرنوں کا گلہ ٹھہرا ہوا ہے ایک ٹولے ہرن کو دیکھ کر اسکو کہا آگے آ وہ سامنے آ گیا اس سے فرمایا ذبح ہو جا وہ ذبح ہو گیا پھر فرمایا بھو نے جا وہ بھونے گیا پھر خوان پر جس حالت میں ہونا چاہیئے ہو گیا۔ آپ نے موسیٰ خان سے فرمایا تناول کرو موسیٰ خان نے اپنے سپاہیوں اور متعلقین کے ساتھ تناول کیا سب کے سب سیر ہو گئے اور کوئی شخص بھوکا نہ رہا اس کے بعد ہرن کی طرف دیکھ کر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا زندہ ہو جا وہ زندہ ہو کر دوڑتا ہوا اپنے گلے میں جا کر مل گیا اس کے بعد موسیٰ خان چلے گئے۔

نقل ہے کہ ایک دن ایک بوڑھی عورت بیٹھی ہوئی رو رہی تھی اور ایک بکری کا بچہ اس کی گود میں تھا۔ حضرت شاہ نظام کا گذر اس طرف ہوا۔ آپ نے اس سے پوچھا کیوں رو رہی ہے اس نے کہا یہ بکری کا بچہ اوپر سے گر گیا اور اس کے چاروں پاؤں ٹوٹ گئے ہیں کیا کروں۔ حضرت شاہ نظام نے وہاں بیٹھ کر اس کے چاروں پاؤں اپنے دست مبارک سے پکڑ کر اس کو سامنے پھینک دیا وہ زندہ ہو کر اٹھ کر دوڑنے لگا۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ نظامؒ جس کسی کو تلقین کرتے تو پہلے لوح محفوظ میں دیکھ لیتے پھر تلقین کرتے اور فرماتے کہ اللہ کا یہ اسم ایسے شخص کو دینا چاہیئے کہ وہ اہل ایمان ہو۔ جس کو یہ نام دیا جائے اس کو نفع ہو اور جو یہ نام لے وہ فائدہ حاصل کرے۔

نقل ہے کہ ایک شخص تربیت ہونے کے لئے حضرت شاہ نظام کے پاس آیا۔ آپ نے اس کی طرف نگاہ کی کیا دیکھتے ہیں کہ اس کی روح نامقبول اور بے ایمان ہے۔ پس آپ نے اس کو تربیت نہ کیا جب تک لوح محفوظ میں اور علم قدیم میں لکھوا کر ایمان مقبول اور ارواح دوست نہ کر آئے۔

نقل ہے کہ دو بھائی تلقین ہونے کیلئے حضرت شاہ نظامؒ کے پاس آئے ایک بھائی کو اسی وقت تلقین فرمایا اور دوسرے سے فرمایا کل آؤ میں تربیت کروں گا۔ وہ دوسرے دن آیا حضرت نے اس کو تربیت کیا میاں عبدالرحمٰن نے پوچھا کہ اس میں کیا مصلحت تھی فرمایا ہم نے اس کی پیشانی پہ نظر کی تو معلوم ہوا کہ مقبول ہے پھر لوح محفوظ میں دیکھا کہ مقبول ہے پھر علم قدیم میں دیکھا تو اس میں لکھا ہوا پایا کہ مردود ہے پس خدا سے اصرار کے ساتھ عرض کر کے علم قدیم میں ہم نے لکھوایا کہ مقبول ہے۔ پس دوسرے روز ہم نے اس کو تربیت کیا۔

نقل ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے بندگیمیاں شاہ نظام کے حق میں سات بشارتیں فرمائی ہیں ایک یہ کہ بھائی نظام نے دیکھا بھی چکھا بھی۔ دوسرے بشارت بھائی نظام دریائے وحدت آشام ہیں۔ تیسری یہ کہ بھائی نظام مست مست ہوشیار کے ہوشیار ہیں چوتھی بشارت یہ کہ کشک ملامت ہیں (ملامت کرنے والوں کی ملامت سے بے پرواہیں) پانچویں بشارت یہ کہ ابوبکر صدیق کی سب صفتیں ان میں موجود ہیں، چھٹی بشارت یہ کہ چشم سر سے دیدار خدا کے گواہ ہیں ساتویں بشارت یہ کہ آیت کریمہ رجال لا تلهيهم الخ ان کے حق میں ہے۔ اور آپ کو دائم حضور بھی فرمایا۔

نقل ہے کہ بندگی میاں شاہ نظامؒ نے ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا اگر حضرت کی رضا ہو تو یہ بندہ کسی گوشہ خلوت میں رہتا ہے۔ آنحضرتؑ نے فرمایا "میاں نظام ایسی جگہ رہنا چاہیئے جہاں کسی سے تم کچھ سنیں یا تم کہیں تو دوسرے سنیں"۔

نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا میاں شاہ نظام کے دادا شیخ فرید شکر گنج تھے اور میاں نظام رویت گنج ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت بندگی میاں شاہ نظام کی زندگی کے اکثر ایام ایسے گزرے ہیں کہ درختوں کے پتے ہی آپ کی غذا تھے اسی سبب سے آپ کے جسم مبارک کی تمام رگیں سبز ہو کر اُبھر آئی تھیں۔ آپ کے بعض طالبوں نے بھی اٹھارہ مہینے میں سوائے جنگلی درختوں کے پتوں کے کوئی غذا نہیں کھائی۔

نقل ہے کہ ایک دن جالور میں بندگی میاں نظامؓ کے دائرہ کے ایک برادر بازار گئے تھے فتح خان بڑوا پنی وزارت کے دبدبے سے باجا بجاتا ہوا آیا وہ برادر تماشہ دیکھنے ٹھہر گئے جب فتح خان قریب پہونچا تو اس برادر کو دیکھا اور شاہ نظامؓ کو قدم بوسی کہلوایا وہ برادر خوشی سے آکر فتح خاں کا سلام حضرت شاہ نظامؓ کو پہونچایا۔ جب حضرت شاہ نظامؓ نے سنا تو فرمایا تو کہاں گیا تھا جو اس کا سلام لایا۔ کس طرح اس سے ملاقات ہوئی سچ سچ کہو اس برادر نے کہا کچھ لانے کے لئے بازار گیا تھا اس جانب کی آواز آئی میں ٹھہر گیا اس نے مجھے دیکھا سلام کیا اور خوندکار کو بھی قدم بوسی کہنے کہا۔ فرمایا وہ تنہا نہ تھا شاید اپنے لشکر کے ساتھ آرہا ہوگا اور تو تماشہ دیکھنے کھڑا ہوگا یہاں تک کہ تجھکو دیکھا اور سلام کیا۔ قرآن شریف کے حکم سے تو دنیا کا طلب گار ہو گیا۔ پس آپ نے اس برادر کو دائرہ سے نکال دیا۔ وہ برادر دائرہ کے دروازے پر تین رات دن پڑا رہا اس کے بعد دائرہ کے چھ برادروں نے اس کی رجوع قبول کرانے اور اس کی خطا کی معافی کے لئے شاہ نظامؓ کے سامنے عرض کیا۔ آپ نے اُن چھ برادران کو بھی دائرہ سے نکال دیا پس وہ سات برادر اپنے اہل و عیال کے ساتھ دائرہ کے باہر دھوپ میں پڑے رہے۔ یہ خبر حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو پہونچی۔ آپ بہلی پر سوار ہو کر تشریف لائے اور ان کی رجوع قبول کرائے اور اسی درے مارے اور گلوگیر ہوئے اور دائرہ میں ٹھہرائے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ فتح خان بزونے جو آپکے مرید تھے سو تنکے خدا کے نام بھیجے۔ آپ نے قبول کر لئے دوسرے مہینے میں بھی ایک سو تنکے لائے آپ نے قبول فرمایا۔ جب تیسرا مہینہ ہوا تو پھر انہوں نے ایک سو تنکے بھجوائے جسے آپ نے قبول نہیں کیا اور جھڑک دیا کہ ہم کو تعین بھیجتا ہے کیا ہم کو نوکر رکھ لیا ہے میں نہیں لوں گا ایسا کھانا روا نہیں ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن کچھ غلہ اور کپڑے اور دو سو تنکے فتح خاں نے حضرت شاہ نظامؓ کے پاس لائے اور کہا اللہ نے دیا ہے آپ نے قبول نہیں کیا اور فرمایا چونکہ تم میرے تربیت ہو اس لئے یہ چیزیں میرے پاس لائے ہو اس میں مقصود خدا نہیں ہے۔ اگر تمہارے دل میں مقصود خدا ہوتا تو تمام جگہ تمام دائروں میں بھی دیتا۔ میں اس کو نہیں لوں گا۔ پس فتح خاں نے بہت عاجزی کی اور کہا بہتر ہے سب جگہ خدمت کروں گا پس جس قدر کہ حضرت شاہ نظامؓ کے پاس لایا تھا اسی قدر تمام دائروں میں فتوح بھجوایا۔ بندگی میاں شاہ نظامؓ قبول فرما کر دائرہ میں وہ فتوح سویت کر دی۔

نقل ہے میاں منجو جی خطائی جو وزیر تھے حضرت شاہ نظام کے مرید ہو گئے تھے اور حضرت سے بہت محبت رکھتے تھے۔ وہ خادم الفقرا اور محسن الغربا تھے اور شب بیداری کی وجہ سے ان کو کسی قدر کشائش (باطنی) ہو گئی تھی اس حد تک کہ سنت اپنے گھر میں ادا کر کے بیٹھتے اور اقامت کی آواز سننے کے بعد گھر سے مسجد میں آتے اور تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوتی۔ ایک دن اسی طرح آ رہے تھے حضرت شاہ نظامؓ نے اپنے ہاتھ سے منع کر دیا۔ چلتے ہوئے رک گئے اور نماز ہونے کے بعد مسجد میں آئے جب منجو بھی نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت شاہ نظامؓ نے فرمایا مہدی کی گروہ میں کرامت ناجائز ہے تم مرد کسبی بنو اور کسب کر کے خدا کو پہونچو اللہ کی عطا پیغمبروں کے لئے ہے اور ہم لوگوں (یعنی اصحاب مہدی) پر ہے منجو جی گجرات چھوڑ کر برہان پور جا کر ملازم ہو گئے اور روانہ ہونے کے وقت بہت زاری کی کہ میاں ایسا کیجئے کہ منجو خدا کی رحمت سے جدا نہ ہو اور مہدی اور خوندکار کے لوگوں میں سے ہو،

حضرت شاہ نظامؒ نے فرمایا خاطر جمع رکھو انشاءاللہ بندہ وعدہ کرکے کہتا ہے اگر بندہ دیکھے کہ تمہاری موت کا وقت قریب ہے تو تمہاری موت سے چھ مہینے پہلے تم کو مطلع کردوں گا ایک زمانہ گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ اے نظام تو نے کسی سے وعدہ کیا ہے اس کو یاد کر۔ پس حضرت ملک منجو جی کے گھر آئے وہ کسی مہم پر گئے ہوئے تھے اور گھر میں نہیں تھے پس ملک کے گھر والوں کو خبر دے دی اور گھر والوں سے کہدیا کہ منجو جی سے کہدینا کہ تمہاری عمر کے چھ ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ اور آپ گجرات واپس چلے آئے۔ ملک جی کے گھر والوں نے اُن کو اس کی اطلاع دی۔ جب ملک یہ خبر سن کر مہم سے واپس آئے تو چار مہینے گزر گئے تھے اور وصال کے درمیان ڈیڑھ مہینہ رہ گیا تھا وہ پورا کرکے اجل کے پندرہ دن پہلے مرشد کی جانب روانہ ہوگئے راستہ میں بیمار ہوگئے۔ حضرت شاہ نظام کے پاس پہونچنے تین منزلیں رہ گئی تھی۔ رحلت کے قریب حضرت شاہ نظام کے پاس لوگوں کو دوڑایا اور لکھا کہ یہ فقیر ترک دنیا اور ہجرت کرکے آرہا ہے میاں عبداللطیف اور میاں عبدالقادر ان کے پاس جانے حضرت کے حکم سے تیار ہوئے۔ حضرت نے ان سے فرمایا اگر منجو جی کو زندہ پاؤ تو ہمارا سلام کہو اگر ان کا انتقال ہو جائے تو وہیں باغ میں رکھدو۔ منجو جی کا انتقال راستہ میں ہی ہو گیا میاں عبدالرحمٰن اور ان کے ساتھ دوسرے فقرا نے جاکر ان کو باغ میں دفن کردیا۔ چھ مہینے کے بعد حضرت شاہ نظامؒ ان کی قبر پر گئے اور معہ نعلین کے قبر پر چڑھ کر اتر گئے اور فاتحہ پڑھی اور دائرہ میں واپس آئے اور فرمایا اگر کوئی شخص ملک منجو جی کی نیت سے کھلائے گا تو بندہ کھائے گا اس کے بعد ملک منجو جی کے لوگوں نے یہ معلوم کرکے بہت سا کھانا پکا کر دائرہ میں بھجوایا اور سب کو کھلایا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حضرت شاہ نظام نے فرمایا آج خدا نے ملک منجو جی کو حبس سے نجات دی۔

نقل ہے کہ ایک وقت سفر میں میاں عبدالرحمٰن، میاں عبدالقادر، میاں جمال الدین اور میاں قطب جہاں حضرت شاہ نظامؒ کے ساتھ تھے راستہ میں ایک بوڑھا آدمی جس کا

چہرہ اور پیشانی روشن تھی پیٹھ پر ایک سفید بھاری بوجھ لے جاتا ہوا نظر آیا۔ میاں عبدالرحمٰن نے حضرت شاہ نظامؓ سے عرض کیا اگر اجازت ہو تو اس بوڑھے کا بوجھ میں لے لیتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا اگر تم میں اس بوجھ کے اٹھانے کی طاقت ہے تو اُٹھاؤ اور مدد کرو۔ بندگیمیاں عبدالرحمٰن نے اس بزرگ کے پاس آکر عرض کی کہ آپ اپنا بوجھ بندہ کے سر پر رکھدیجئے۔ میں لے کر چلتا ہوں۔ پھر مرد نے فرمایا تکلیف مت کیجئے آپ نے اصرار کر کے ان کا بوجھ اپنے سر پر لے لیا چند قدم چلے تھے کہ بوجھ کی زیادتی سے عاجز ہوگئے پھر اس پیر مرد نے میاں عبدالرحمٰن سے اپنا بوجھ لے لیا اور چلتا بنا۔ میاں عبدالرحمٰن نے حضرت شاہ نظامؓ سے عرض کیا باباجی وہ پیر مرد کون شخص تھا اور بہت بھاری بوجھ لے جارہا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ صاحب خواجہ خضر تھے جو حضرت مہدی علیہ السلام کے تربیت ہوئے ہیں اور وہ جو بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں وہ اپنے حصہ کا بار ولایت اپنے ہمراہ لئے جارہے ہیں۔

نقل ہے ایک دن حضرت شاہ نظامؓ سفر میں تھے ایک گاؤں قریب آیا وہاں ایک کنواں تھا عصر کے وضو کے لئے اس کنویں میں اترے وہاں ایک برہمن کو کپڑے دھوتے ہوئے دیکھا جب اس نے حضرت شاہ نظامؓ کو دیکھا تو کہا کہ میرا خدا اب مجھے نظر آیا آپ کا دامن پکڑ لیا اور کہا اب تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ حضرت نے مسکراتے ہوئے وضو فرمایا اور ارشاد فرمایا اے میاں حاجی اوپر آؤ تمہاری اجل پہونچ چکی ہے تم خدا کو دیکھو اور دیدار کے بعد اپنی جان خدا کے حوالے کردو۔ پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر اوپر لائے اور کلمہ و تصدیق ان کے سامنے پیش کئے انہوں نے کلمہ شہادت کا اقرار کیا اور مہدی کی تصدیق کی پھر حضرت نے ان کو ذکر خدا کا دم دیا عصر کا وقت تھا حضرت شاہ نظامؓ نے اذان کہی جب آخری الفاظ اللہ اکبر اللہ اکبر پر آئے میاں حاجی کی طرف دیکھا اور فرمایا الحمد للہ تم اپنے مقصود کو پہونچ گئے اس کے بعد چار تکبیر نماز جنازہ کی پڑھی اور مشت خاک ان کے سینہ پر رکھ کر بسم اللہ کہکر روانہ ہوگئے یکایک فرشتے آسمان سے آکر ان کی لاش اُٹھائے اور ان کے وجود کو عرش پر لے گئے۔

نقل ہے کہ ایک دن میاں حبیب فقیر نے شاہ نظامؒ کے پاس آکر عرض کی میاں جی میرے کان میں بہت درد ہے کچھ پڑھ کر پھونک دیجئے۔ حضرت شاہ نظام نے ان کے کان میں اپنے ذکر الٰہی کے دم کو پھونک دیا ایک دم ان کے دل کے سات پردے پھٹ گئے اور ان کے چشم دل کو خدا کا دیدار ہو گیا۔

نقل ہے کہ ایک دن میاں علی کمان گر نے شاہ نظامؒ کے پاس آکر کہا میاں جی مجھے تمام رات آنکھ کی تکلیف کی وجہ سے نیند نہیں آئی۔ کچھ پڑھ کر میری آنکھ پر پھونکئے۔ میاں شاہ نظامؒ نے پڑھ کر پھونک دیا آسمان کے ساتوں طبق ان کی آنکھوں کے سامنے کھل گئے اور دیدار الٰہی چشم سر سے نصیب ہوا۔

نقل ہے کہ اندورہ میں میاں فضل اللہ کی بیوی کو بہت تکلیف ہوئی وہ حاملہ تھیں وضع حمل نہ ہو سکا تین دن پیٹ کی تکلیف میں گذر گئے بے حد ناتوان ہو گئیں ان کی زندگی رمق برابر رہ گئی تھی کہ میاں فضل اللہ روتے ہوئے شاہ نظامؒ کے پاس آئے حضرت نے فرمایا اب جننے کا وقت قریب پہونچ گیا ہے پانی لاؤ آپ نے پسخوردہ کر کے دیا جب ان کو پسخوردہ پلاے اسی وقت زچگی ہو گئی بی بی ہنسنے لگی پوچھا کہ کیوں ہنستی ہو انہوں نے کہا میں کیوں نہ ہنسوں میں اندھی تھی مجھے آنکھ ملی کہ تمام عالم غیب مجھ پر منکشف ہو گیا۔ اب اگر شاہ نظام کو پاؤں تو دوبارہ پسخوردہ پیوں گی تا کہ خدا کو بغیر پردے کے دیکھوں۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ نظامؒ کے فرزند میاں عبدالرحمٰن مہدی علیہ السلام کے حضور میں پیدا ہوئے تو حضرت مہدی علیہ السلام نے خود شاہ نظام کے گھر تشریف لا کر انکے کانوں میں اذاں اور اقامت کہی اور فرمایا خدا نے بھائی نظام کو فرزند دیا ہے جو امرت بیل ہے۔

نقل ہے کہ جن دنوں بندگی میاں شاہ نظامؒ کا دائرہ احمد آباد میں تھا۔ ایک روز آپ اور بندگی ملک معروف جماعت خانے میں بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت ملک معروفؒ نے فرمایا کہ میری دختر جوان ہو گئی ہے۔ حضرت شاہ نظامؒ نے سن کر فرمایا میاں

عبدالرحمٰن بھی جوان ہوگئے ہیں دونوں کا نکاح کردیں گے یہ طئے کر کے حضرت ملک معروف گھر چلے گئے۔ حضرت شاہ نظامؒ نے اپنے فرزند عبدالرحمٰن سے فرمایا" جاؤ بوریے کے نیچے سے پیسے لے کر صابن خرید و اور اپنے کپڑے دھو کر لالو۔ میاں عبدالرحمٰن صابن لاکر کپڑے لے جانے لگے حضرت ملک معروف کے گھر پر سے گزرے حضرت ملک معروف نے پوچھا کہاں جارہے ہو، کہا کپڑے دھونے، حضرت نے فرمایا ذرا ٹھہرو پھر گھر میں جاکر دولھن کے کپڑوں کا جوڑا لاکر دیدیا اور فرمایا یہ بھی دھو کر لاؤ۔ میاں عبدالرحمٰن نے اپنے اور دولہن کے کپڑے دھو کر لاکر دولھن کے کپڑے حضرت ملک معروف کے گھر میں دیدئے۔ اُسی رات جماعت خانہ میں میاں عبدالرحمٰن کا نکاح حضرت ملک معروف کی بیٹی سے ہوگیا۔ رات کے وقت فقیران دائرہ نے جماعت خانہ میں غیر معمولی چراغ دیکھا تو ان کو حیرت ہوئی صبح معلوم ہوا کہ میاں عبدالرحمٰن کا نکاح رات میں ہوگیا ہے۔ جب دولھا دلھن خلوت میں ہمکنار ہوئے تو بی بی نے شہزادے سے کہا کہ مجھے تین دن سے فاقے ہیں اور بھوک سے بیتاب ہوں بندگیمیاں شاہ عبدالرحمٰن نے فرمایا بی بی آج پانچ روز ہوئے ایک دانہ بھی میرے پیٹ میں نہیں گیا۔ شہزادے کو بی بی کی بیتابی دیکھکر بہت رنج ہوا اور نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد ہی خلاف عادت ذکراللہ کی نشست چھوڑ کر جنگل کو تشریف لے گئے اور راستہ میں چلتے گاڑیوں کے نشانات پر گرے ہوئے دانے چن چن کر ضحیٰ کے وقت (دن کے آٹھ نو بجے) دائرہ میں تشریف لائے۔ بندگیمیاں شاہ نظامؒ نے پوچھا سلو نے آج تم پابندی او قات چھوڑ کر کہاں گئے تھے اور اس گرہ میں کیا ہے؟ شہزادے نے عرض کیا ان کے (دولھن کے) فقر و اضطرار کی حالت دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا اس لئے صبح ہی صبح ان کے لئے ایک ایک دانہ چن کر پسو بھر اٹھالایا ہوں تاکہ ابال کر پھانک لینے سے ذرا تسکین ہوجائے بندگی میاں شاہ نظامؒ نے فرمایا سلو نے جاؤ جہاں سے لائے ہو وہیں چھوڑ کر آؤ یہ عمل گروہ مہدی کے فقیروں کے لئے جائز نہیں ہے۔ بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن واپس تشریف لے گئے اور دانے

چھوڑ چھڑا کر واپس آ گئے۔ ادھر بندگیمیاں شاہ نظامؒ نے پہلے ہی سے فرمادیا تھا کہ خدا اس دولھن کے طفیل میں دائرہ کے تمام فقیروں کو شکم سیر اور شیرین دہن کرے گا راجے سون اور راجے مرادی ہمشیرگان سلطان محمود بیگڑہ کو یہ معلوم ہونے پر کہ آج شب تمہارے مرشد کے فرزند کی عقد خوانی ہوئی ہے انہوں نے خیال کیا کہ طعام ولیمہ ہماری طرف سے ضروری ہے۔ لہذا صبح ہی صبح کھانا پکوا کر گرم گرم دیگیں گاڑیوں میں رکھکر اپنے مرشد (شاہ نظامؒ) کے دائرہ میں للہ بھجوادیں۔ حضرت نے شکر خدا بجالا کر دائرہ کے تمام مرد عورتوں بوڑھوں اور بچوں کو پیٹ بھر کھلایا۔

بندگی میاں شاہ نظامؒ بلدہ جائیس میں ۸۷۳ھ کو پیدا ہوئے عین شباب میں ریاست کو چھوڑ کر مکہ معظمہ گئے ستائیس برس کی عمر میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کی۔ گیارہ برس حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس رہے۔ خلفائے اثناء عشر بشرین اصحاب کرام سے چوتھے گنے گئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال مبارک کے وقت آپکی عمر ۳۸ سال کی تھی حضرت علیہ السلام کے بعد تیس (۳۰) برس خلافت کر کے موضع انوندرہ میں جو قصبہ کڑی ضلع احمد آباد (گجرات) میں ہے ۶۸ برس کی عمر میں ۸/ ذیقعدہ ۹۴۰ھ کو رحلت کی اور اسی مقام پر دفن ہوئے۔ آپ کو چھ فرزند ہوئے (۱) بندگی میاں عبدالرحمٰن (۲) میاں عبدالقادر (۳) میاں عبداللطیف (۴) میاں عبدالرزاق (۵) میاں صالح محمد (۶) میاں نور محمد۔ بندگی میاں شاہ نظام کے خلفاء سات ہیں۔ (۱) میاں عبدالرحمٰن (۲) میاں عبدالقادر (۳) میاں عبداللطیف (۴) میاں عبدالرزاق (یہ چار فرزند ہیں)۔ (۵) میاں شیر محمد (یہ داماد ہیں) (۶) میاں عبدالفتح (داماد مہدی علیہ السلام) اور (۷) احمد شہ قدنؒ

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کی اولاد اور خلفاء

حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کو چھ فرزند ہوئے۔(۱) میاں عبدالرحمٰن (۲) میاں عبدالقادر (۳) میاں عبداللطیف (۴) میاں عبدالرزاق (۵) میاں صالح محمد (۶) میاں نور محمد۔ اور جملہ خلفاء حضرت کے سات ہیں پہلے چار فرزند میاں عبدالرحمٰن، میاں عبداللطیف، میاں عبدالرزاق ، میاں صالح محمد، میاں نور محمد ان کے علاوہ تین خلیفہ ہیں میاں شیر محمد یہ حضرت کے داماد ہیں۔ میاں عبدالفتح داماد حضرت مہدی علیہ السلام اور میاں احمد اللہ۔

بندگی میاں عبدالرحمٰن:۔ بندگی میاں عبدالرحمٰن، حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ فراہ مبارک میں حضور مہدی علیہ السلام میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کا زمانہ اصحاب مہدی پر سخت فاقہ کشی کا زمانہ تھا اس لئے آپ کی والدہ کو دودھ نہ تھا جب آپ بھوک سے روتے حضرت شاہ نظام آپ کو لاکر حضرت مہدی علیہ السلام کے قدموں کے پاس ڈالدیتے۔ حضرت مہدی علیہ السلام اس بچے کے منہ میں اپنے پیر مبارک کا انگوٹھادیدیتے۔ میاں عبدالرحمٰن انگوٹھاچوستے اور سیر ہو جاتے۔ شاہ نظام آپ کو گھرلے کر چلے جاتے۔ جب بچہ پھر بھوک سے رونے لگتا پھر لاکر حضرت مہدی علیہ السلام کے قدموں کے پاس ڈالدیتے بچہ پھر حضرت مہدی علیہ السلام کے پیر کا انگوٹھا چوس کر سیر ہو جاتا ایک دن شاہ نظامؒ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا میرانجی عبدالرحمٰن اپنی ماں کا دودھ نہیں پیتے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کیسا پیئں گے وہ تو نور پیتے ہیں۔ پس جو کچھ برکت و کرامت حضرت شاہ عبدالرحمٰن سے ظہور پذیر ہوئی وہ اس نور کی برکت ہے حضرت شاہ عبدالرحمٰن اپنے والد بزرگوار کے تربیت و تلقین ہیں اور صحبت تمام بھی اپنے والد بزرگوار سے رکھتے ہیں۔ حضرت شاہ نظام نے آپ کو بہت سی بشارتیں دی ہیں

فرمایا بھائی عبدالرحمٰن ایسی ہی موافق کوشش کرتے ہیں جیسے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کی تھی۔ بندگیمیاں شاہ عبدالرحمٰنؓ پر حضرت مہدی علیہ السلام کی عنایت شفقت کی وجہہ سے تمام صحابہ آپ کو مہاجرین میں گنتے تھے اور اپنے برابر سویت دیتے تھے۔ شاہ عبدالرحمٰن حافظ قرآن تھے اور علم عربی و فارسی میں دستگاہ کامل رکھتے تھے اور عبارت مربوط کے ساتھ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا مولود تصنیف کیا ہے یہ حضرت مہدی علیہ السلام کی سب سے پہلی سیرت ہے۔ جو صحابہ مہدی علیہ السلام سے حضرت مہدی علیہ السلام کے حالات و واقعات سن کر لکھی گئی ہے یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ سیرت امام کے نام سے چھپ گئی ہے۔ آپ جس قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے وہ اب تک آپ کے فرزندوں میں موجود ہے یہ مصحف مترجم ہے اس پر کچھ معانی اور عجیب و غریب توجیہات کے ہیں جو عالم دیکھتا ہے تعریف کرتا ہے۔ بندگیمیاں شاہ نظامؓ کے دائرہ میں ستائیس (۲۷) حافظ قرآن تھے اس لئے آپ ہمیشہ تیس تراویح پڑھتے تھے۔ اور تسبیح میں **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہ الھنا محمد نبینا** کے بعد **اللہ ربی محمد نبی** کے الفاظ اضافہ کئے ہیں بندگیمیاں عبدالرحمٰنؓ بھی اس کی پابندی کرتے تھے آج تک اولاد اور سلسلۂ بندگی میاں شاہ نظامؓ میں تسبیح کے یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ نماز عشاء کی فرض اور دو رکعت سنت کے بعد چار رکعت سنت الحاجت پڑھنا حسب اجازت حضرت مہدی علیہ السلام حضرت شاہ نظامؓ کا معمول رہا۔ یہ عمل بھی آپ کے سلسلے میں جاری ہے جس زمانے میں حضرت شاہ نظامؓ کا دائرہ جالور میں تھا حضرت بندگی ملک معروف کا دائرہ بھی وہیں تھا۔ ایک دن بعد نماز ظہر جماعت خانہ میں حضرت شاہ نظامؓ اور حضرت ملک معروف بیٹھے ہوئے تھے بندگی ملک معروف نے کہا بھائی نظام میری دختر خونزاجی جوان ہوگئی ہے۔ حضرت شاہ نظامؓ نے کہا میاں عبدالرحمٰن بھی جوان ہیں دونوں میں نسبت طئے پاگئی۔ حضرت شاہ نظام اٹھ کر گھر آئے اور میاں عبدالرحمٰن سے کہا کہ حجرہ کے محراب میں

صابن ہے جاکر اپنے کپڑے دھو کر لاؤ۔ میاں عبدالرحمٰن تعمیل حکم میں صابن لیکر جانے لگے اور حضرت ملک معروف کے گھر پر سے گزرے۔ حضرت ملک معروف کھڑے ہوئے تھے پوچھا کہاں جارہے ہو۔ جب عرض کیا کہ کپڑے دھونے جارہا ہوں ملک معروف نے کہا ٹھیرو اور گھر جاکر دولھن کے کپڑے بھی لاکر دیئے اور ایک ٹکڑا صابن کا بھی دیا اور فرمایا یہ بھی دھو کر لاؤ۔ میاں عبدالرحمٰن نے اپنی دولھن کے کپڑے دھو کر لائے اور دولھن کے کپڑے دولھن کے گھر میں دیدئے۔ رات میں عشاء کے بعد دونوں کا نکاح ہو گیا۔ جب میاں عبدالرحمٰن خلوت میں دولھن کے پاس گئے دولھن کو بہت نڈھال پایا۔ حال پوچھا دولھن نے کہا تین دن سے ایک دانہ بھی میرے منہ میں نہیں گیا۔ میاں عبدالرحمٰن نے کہا مجھے پانچ دن کا فاقہ ہے پھر بعد نماز فجر کے میاں عبدالرحمٰن ذکر کی نشست چھوڑ کر دائرہ سے باہر جنگل کی طرف چلے گئے وہاں جاکر جہاں سے اناج کے گاڑے گزرتے ہیں راستہ میں گرے ہوئے اناج کے دانے چن کر لائے جب واپس ہوئے تو دیکھا کہ حضرت شاہ نظامؒ دائرہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں دیکھ کر پوچھا بھائی عبدالرحمٰن ذکر چھوڑ کر کہاں گئے تھے اور یہ بغل میں پوٹلی میں کیا ہے؟ میاں عبدالرحمٰن نے واقعہ عرض کیا اُن کو (یعنی دولھن کو) تین دن کا فاقہ ہے اس لئے باہر جاکر راستہ پر پڑے ہوئے اناج کے دانے چن کر لایا ہوں حضرت شاہ نظامؒ نے فرمایا ایسا کرنا اوپر کے اولیاء اللہ کے لئے جائز تھا گروہ مہدی کے لئے جائز نہیں ہے جہاں سے لائے ہو وہیں ڈالدو حضرت شاہ عبدالرحمٰن نے لے جاکر وہ دانے جہاں سے لائے تھے وہیں پھینک دئے۔ حضرت شاہ نظامؒ نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ خدائے تعالیٰ نعمتیں کھلائے گا یہ دانے پھینک دو۔ فتح خان جاگیردار جو حضرت شاہ نظامؒ کے مرید تھے ان کو معلوم ہوا کہ رات میں مرشد کے فرزند کا نکاح ہوا ہے فتح خان نے کہا کہ اب ولیمہ میرا فرض ہے بس بہترین کھانا پکوا کر اور بہت سے قیمتی کپڑوں کے خوان سب کے سب دائرہ میں بھیج دئے حضرت شاہ نظامؒ نے دائرہ کے تمام لوگوں کو وہ کھانا کھلایا اور کپڑے سویت کر دئے۔ حضرت

بندگی ملک معروف کی تین بیٹیاں حضرت شاہ نظامؒ کے تین فرزندوں شاہ عبدالرحمٰن ، شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالرزاق کو دی گئی ہیں۔ ان تینوں کا نکاح بھی بہت ہی سادگی سے ہوا جیسا کہ میاں عبدالرحمٰن کا نکاح ہوا تھا۔

بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن اپنے والد محترم بندگی میاں شاہ نظامؒ کے خلیفۂ اول ہیں۔ حضرت شاہ نظام کے بعد دائرہ آپ ہی کی نگرانی میں رہا اور سب بھائی آپ ہی کے پاس رہے یہ دائرہ حضرت شاہ نظام کے زمانے سے موضع انوندرہ میں تھا۔ اس موضع میں حضرت شاہ کا عجیب مکان ہے۔ نہایت دلکش اور دائرہ سے متصل روضہ شاہ ہے اور مسجد معلّٰی عالی شان ہے شمال کی جانب اور مسجد سے روضہ کی طرف مسجد کے شمال میں ایک حوض ہے پہلودار جس کو میاں منجوجی خطائی نے بنایا ہے بہر حال انوندرہ نہایت فرحت افزاء مقام ہے اور روضہ کے اطراف ایک دیوار بنادی گئی ہے اور گاؤں روضہ سے جنوب کی طرف ہے اور تالاب مشرق کی طرف ہے۔

حضرت بندگیمیاں شاہ عبدالرحمٰن کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات تھی۔ آپ کا انتقال ۹/ ربیع الاول کو ہوا۔ آپ کی تربت حضرت شاہ نظام کی تربت سے مغرب کی طرف ہے آپ کو بی بی خونزاجی سے پانچ بیٹے ہوئے (۱) میاں شاہ حبیب اللہ (۲) میاں شاہ عبدالمومن (۳) میاں شاہ عبدالحلیم (۴) میاں شاہ اشرف (۵) میاں شاہ صادق محمد ۔ دو بیٹیاں ہوئے فاطمہ اور خونزاجی۔

میاں شاہ حبیب اللہ:۔ میاں شاہ حبیب اللہ بہت متوکل ، متقی اور پرہیزگار تھے صحبت و سند اپنے باپ سے رکھتے ہیں۔ وصال آپ کا موضع اندوندرہ میں ہوا ہے۔ آپ کو ایک بیٹی بی بی زینب اور تین بیٹے ہوئے ایک میاں عبدالوہاب دوسرے میاں شاہ محمد تیسرے میاں تاج محمد۔

میاں عبدالوہاب صاحب کرامات عجیب ہیں اور حضرت شاہ نظامؒ کے

حضور میں پیدا ہوئے دودھ بہت کم پیتے تھے۔ حضرت شاہ نظامؒ اپنے پیر کا انگوٹھا اپنے پوترے کے منہ میں دیدیتے اور ان کا پیٹ بھر جاتا تھا جد بزرگوار اپنے پوترے کے حق میں کہتے دو شخص ایک مقام پر نہیں رہ سکتے جب میاں عبدالوہاب کی عمر پندرہ سال کی ہوئی جد شریف نے انتقال فرمایا۔

میاں عبدالمومن بن بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن نے بہت کامل اکمل اور دیانت دار اور متوکل تھے تربیت وصحبت اپنے باپ سے رکھتے ہیں۔ پھر حضرت خاتم المرشد کی صحبت میں جالور پہونچے اور فرمایا جو کچھ ہمارا تھا سب چھوڑ کر آیا ہوں۔ حضرت خاتم المرشدؒ نے فرمایا بھائی مومن جی بندہ حضرت مہدی علیہ السلام کے سلسلے توڑنے نہیں آیا ہے جو کچھ تمہارا ہے تم کو پہونچے گا پس حضرت خاتم المرشد نے بیان کراکر مہربانی سے ان کو رضا دی۔ حضرت شاہ کی مسند کو حضرت شاہ مومن جی سے تازہ رونق لی۔ تقویٰ اور توکل آنخضرت کا شہرہ آفاق تھا اور کشف وکرامات آپ کے حد سے بڑھ کر ہیں۔ حافظ قرآن تھے اور قرآن کا بیان فرماتے تھے صحیح البیان تھے ۴/ ربیع الثانی کو انوندرہ میں رحمت حق سے جاملے ہیں اور باپ کے بازو مغرب کی طرف آسودہ ہیں۔ آپ کو بی بی مریم بنت حضرت شاہ یعقوبؒ سے ایک بیٹے میاں عبدالغفور ہوئے اور ایک بیٹی بی بی ملکان ہوئیں۔

میاں عبدالغفور اپنے پدر بزرگوار کے تربیت ہیں اور صحبت بھی باپ سے رکھتے ہیں۔ انوندرہ میں حضرت شاہ نظامؒ کے پاس آسودہ ہیں۔ آپ کو ایک فرزند میاں عبدالواحد ہوئے جو بہت بزرگ تھے اور باپ کے پہلو ہی قبلہ کی طرف آسودہ ہیں اور آپ کے پہلو میں قبلہ کی طرف بی بی خونزا الملک بنت ملک معروف آسودہ ہیں۔ میاں عبدالواحد کو میاں صالح محمد اور میاں عبدالغفور دو بیٹے ہوئے۔ میاں صالح محمد کا انتقال ۱۲/ ربیع الاول کو ہوا ہے آپ کے پائیں آپ کی بیٹی کی قبر ہے میاں عبدالغفور اہل ارشاد تھے۔ ایک دفعہ دکن

بھی گئے ہیں ترچناپلی میں سید معروف عرف میاں صاحب میاں اور بڑے میاں یہ دونوں بھائی آپ کے تربیت تھے۔

میاں شاہ عبدالحلیم بن بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن بہت بزرگ اور صاحب کمال تھے اور انوندرہ میں واصل حق ہوئے ہیں اور حضرت شاہ نظامؒ کے پائین آپ کی قبر ہے آپ کو دو بیٹیاں ہوئیں۔ ایک بی بی پارسا ایک بی بی بانو جی

میاں شاہ اشرف بن بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن مناقب عالی و متوالی رکھتے ہیں آپ کو ایک بیٹے شاہ جمال محمد ہوئے راجے مریم اور بی بی امتہ الکریم دو بیٹیاں ہوئیں۔

میاں شاہ صادق محمد بن بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن مقتدائے وقت تھے ۱۱/ جمادی الاول کو واصل حق ہوئے ہیں۔ آپکے فرزند میاں شاہ عاشق محمد، میاں شاہ دولت محمد، ، میاں شاہ غنی محمد ، میاں شاہ نصرت، میاں شاہ حافظ محمد، میاں شاہ کبیر محمد ، میاں شاہ فتح محمد ہیں۔ ایک بیٹی بی بی بوبو جی ہوئی

ان بیٹوں میں شاہ غنی محمد کو تین بیٹے ہوئے۔ شاہ عاشق محمد، شاہ نور محمد، شاہ کمال محمد عاشق محمد کو دو بیٹے ہوئے شاہ حبیب محمد دوسرے شاہ محمد۔ میاں حافظ محمد بن میاں صادق محمد کو ایک بیٹے ملک یوسف ہوئے اور ایک بیٹیا منی ماں ہوئیں۔ شاہ نظامؒ کی اولاد اب گجرات میں نہیں ہے دکن میں چن پٹن میں اور حیدر آباد میں نظامی پیرزادے ہیں۔

بندگی میاں شاہ عبدالقادر بن بندگی میاں شاہ نظامؒ:۔ آپ تربیت و تلقینا اپنے پدر بزرگوار کے ہیں آپ کا قدم عزیمت پر استوار تھا۔ ایک روز کسی بھائی نے غالب خان کا سلام آپ کو پہونچایا۔ آپ بہت خفا ہوئے اور فرمایا تم وہاں کس لئے گئے تھے کہ ان کا سلام لائے ہو آپ کا وصال انوندرہ میں ہی ہوا ہے اور حضرت شاہ نظامؒ کے پائین دفن

ہیں۔ آپ کی قبر شاہ عبدالحلیم بن شاہ عبدالرحمٰن کی قبر سے مشرق کی طرف ہے۔ آپ کو پانچ بیٹے ہوئے (۱) میاں شاہ بابوجی (۲) شاہ حسین (۳) شاہ برہان الدین (۴) شاہ ماضی محمد (۵) شاہ ناصر محمد۔ راجے گوہر، چناجی دو بیٹیاں ہوئیں۔ میاں برہان الدین کو ایک بیٹے ہوئے میاں عبدالقادر اور ایک بیٹی ہوئی۔

بندگی میاں شاہ عبداللطیف بن بندگی میاں شاہ نظامرضی اللہ عنہ :۔ تربیت اپنے باپ کے ہیں اور صحبت وسند بھی باپ سے رکھتے ہیں۔ اور حضرت کے مبشر و منظور ہیں۔ اور عزیمت وعالیت پر قدم استوار تھا۔ پہلے آپ کی شادی بی بی خونزا گوہر بنت حضرت ثانی مہدی سے ہوئی تھی۔ جب آپ بی بی پر قادر نہیں ہوسکے تو بی بی کد بانو نے تفریق کرادی مانند حکم شریعت کے کچھ عرصہ کے بعد حضرت شاہ نظام نے آپ کی شادی دوسری جگہ کرادی جن سے آپ کو بیٹے ہوئے۔ حضرت شاہ نظامرضی اللہ عنہ نے فرمایا بندہ کا نطفہ عنّی کیسے ہو سکتا ہے مگر شرم غالب تھی آپ بہت بزرگ تھے۔ تمام عمر حضرت شاہ عبدالرحمٰن سے علحدہ نہیں ہوئے موضع انوندرہ میں ۲۱/ شعبان کو دارالخلد کو تشریف لے گئے ہیں اور حضرت قبلہ کے پائین دفن ہیں۔ اور آپ کی قبر میاں عبدالقادر کی قبر سے مشرق کی طرف ہے۔ آپ کو پانچ بیٹے ہوئے۔ شاہ چاند محمد، شاہ علی محمد، شاہ اخی محمد، شاہ تاج محمد، شاہ عبدالکریم۔ نیز بی بی صاحب دولت بی اور راجے فیروز دو بیٹیاں ہوئیں۔

میاں شاہ چاند محمد :۔ بن میاں شاہ عبداللطیف بہت باکمال تھے۔ گجرات سے دکن تشریف لے گئے۔ ۱۲/ جمادی الاول کو رحلت فرمائی۔ آپ کا مقبرہ بیجاپور میں ہے شاہ عبداللطیف، شاہ عبدالرحیم، شاہ عبدالرزاق آپ کو تین بیٹے ہوئے۔ امت الکریم، امت الستار، امت الحلیم، راجے فیروز چار بیٹیاں ہوئیں۔

شاہ عبداللطیف :۔ نہایت ذات متبرک تھی۔ ۱۰/ جمادی الاول کو رحلت فرمائے ہیں

آپ کو پانچ بیٹے ہوئے۔ میاں عبدالملک ، میاں عبدالرزاق ، میاں امین محمد، میاں عبدالستار و میاں عبدالصمد۔

میاں عبدالملک کو ایک بیٹا ہوا میاں عبداللطیف۔ ان کو دو بیٹے ہوئے ایک بڑے میاں اور دوسرے منجا میاں تین بیٹیاں ہوئیں۔

میاں امین محمد بن میاں عبداللطیف کو ایک فرزند شاہ شریف ہوئے۔

میاں عبدالستار بن میاں عبداللطیف کو ایک فرزند ہوئے درویش محمد دوسرے خانجی میاں تیسرے مٹھے میاں۔ شاہ عبدالرحیم بن شاہ چاند محمد بن شاہ عبداللطیف کی ذات فائزالبرکات تھی اور ۱۳/ جمادی الاول کو دارالخلد کی جانب سدھارے ہیں۔ ان کو چاند محمد، عبدالحلیم، ابو محمد، صالح محمد چار بیٹے ہوئے۔

چاند محمد بن شاہ عبدالحلیم ابو محمد بن شاہ عبدالرحیم کو دو بیٹے ہوئے اور شاہ نظام کی مرقد کی سمت آسودہ ہیں ان کو ایک بیٹے میاں ابو محمد ہوئے ان کی قبر باپ کی قبر سے مغرب کی طرف ہے۔

میاں شاہ صالح محمد بن شاہ عبدالرحیم کو چار بیٹے ہوئے۔ میاں چاند محمد ، میاں عبدالفتح، باوا صاحب میاں ، عبدالرزاق اور چار بیٹیاں امت الکریم ، امت الستار، امت الحلیم، راجے فیروز۔

میاں شاہ علی بن میاں شاہ تاج محمد بن شاہ عبدالکریم ابنان بندگیمیاں شاہ عبداللطیف بن بندگیمیاں شاہ نظامؒ کو اولاد نہیں ہوئی۔ میاں شاہ عبدالحئی بن شاہ عبداللطیف متوکل زمانہ اور سالک یگانہ تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے تربیت ہیں اور صحبت انہی سے رکھتے ہیں اور ماہ شعبان میں رحلت فرمائے ہیں ان کو دو بیٹے ہوئے میاں علی محمد میاں مخدوم۔

میاں علی محمد بن شاہ رضی محمد کو پانچ بیٹے ہوئے اول میاں اخی محمد دوسرے میاں تاج محمد تیسرے میاں عبدالکریم چوتھے بڑے میاں پانچویں میاں عبدالفتح اور دو بیٹیاں ایک بی بی

راجے دولت دوسری بوما بی

شاہ انی محمد بن میاں علی محمد کو چار بیٹے ہوئے ایک میاں شیر محمد دوسرے میاں علی محمد تیسرے میاں حسن محمد چوتھے میاں باقر محمد۔ میاں تاج محمد کی اولاد باقی نہیں رہی ۔ میاں عبدالکریم بن میاں علی محمد کو چار بیٹے اول عاشق محمد دوم میاں عبدالغفور تیسرے میاں شاہ محمد چوتھے بڑے میاں اور ایک بیٹی تھی بوما نام تھا۔

بندگی میاں شاہ عبدالرزاق بن بندگیمیاں شاہ نظامؒ:۔ یگانہ آفاق اور صاحب کشف وکرامات تھے۔ صحبت وسند اپنے باپ سے رکھتے ہیں اور موضع انوندرہ میں عالم مجتبیٰ کو تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کو چار بیٹے ہوئے شاہ عبدالمجید ،شاہ وکیل محمد،شاہ عبدالستار،شاہ شریف محمد اور چار بیٹیاں ہوئیں راجے جیون، زلیخا، خونزاملک ،بی بی ہدن۔

میاں شاہ عبدالمجید:۔ ولد ارشد میاں عبدالرزاق ہیں۔ بہت بزرگ اور صاحب برکات تھے ان کو چار بیٹے میاں شاہ عبدالشکور ،میاں درویش محمد ،میاں شاہ الہ داد میاں، شاہ عبدالحیٔ اور پانچ بیٹیاں ہوئیں بی بی تاج ،بی بی عالم ،بی بی راجے ملکان چوتھی بی بی راجے سون پانچویں بی بی راجے مریم۔

میاں عبدالشکور عرف شکور میاں بن شاہ عبدالمجید: میاں شاہ عبدالمجید کو اولاد نہیں ہوئی تھی ایک عرصہ کے بعد آپ پیدا ہوئے اور آپ کا نام عبدالشکور عرف شکور میاں رکھا گیا۔ آپ نے بچپن میں قرآن مجید حفظ فرمالیا۔ ۱۸ سال کی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ ہوگئے۔ میاں عبدالکریم بن میاں عبداللطیف بن بندگیمیاں شاہ نظام نے آپ کو گودی لے لیا تھا۔ آپ جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں گجرات سے ہجرت کر کے عبداللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ کے زمانہ میں حیدرآباد آئے اور محلہ چنچل گوڑہ میں اقامت گزین ہوئے۔ آپ کے عقیدت مندوں میں سادات ، شیخ ،پٹھان مغل اور دیگر بہت سے

لوگ داخل تھے عبداللہ قطب شاہ کے امراء میں بھی آپ کے بہت سے عقیدت مند تھے آپ سے کرامات کا بھی ظہور ہوا ہے۔ آپ نے ایک دن اپنے خادم میاں بھکو سے کہا کہ وضو کے لئے پانی لاؤ وہ پانی کا برتن لے کر باؤلی پر آئے دیکھا تو اس میں پانی نہیں ہے برتن واپس لائے اور حضرت سے بیان کیا کہ باولی میں پانی نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا جاکر اچھی طرح دیکھو وہ واپس آکر دیکھتے ہیں کہ باولی کا پانی سیڑھیوں تک آگیا ہے پانی لے کر آئے۔ ایک دن میاں حیدر نے آپ سے قدموسی کے بعد عرض کیا کہ میانجی مجھے اولاد نہیں ہے حضرت نے ان کے سر اور پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ خدا کی رحمت بے پایان ہے مایوس مت ہو۔ اس واقعہ کے بعد ان کو خدا نے ایک بیٹا دیا انہوں نے اس خوشی میں جو کا ملیدہ گھی ، شکر اور کھوپرہ شریک کر کے بنا کر لا کر دائرہ میں فقیروں کو کھلایا۔ بندگی میاں راجے محمد کے انتقال کے بعد جب بندگیمیاں شاہ نصرت چنچل گوڑہ تشریف لائے تو میاں عبدالشکور نے اپنے عقیدتمندوں سے کہا کہ آب آمد و تیمم برخاست۔ جب بندگیمیاں شاہ نصرت کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا شکور بھائی سے کہو ان کی خمیر یہاں کی ہے یہاں رہیں البتہ بندہ واپس جائے گا۔ حضرت بندگیمیاں سید راجے محمد کے وصال ۲/ محرم ۱۰۴۲ھ کے بعد میاں عبدالشکور کا انتقال ۸/ شعبان ۱۰۶۸ھ کو ہوا مزار شریف محلہ چنچل گوڑہ حیدر آباد میں ہے اور مشہور ہے

شاہ رکن محمد بن شاہ عبدالرزاق: مناقب عالی رکھتے ہیں۔ اپنے پدر بزرگوار سے اخذ فیض کیا ہے۔ ان کو تین بیٹے ہوئے ایک میاں شاہ یٰسین دوسرے میاں شاہ عبدالقادر تیسرے میاں شاہ عبدالملک اور دو بیٹیاں ہوئیں ایک بی بی خونزا معروف دوسری بی بی خونزا نصرت۔ میاں شاہ یٰسین نے دھولقہ میں رحلت فرمائی ہے اور نوریوں کے حظیرے میں مدفون ہیں۔ میاں شاہ عبدالملک بن شاہ رکن محمد بہت لائق اور قابل اور دائرہ انوندرہ کے صدر رہے اور حضرت شاہ عبدالرحمٰن کی مسجد بہت بوسیدہ ہو گئی تھی۔ آپ نے چار سو پچاس روپیہ خرچ

کر کے اس کو از سر نو تعمیر کیا اور نہایت دلکشا مسجد بنائی۔ سولہ ستون صحن میں بنوائے اور مسجد کے اندر خشت بندی کرائی۔ اس زمانے میں اس کا عملہ گر گیا ہے لیکن اس کی بنیاد قائم ہے آپ ماہ ذی قعدہ میں موضع انوندرہ میں واصل حق ہوئے ہیں۔ آپ کا مرقد مبارک میاں شاہ عبدالحلیم بن شاہ عبدالرحمٰن کے پائین ہے۔ آپ کو دو بیٹے ہوئے ایک نورو میاں دوسرے مدن میاں دونوں متوکل اور کامل تھے۔ اور پرگنہ کڑی اور اس کے اطراف کے اکثر لوگ ان دونوں کی وجہ سے تصدیق مہدی سے مشرف ہوئے ہیں۔ ان کے بیان کی وجہ لوگ دین پر استوار تھے۔ نورو میاں کو دو بیٹے ہوئے شاہ میاں اور عبدالملک ۔ شاہ میاں کو بی بی بانو بنت اجی میاں سے ایک بیٹی ہوئی آجے صاحب سیدا میاں بن دادا میاں نوری کو دیئے۔ میاں عبدالملک عرف میاں صاحب بن نورو میاں فرشتہ صفت کم سخن اور سلیم الطبع اور لطیف اللسان تھے اور جادۂ ارشاد پر مستقیم تھے۔ عمر طبعی کو پہونچے ہیں ۹/ ذی قعدہ ۱۱۸۶ھ کو عالم بقا کو انتقال فرمائے۔ قبر شریف انوندرہ میں ہے۔ مدن میاں بن میاں عبدالملک کو تین بیٹے ہوئے ایک صالح محمد عرف بڑے میاں دوسرے میاں صادق محمد عرف اجی میاں تیسرے میاں اشرف محمد عرف اچھن میاں اور پانچ بیٹیاں ہوئیں ایک بی بی بواماں میاں نوری کو دیئے دوسری بی بی صاحب دادا میاں نوری کو دیئے تیسری بی بی آموماں میاں عبدالقادر نوری کو دیئے چوتھی بوجی صاحبہ سیدن میاں بن میاں عبدالغنی نوری کو دیئے پانچویں دادی صاحبہ بڑے میاں بن چھابوجی میاں شاہ زادہ کو دیئے۔ صالح محمد پر آپ تقابل میں دستگاہ کامل رکھتے تھے ماہ ربیع الاول کی ۸/ تاریخ کو ۱۱۹۵ھ میں واصل حق ہوئے ہیں۔ انوندرہ سے دہولقہ کو آئے تھے واپسی میں قصبۂ کڑی میں ہجرت کے زمانے میں فوت ہوئے۔ انوندرہ لاکر دفن کیئے گئے۔ اجی میاں کی شادی احمد آباد میں ہوئی تھی ان کو اولاد نہیں ہوئی۔ میاں اشرف محمد عرف اچھن میاں مجذوبانہ حیثیت سے رہتے تھے ان کی شادی نہیں ہوئی۔

میاں شاہ عبدالستار بن میاں شاہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ:۔ مدارج گرامی رکھتے ہیں ۔ بہت بزرگ تھے موضع انوندرہ میں رحمت حق سے جاملے ہیں اور شاہ نظام کے پائین بی بی راجے گوہر کی قبر ہے اس سے قبلہ کی طرف آپ کی قبر ہے اس کے بعد چاردیواری ہے آپ کو دو بیٹے ہوئے میاں شاہ پیر محمد میاں شاہ دولت محمد۔

میاں شاہ شریف محمد بن میاں شاہ عبدالرزاق اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے حامل تھے۔اور علم و عمل میں پورے تھے ۲۰/ محرم کو روضہ رضوان کو راہی ہوئے ہیں۔ان کو پانچ بیٹے ہوئے ایک میاں ملک معروف دوسرے میاں ملک برہان الدین تیسرے ملک حمید چوتھے ملک الہہ داد پانچویں رکن محمد اور تین بیٹیاں ہوئیں ایک بی بی عائشہ دوسری بی بی امت الکریم تیسری بی بی ہدئیہ ملک۔

ملک معروف فرزند ارشد میاں شریف محمد ۷/ شعبان کو داخل جنت ہوئے ہیں۔ اور میاں شریف محمد نے کس سبب سے اپنے فرزندوں کے نام ملک رکھا ہے معلوم نہیں۔ شاید بزرگوں سے اشارت وبشارت کی وجہ سے ہوگا۔ آپ کی بڑی بیٹی بی بی راجے جیون ہیں اور ملک زادوں میں دیئے تھے لیکن ان کے شوہر کا نام معلوم نہیں۔ان کے پیٹ سے پانچ بیٹے ہوئے ایک ملک احمد دوسرے ملک شیخ تیسرے ملک شاہ جی چوتھے ملک عزیز اللہ رحمۃ اللہ علیہ پانچویں ملک عبداللہ اور دو بیٹیاں ہوئیں ایک دولابی دوسری بی بی آمنہ ۔

اولاد ملک احمد بن بی بی راجے جیون ایک بیٹے محمد خاں اور ایک بیٹی پیرو جی سلاطین گجرات کے عہد میں امرائے گجرات ملک اور خان کے خطاب سے سرفراز ہوئے ہیں لیکن دراصال یہ خطابات ہیں۔شاہان دہلی ودکن کا طریقہ ہے لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ کونسے ملک زادے کے قبیلے سے ہیں۔ملک شیخ محمد بن بی بی راجے جیون کو ایک بیٹے میاں خلیق محمد اور چار بیٹیاں ایک بی بی خانو دوسری بی بی راجے جیون تیسری بی بی راجے نصرت چوتھی بی بی راجے

جی۔ میاں خلیل محمد بن ملک شیخ محمد کو ایک بیٹے میاں اشرف محمد اور دو بیٹیاں ایک بی بی خونزا دوسری بی صاحب اور بی بی خونزا بن میاں خلیل محمد کو دو بیٹے ہوئے ایک شاہ صاحب دوسرے منجلے صاحب۔ ملک شہ جی بن بی بی راجے جیون کو اولاد نہیں ہے ملک عزیزاللہ کو دو بیٹے ہوئے ایک میاں علی خان دوسرے میاں حسن خان اور ایک بیٹی بی بی بوجی اولاد ملک عبداللہ بن بی بی راجے جیون کا ذکر سنا نہیں گیا۔

بندگی میاں شاہ صالح محمد بن بندگی میاں شاہ نظامؒ:۔ مبشر و منظور پدر عالی قدر ہیں۔ نہایت بزرگ اور صاحب کمال تھے ۱۲/ ربیع الاول کو خلد برین کی جانب تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کو تین بیٹے ہوئے۔ میاں راجے محمد، میاں عزیز محمد، میاں ولی محمد اور ایک بیٹی بی بی راجے دھنیانی۔

میاں راجے محمد کو دو لڑکے ہوئے اول میاں عزیز محمد، دوم انجی میاں

میاں عزیز محمد بن میاں راجے محمد کو ایک لڑکا میاں راجے محمد اور ایک لڑکی بی بی راج دھنیانی

انجی میاں بن راجے محمد کو دو لڑکے میاں یحییٰ جی اور میاں ولی جی ہوئے۔

میاں شاہ عزیز محمد بن میاں شاہ صالح محمد کو دو لڑکے ایک میاں راجے محمد، دوسرے میاں میر انجی،

میاں شاہ ولی بن میاں شاہ صالح محمد کو دو لڑکے میاں امین محمد اور میاں علی محمد اور دو لڑکیاں بی بی راجے دولت اور بی بی راجے فتح

امین محمد بن میاں ولی محمد کو تین بیٹے ہوئے صالح محمد دوسرے ولی محمد، تیسرے میاں ابو محمد اور پانچ بیٹیاں ایک بی بی انو دوسری بی بی مریم شاہ تیسری بی بی صاحب چوتھی صاحبنی پانچویں مانصاحب

بندگی میاں شاہ نور محمد بن بندگی میاں شاہ نظام رضؓ:۔ تربیت و تلقین و صحبت اپنے پدر بزرگوار سے رکھتے ہیں۔ والد بزرگوار کے انتقال کے بعد تاحیات اپنے برادر بزرگ بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن کی خدمت میں رہے انوندرہ میں واصل حق ہوئے ہیں۔ اور میاں شاہ عبداللطیف کی قبر سے مشرق کی طرف مدفون ہیں۔ حضرت کی قبر سے مشرق کی طرف میاں شاہ عبداللطیف بن شاہ عبدالرحمٰن کی قبر ہے اس کے بعد چار دیواری ہے آنخضرت کو دو بیٹے ہوئے ایک میاں عاشق محمد دوسرے میاں شیر محمد اور چار بیٹیاں ہوئیں بی بی امت السلام دوسری بی بی امت الغفور تیسری بی بی محتاج۔

میاں شیر محمد کو دو بیٹے ہوئے ایک میاں خاں محمد دوسرے میاں صالح محمد اور ایک بیٹی اچھو بی۔

بی بی نورا بنت بندگی میاں شاہ نظام بہت بزرگ تھیں اور حضرت شاہ نظام اور دوسرے صحابہ کی مبشر ہیں اور بقولے حضرت مہدی علیہ السلام کی منظور ہیں۔ ان کو ایک بیٹے فرید نام ہوئے۔

بی بی راجے رقیہ دامت عصمتہا و کراماتہاذکر فکر مراقبہ و مشاہدہ آپ کا معمول تھا۔ آپ کی نسبت ملکان کے قبیلے میں ہوئی تھی آپ کے شوہر کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ آپ کو ایک فرزند ملک حسین ہوئے۔ حضرت شاہ نظامؓ کے بیٹے، پوترے سب کے سب حضرت شاہ عبدالرحمٰن کے زمانے تک ایک جگہ اور متفق تھے ان کے مزار و مقبرے شہنشاہ کرام کے روضہ (انوندرہ) میں ہیں اور آنخضرت کی اولاد سب کی سب اس قدام پر جنت کو سدھاری ہے بعض نے ملک دکن کو ہجرت کی ہے اور وہ لوگ کسی ایک مقام پر مقید اور ساکن نہ رہے دکن کرناٹک سریرنگ پٹن میں رہے ہیں۔

سید جی میاں ہمناباد میں ان کے بھائی بڑے میاں ان کے بیٹے شاہ صاحب میاں

ترچناپلی میں اور میاں محمد اشرف کرگاول میں القصہ متفرق مقامات پر رہے ہیں۔ مگر باوجود فقیری مشقت اور اضطرار تمام سب کے سب متوکل صابر اور شاکر تھے اور بندگی میاں سید میرانجی مرشد الزماں کے متبعین رہے جو مرد اور عورتیں دساڑہ میں تھے ان کو حضرت مرشد الزماں کی تاکید تھی اگر دساڑہ میں تراویح اور دوگانہ لیلۃ القدر کے لئے کوئی فقیر نہ رہے تو الونذرہ سے حضرت شاہ نظامؓ کی اولاد میں سے کسی شہزادے کو طلب کر کے اس کے پیچھے یہ نمازیں گزارو۔ بندگیمیاں شاہ عبدالکریم نوریؒ فرماتے تھے کہ جب تک حضرت شاہ نظام کے پوترے باحیات ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل نہ ہوں گے بہر حال اب حضرت شاہ نظامؓ کی اولاد گجرات میں نہ رہی چن پٹن اور حیدر آباد میں آپ کی اولاد ہے۔ چن پٹن میں حضرت انجی میاں صاحب آپ ہی کی اولاد میں تھے۔ جو بڑی عمر کے یعنی ایک سو برس کے اوپر ہو کر ۱۳۸۷ھ میں چن پٹن میں انتقال فرمائے ہیں آپ کے جانشین اب آپ کے پوترے خلافت سے فائز ہیں۔ انجی میاں صاحب نہایت صاحب حال اور باکمال تھے مرشدان وقت آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ راقم الحروف نے چن پٹن جاکر آپ کی قدموسی حاصل کی ہے اور طلب کر کے آپ کا پسخوردہ پیا ہے۔

بندگی میاں عبدالفتح بن بدرالدین داماد مہدی علیہ السلام و خلیفہ حضرت شاہ نظامؓ

بندگی میاں عبدالفتح بن بدرالدین داماد مہدی علیہ السلام و خلیفہ حضرت شاہ نظامؓ :- بندگی میاں عبدالفتح حضرت مہدی علیہ السلام کے داماد اور بی بی ہدیۃ اللہ بنت حضرت مہدی علیہ السلام (از بطن ام المومنین بی بی ملکان) کے شوہر ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے بندگی میاں عبدالفتح بن بدرالدین بن وجیہہ الدین بن شاہ یحیٰ، حضرت سید ولی صاحب نے سوانح مہدی موعود میں آپ کو حضرت ابو بکر صدیق کی اولاد سے بتایا ہے اور خاتم سلیمان میں بھی آپ کو صدیقی لکھا ہے مگر آپ کو شمس المناقب میں حضرت سید من صاحب میاں صاحب بن سید قاسو میاں صاحب اہل چچونڈ نے حسینی

سادات سے لکھا ہے آپ کے والد میاں بدرالدین نے حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق اس وقت کی جبکہ حضرت کا قیام پٹن میں تھا۔ اس وقت آپ بھی والد کے ساتھ تھے اور آپ کی عمر دس سال کی تھی۔ حضرت بدرالدین حضرت مہدی موعود کے تربیت و تلقین ہوئے اور آپ کے متعلق بھی لکھا ہے کہ آپ دس سال کی عمر میں ہی حضرت مہدی علیہ السلام کے تلقین و تربیت ہوئے مگر جوان ہوئے تو بڑلی میں آکر حضرت شاہ نظامؓ سے علاقہ کرکے صحبت اختیار کی اور مکرر تربیت ہو کر ذکر کا دم حاصل کیا اور حضرت شاہ نظامؓ کی بہت خدمت کی ہے حضرت آپ سے بہت خوش تھے ایک مرتبہ حضرت شاہ نظامؓ کو وضو کراتے ہوئے آپ نے حضرت کے قدموں کا دھویا ہوا پانی پی لیا ہے یہ دیکھ کر حضرت شاہ نظامؓ بے انتہا خوش ہوئے اور آپ کو بہت سی بشارتیں دی ہیں اور فرمایا جس طرح میرے چھ بیٹے ہیں ساتویں بیٹے تم ہو اور اپنے فرزند میاں عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ عبدالفتح تمہارے بڑے بھائی ہیں اور فرمایا جو نعمت خدائے تعالیٰ سے بندہ کو نصیب ہوتی ہے اس میں سے اول میاں عبدالفتح کو حصہ دیا جاتا ہے۔ میاں عبدالفتح رات بھر خدا کے ذکر میں حضرت شاہ نظامؓ کے حجرہ کے دروازے پر کھڑے رہتے تھے اور حضرت کے گھر کا پانی آپ ہی بھرتے تھے اور حضرت کے گھر کے لئے جنگل سے لکڑیاں جمع کر کے لاتے بہر حال شاہ نظامؓ کی بہت خدمت کی ہے آپ کی عبادت ریاضت، خدمت گزاری اور اخلاق سے خوش ہو کر حضرت شاہ نظامؓ نے آپ کے کار خیر کے لئے بی بی ام المومنین ملکان کی خدمت میں آئے اور کہا کہ بی بی میں صاحبزادی بی بی ہدیۃ اللہ کے لئے پیام لایا ہوں۔ ام المومنین کی دریافت پر میاں عبدالفتح کا نام لیا۔ بی بی نے فرمایا ہاں مجھے حضرت مہدی علیہ السلام سے اسی فرزند کے لئے بشارت مل چکی ہے اور کسی کے ذریعہ میاں عبدالفتح کو بلا کر ان کو دیکھا اور فرمایا ہاں میں اس بچہ کو دیکھ چکی ہوں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی روح مبارک نے مجھے اس کا تعارف قبل ازیں کرا دیا ہے بس میں راضی ہوں۔ بی بی ہدیۃ اللہ کے متعلق حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت کا خیال اپنے

لئے تھا اس لئے حج کو جانے کے پہلے حضرت شاہ دلاورؓ سے اپنا خیال ظاہر کیا۔ حضرت شاہ دلاورؓ نے فرمایا تمہارا نکاح بی بی ہدیۃ اللہ سے نہیں بلکہ بی بی فاطمہ (خاتون ولایت) سے ہوگا جو بیوہ ہو چکی ہیں پس موضع انوندرہ میں حضرت شاہ نظامؓ نے ام المومنین بی بی ملکان کی رضا مندی حاصل کر کے تمام اصحاب و مہاجرین مہدی علیہ السلام کو بلایا سب وہاں جمع ہوئے اور

یاں عبدالفتح کا نکاح بی بی ہدیۃ اللہ سے ہوا۔ خطبۂ نکاح بندگی میاں لاڑ شہؓ نے پڑھایا ہے بعد نکاح کے ولیمہ کا کھانا سب کو کھلایا گیا جس میں پانچ من چاول (یعنی ۲۰۰ کلو یا سیر) چاول۔ نکاح کے بعد ام المومنین بی بی ملکان، میاں عبدالفتح اور بی بی ہدیۃ اللہ کو لے کر احمد آباد آکر احمد شہ قدن کے دائرہ میں قیام پذیر ہوئیں۔ اس دوران بندگی میاں سید خوندمیرؓ بعد فراغت حج واپس تشریف لائے اور نکاح کی کیفیت سن کر احمد شہ قدن کے دائرہ میں جاکر مبارکباد دی۔ پھر بندگی میاں سید عبدالفتح اور بی بی ہدیۃ اللہؓ کو اپنے ہمراہ اپنے دائرہ کو لے جاکر چند روز مہمان رکھا۔ بندگی میاں سید عبدالفتح بندگی میاں شاہ نظامؓ کی صحبت میں چار سال رہے ہیں۔ نکاح کے بعد حضرت شاہ نظامؓ نے آپ کو اپنی خلافت سے سرفراز کر کے علیحدگی کی اجازت دی۔ حضرت بندگیمیاں سید عبدالفتح نے آپ سے جدائی گوارانہ کی مگر فرمایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی روح مبارک کے ارشاد پر تم کو علیحدہ کر رہا ہوں۔ میاں سید عبدالفتح آپ سے جدا ہو کر بی بی ہدیۃ اللہ کے ساتھ چاپانیر آئے اور وہاں دائرہ قائم کیا۔ جب احمد نظام شاہ اور اس کے فرزند برہان نظام شاہ شاہان احمد نگر نے اصحاب مہدی علیہ السلام کو دکن بلایا اور حضرت شاہ نعمت، شاہ دلاور، بندگی ملک جی شہزادہ لاہوتؓ دکن چلے گئے اور احمد نگر اور اس کے نواح میں اپنے اپنے دائرے قائم کئے۔ بندگی میاں سید عبدالفتح نے بھی چاپانیر سے ہجرت کر کے احمد نگر کے قریب موضع چچونڈ آکر اپنا دائرہ قائم کیا اس وقت حضرت شاہ دلاورؓ کا دائرہ بھنگار (قریب احمد نگر) اور حضرت شاہ نعمت کا دائرہ قلعہ احمد نگر کے اندر تھا۔ حضرت شاہ دلاور ہفتہ عشرہ کو ایک بار چچونڈ آکر بی بی ہدیۃ اللہ کو قرآن کا

بیان سناتے۔ بی بی حضرت کی خدمت کرتیں اور بیان قرآن سن کر مسرور ہوتیں اور حضرت شاہ دلاورؒ کو کھانا کھلاتیں۔

لیکن اس واقعہ کے بعد کہ حضرت بندگیمیاں سید عبدالفتح کے دائرہ کا ایک فقیر لکڑی کے لئے ندی میں ڈوب کر مر گیا۔ آپ نے اس کو دفن کرنے سے انکار کردیا۔ میاں ولی محمد (حضرت شاہ نعمتؒ کے بھانجے اور خلیفہ نے) اُس فقیر کی لاش منگوا کر اس کو دفن کردیا اس پر بندگی میاں سید عبدالفتح کے اس فقیر کی لاش کے دفن کرنے پر بندگی میاں ولی محمد پر طعن کیا۔ یہ واقعہ بندگی میاں ولی محمد کے حالات میں بیان کردیا گیا ہے۔ اس واقعہ سے بندگی میاں شاہ دلاورؒ میاں سید عبدالفتح سے ناخوش ہوگئے اور اُن کے حق میں فرمایا تجھے جس جگہ سے وابستہ کئے تھے میں نے اُس جگہ سے علیحدہ کردیا۔ حضرت شاہ دلاورؒ جو کبھی کبھی بی بی ہدیۃ اللہ کے پاس آیا کرتے تھے آنا چھوڑدیا اور ایک مدت تک نہیں آئے۔

حضرت بندگی میاں شاہ نظام کے چار چراغ مشہور ہیں (۱) بندگی ملک الہہ داد (جو بعد میں حسب اجازت حضرت شاہ نظامؒ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؑ کے پاس چلے گئے اور صدیق ولایت کے خلفاء میں آپ کا شمار ہوا) (۲) بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن جو حضرت شاہ نظامؒ کے فرزند ہیں (۳) بندگی میاں سید عبدالفتح (۴) حضرت احمد شہ قدنؒ۔ حضرت شاہ دلاورؒ کا فرمان ہے حضرت عبدالفتح کی حالت باطنی میں تغیر واقع ہوا۔ جب بہت دن تک شاہ دلاورؒ بی بی ہدیۃ اللہ کے پاس نہیں آئے تو بی بی نے ایک شخص کو حضرت شاہ دلاورؒ کے پاس بھجوا کر کہلوایا ہماری کیا تقصیر ہے کہ ہم کو دیکھنے کے لئے نہیں آئے بہت دن ہوگئے ہیں کہ میں نے قرآن کا بیان نہیں سنا ہے۔ براہ کرم آکر بیان سنائیے پس بندگی میاں شاہ دلاور نے کہلایا کہ میاں عبدالفتح کی وجہ سے میں نہیں آتا ہوں اگر وہ اپنا منہ مجھے نہیں بتاتے ہیں تو میں ضرور آوں گا پس بی بی نے میاں عبدالفتح کو بہت تاکید کی جب میاں جی آئیں تو تم حجرہ کے باہر نہ آنا جب میاں سوار ہو کر چلے جائیں تو اس کے بعد تم حجرہ کے باہر آنا۔ بی بی

نے حضرت شاہ دلاورؓ کو کہلوایا کہ وہ خوندکار کے سامنے نہیں آئیں گے خوندکار تشریف لائیں۔ اس کے بعد حضرت شاہ دلاورؓ بہلی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ بندگی میاں عبدالکریم نوریؒ بہلی کو چلا رہے تھے جب میانجی حضرت بی بی ہدیۃ اللہ کے گھر میں گئے تو برادر جماعت خانہ میں ٹھہر گئے بی بی نے برادروں کو بارہ چیتل سویت کے لئے بھجوائے اور کھانا پکا کر میاں جی (حضرت شاہ دلاورؓ) کو اپنے ہاتھ سے نوالے بنا کر کھلائے۔ اس کے بعد بیان سن کر رخصت کئے۔ جب میاں جی سوار ہو گئے تو بی بی نے میاں عبدالفتح کو کہلوایا یہ موقع غنیمت ہے جاؤ رجوع کے لئے ان کے سامنے آؤ۔ اور ہمراہ ہو جاؤ اسی وقت میاں عبدالفتح حجرے میں سے دوڑتے ہوئے نکلے اور بہلی کے ٹھیلے کو پکڑ کر روتے ہوئے چلے اور کہہ رہے تھے کہ میاں جی معاف فرمایئے۔ حضرت شاہ دلاورؓ نے اپنی دونوں آنکھوں کو ڈھانپ لیا تھا کچھ نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ آدھا راستہ جہاں پانی کا چھوٹا کنواں ہے پہونچے جو چونڈ سے تین کوس کے فاصلے پر ہے۔ یہاں حضرت شاہ دلاورؓ نے بہلی کو ٹھیرا کر اتر گئے اور میاں عبدالفتح کو گلہ لگا کر سر اونچا کر کے فرمایا اچھا جی اچھا ٹوٹ گئے تھے پھر پیوست ہو گئے۔ اور فرمایا جو لے لیا گیا تھا وہ دے دیا گیا اور اس کے بعد میاں عبدالفتح قدموسی کر کے واپس ہوئے۔ (بندگی میاں شاہ نظامؓ کا روشن کیا ہوا چراغ کیسے گل ہو سکتا تھا پھر بھڑک اُٹھا اور روشن ہو گیا)

اس واقعہ کے کچھ عرصہ کے بعد ماہ ربیع الاول میں بی بی ہدیۃ اللہ کا انتقال ہو گیا بعد غسل و کفن بندگی میاں سید عبدالفتح نے نماز جنازہ پڑھ کر بی بی کو دفن کیا۔ بی بی کے مراتب بہت اعلیٰ ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے بی بی کو شمع مجلس فرمایا ہے۔ ایک دن بی بی نے حج کو جانے کا خیال کیا خدائے تعالیٰ کا حکم ہوا ہم خود کعبۃ اللہ کو تیرے لئے تیرے دائرہ میں لاتے ہیں۔ چنانچہ کعبہ بی بی کے مقام مسکونہ پر آگیا اور تین دن ٹھیرا رہا۔ بی بی نے اس کا طواف کر کے حج معنوی ادا کیا۔ جہاں کعبہ ٹھیرا تھا وہاں علامت بنادی گئی ہے جو اب تک ہے زائرین اس علامت کی جو چبوترے کی شکل میں ہے زیارت کرتے ہیں۔

بی بیؒ کے انتقال کے بعد بندگی میاں سید عبدالفتح نے اپنے فرزند میاں سید یحییٰ جی کو اپنا دائرہ سپرد کر کے حج کعبۃ اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور گجرات اور سندھ ہوتے ہوئے فرہ مبارک تشریف لائے۔ یہاں چار ماہ قیام رکھا ہر روز رات میں عشاء کے بعد روضۂ مبارک میں اندر تشریف لے جاکر بیٹھ جاتے اور دروازہ بند کردیتے صبح کی نماز کے وقت باہر آتے۔ چار ماہ کے بعد روانہ ہو کر بغداد آئے۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؒ کی زیارت کر کے ملک شام تشریف لے گئے اور انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر فاتحہ پڑھی پھر ملک مصر آئے آپ کے اخلاق عالیہ سے متاثر ہو کر شاہ مصر جن کا نام محمود تھا مصدق ہوگئے اور آپ سے بیعت کرلی ۔ بغداد میں میاں لودی اور میاں ماجی یوسف آپ کی بیعت کر کے ترک دنیا کر کے آپ کے ساتھ ہوگئے۔ سلطان مصر کے ساتھ سات آدمی بھی مصدق مہدی ہوئے پھر آپ نے مکہ معظمہ آکر حج کیا۔ حج کے بعد مدینہ منورہ آکر حضرت رسول خدا ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کی اس کے بعد واپس ہندوستان تشریف لائے۔ اور گجرات آکر احمد آباد سے چچوتڈ آکر اپنے دائرہ پر متمکن ہوئے۔ آپ کے بڑے فرزند میاں سید یحییٰ جی کا انتقال آپ کے قیام مدینہ منورہ کے زمانے میں ہوگیا تھا۔ بی بی ہدیۃ اللہ کے انتقال کے بعد آپ نے عزیز نامی شاہ گجرات کے ایک وزیر کی بیٹی سے جن کا نام راجے دولت تھا نکاح کیا۔ عزیز الملک حضرت شاہ نظامؒ کے مرید تھے۔ ۲۰ جمادی الثانی ۹۵۳ھ کو بندگی میاں سید عبدالفتح کا انتقال ہوا۔ آپ کے فرزند میاں سید تاج محمد نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو بی بی ہدیۃ اللہ کی قبر سے مغرب کی جانب رکھا گیا۔

منتخب تواریخ میں عبدالقادر بدایونی نے میاں سید عبدالفتح کے تعلق سے لکھا ہے یہ بڑے صاحب جاہ و جلال اور اہل کمال تھے۔ مہدویت کے طریقے پر بڑے ثابت قدم تھے۔ عبدالقادر بدایونی نے آگرہ میں آپ سے ملاقات کی ہے اور آپ سے ذکر کا طریقہ سیکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے ذکر شروع کیا تو مجھ کو ایک عجیب فیض حاصل ہوا اور قرآن سے

معنی کھلنا شروع ہوئے اور مدت تک ایسا اثر رہا کہ جو آواز میرے کان میں آتی اس کو میں ذکر ہی سمجھتا لکھا ہے کہ میاں عبدالفتح کے مریدوں نے سریش لگا کر لبوں کو بند کر لیا تھا تا کہ بے فائدہ گفتگو نہ کریں اور بعض نے پتھریاں منہ میں بھر لی تھیں۔

بندگی میاں سید عبدالفتح کو بی بی ہدیۃ اللہ سے دو بیٹے میاں سید یحییٰ اور میاں سید تاج محمد ہوئے۔ دوسری بیوی راجے دولت سے میاں سید فرید محمد پیدا ہوئے۔

میاں سید عبدالفتح جب حج کیلئے تشریف لے گئے دائرہ میاں سید یحییٰ کے حوالے کیا آپ حج کے بعد مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ یہاں میاں سید یحییٰ چھونڈ میں انتقال کر گئے۔

پھر میاں سید عبدالفتح نے انتقال کے وقت دائرہ اپنے فرزند میاں سید تاج محمد کے حوالے کیا جو باپ کے جانشین ہوئے۔

میاں سید تاج محمد بن میاں سید عبدالفتح باپؒ کے ہی تربیت و تلقین ہیں۔ جب حضرت سید نجی خاتم المرشد نے اپنے خاتم المرشد ہونے کا دعویٰ کیا میاں سید تاج محمد نے اس کو تسلیم کیا اور بقولے آپ نے حضرت سید نجی خاتم المرشدؒ سے بیعتھی کی۔ پھر حضرت تاج محمد چھونڈو واپس آگئے میاں سید تاج محمد کے فرزند میاں سید اشرف محمد ہیں۔

میاں سید اشرف محمد بن میاں سید تاج محمد آپ باپ ہی کے تربیت و تلقین ہیں۔ دائرہ چھونڈ پر قائم رہے ۔ آپ نے اپنے دادا میاں سید عبدالفتحؒ کی سیرت "فتح مبین" کے نام سے لکھی ہے یہ سیرت نہایت مستند ہے اور اردو ترجمہ کے ساتھ چھپ گئی ہے اور بندگی میاں سید عبدالفتح کے متعلق جو غلط افواہیں قوم میں تھیں اس کی تردید حضرت سید من صاحب میاں بن حضرت سید قاسو میاں صاحبؒ نے لکھی ہے جس کا نام انہوں نے القول المتین رکھا ہے یہ کتاب بھی چھپ گئی ہے۔

میاں سید فرید محمد بن بندگیمیاں سید عبدالفتح اپنے بھائی سید تاج محمد کے تربیت و

تلقین ہیں۔ آپ کے فرزند میاں سید دولت اللہ تھے جو باپ کے تربیت و تلقین اور جانشین تھے آپ کی اولاد میں سید ابجی میاں بن سید بڑے میاں نے حیدر آباد کے محلہ مشیر آباد آکر دائرہ باندھا۔ ان کا انتقال ۱۳۲۰ھ میں ہوا ہے۔ حضرت شاہ قاسم کے حظیرے میں دفن ہوئے مگر آپ کے فرزند سید میراں پھر ہجرت کر کے چچونڈ چلے گئے اور آپ کے تین دیگر فرزند سید عبدالقادر، سید احمد، اور سید قادر میاں سرکاری ملازمت پر تھے اس لئے آپ نے اپنا جانشین اپنے داماد سید یسین میاں کو مقرر کیا۔ اسی سلسلے میں حضرت شاہ صاحب میاں صاحب سجادہ دائرہ ہوئے۔ کمترین فقیر عربی ۱۳۶۰ھ میں آپ سے چچونڈ میں مل چکا ہے۔ نہایت ہی باکمال اور نیک دل اور خجستہ صفات بزرگ تھے اور آپ کی زندگی تنگی اور عسرت سے گزری جب زیارت کے بعد یہ فقیر واپس ہونا چاہا مجھ سے فرمایا کھانا کھا کر جاؤ میں نے عذر کیا تو خاموش ہو گئے میں نے جاتے وقت کچھ نذرانہ اللہ دیا کہکر پیش کیا حضرت نے قبول کیا اور پھر بضد ہو گئے کہ کھا کر جاؤ میں بھوکا نہیں جانے دوں گا اس وقت میں نے خیال کیا جب پہلی مرتبہ رک کر میرے اصرار پر خاموش ہو گئے تو معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں کھانے کا انتظام نہیں تھا پیسے ملتے ہی اصرار کر کے روک لیا اور سامان لاکر کھچڑی وغیرہ پکوا کر مجھے کھلا کر رخصت دی۔ حضرت شاہ صاحب میاں صاحب کے فرزند حسین شاہ میاں تھے۔ جنہوں نے والد بزرگوار کے بعد حیدر آباد آکر حضرت اسعد العلماء سید محمود مرشد میاں صاحب سے علاقہ کیا اور چند روز صحبت میں رہے ان کا بھی انتقال ہو گیا ان کے بعد حضرت ابجی میاں صاحب کے نواسے حضرت سید من صاحب میاں صاحب بن حضرت سید قاسو میاں صاحب نے دائرہ سنبھالا، آپ صاحب تصنیف بھی ہیں۔ جیور سلوڑ چچونڈ درگاہ دائرہ احمد نگر اور ایک لہرا بیلا پور وغیرہ کے مہدوی آپ کے مرید ہیں ان مقامات کے آپ دورے کرتے رہتے ہیں اور اچھے مضمون نگار اور عبارت نویس ہیں بندگی میاں سید عبدالفتح پر قوم میں جو غلط بیانی تھی اس کی تردید القول المتین لکھ کر کی ہے جو نہایت ہی مدلل اور مفصل

ہے۔ آپ کا بھی انتقال ہو گیا ہے اب دائرہ چوٹر پر سید منور میاں بن حضرت سید قاسو میاں صاحب بحیثیت مرشد فائز ہیں جو حسن اخلاق کے پتلے ہیں۔

احمد شہ قدن رحؒ :۔ آپ احمد آباد کے رہنے والے تھے اور قدن پورہ میں رہتے تھے جب حضرت مہدی علیہ السلام احمد آباد تشریف لائے آپ بھی حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ہزار ہا مرید تھے اور مشائخی کررہے تھے۔ آپ نہایت صاحب علم و فضل محقق مرتاض تھے۔ بادشاہ وقت کی جانب سے انعام اور وظیفہ آپ کو حاصل تھا۔ آپ کے والد کا نام شاہ قدن تھا باپ کے فوت ہونے کے بعد مسند خلافت آپ کو ملی۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آئے حضرت کا بیان سنتے ہی دل سے حضرت کے معتقد ہو کر حضرت کے مرید ہو گئے اور بیعت کرلی اور تلقین ہوئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کا قیام احمد آباد میں ڈیڑھ سال رہا۔ آپ ہر روز بیان قرآن سننے آتے جب حضرت مہدی علیہ السلام نے وہاں سے ہجرت کی تمام یار واصحاب حضرت کے ساتھ ہو گئے۔ مگر احمد شہ قدن کو حضرت کے ساتھ جانے کا اتفاق نہ ہوا۔ حضرت کے بعد آپ نے اپنے دائرہ میں بیان قرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کے بیان وکلام اور تلقین و تربیت کا بڑا اچھا اثر پڑا۔ احمد آباد اور اطراف احمد آباد کے لوگ آپ کے بیان میں شریک ہوتے اور بہت متاثر ہو جاتے۔ حضرت بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ جب حضرت مہدی علیہ السلام کے حکم سے اپنے اہل و عیال کو لے جانے گجرات آئے تو احمد آباد آکر احمد شہ قدن کے دائرے ہی میں ٹھیرے اور آپ کے وعظ و بیان کی بڑی تعریف کی۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد جب اصحاب رضی اللہ عنہم گجرات آگئے اور حضرت ثانی مہدیؓ کے حکم سے اپنے اپنے دائرے علیحدہ علیحدہ باندھے حضرت شاہ نظام نے بھی اپنا دائرہ رادھن پور میں علیحدہ قائم کیا اس کے بعد حضرت احمد شہ قدن نے اپنی ارشادی چھوڑ کر حضرت بندگی میاں

شاہ نظامؓ کی صحبت اختیار کی اور آپ کی بڑی خدمت کی اور آپ سے بہت خوش تھے اور آپ کو اپنی خلافت عطا کی۔ حضرت شاہ نظامؓ کے چار خلفاء مشہور ہیں۔ حضرت ملک الھہ داد خلیفہ گروہ (جو بعد حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے پاس چلے گئے) دوسرے بندگی میاں سید عبدالفتح، تیسرے بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن (فرزند حضرت شاہ نظامؓ) اور چوتھے بندگی احمد شہ قدن ۔ جب بی بی ہدیۃ اللہ بنت حضرت مہدی علیہ السلام کا عقد بندگیمیاں سید عبدالفتح بدرالدینؓ سے ہوا بی بی ملکان میاں عبدالفتح اور بی بی ہدیۃ اللہؓ کو لے کر احمد شہ قدن ہی کے دائرے میں قدن پورہ میں جو احمد آباد کا محلہ ہے آکر ٹھیریں احمد شہ قدن کی وفات احمد آباد ہی میں ہوئی ہے۔ مزار وہیں ہے۔

احمد شہ قدن کے تعلق سے مشہور ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے انکو منافق کہا ہے کیونکہ یہ ہجرت میں ساتھ نہیں تھے یوں تو عقیدہ شریفہ میں حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر نے تحریر فرمایا ہے کہ "ہر کہ از ہجرت و صحبت وے باز ماند او را حکم منافقی بدین آیت..... کرد" (حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہجرت اور آپ کی صحبت سے جو باز رہا اس کو حضرت مہدی علیہ السلام نے اس آیت..... سے منافق ہونے کا حکم کیا) اس لحاظ سے ہجرت نہ کرنا منافقت ہے اس زد میں ہر قاعد آتا ہے جو ہجرت نہ کرے لیکن خصوصیت سے احمد شہ قدن کو جو حضرت شاہ نظامؓ کے مرید اور خلیفہ ہیں اور جن کا شمار آپ کا چار چراغوں میں ہے منافق ٹھیرانا درست نہیں ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت شاہ نظام جب تک کسی کی عاقبت بخیر لوح محفوظ میں نہ دیکھ لیتے اس کو مرید نہ کرتے (چہ جائیکہ اس کو اپنا خلیفہ بنائیں)

دوسرا یہ کہ حضرت ثانی مہدیؑ نے میاں ابو بکرؓ کو اپنے فرزند کی سفارش کر کے ان کو نوکر رکھانے پر ناخوش ہو کر ان کو جو خط لکھا ہے اس میں ان کی تنبیہ کی ہے کہ دنیا داروں سے کسی قسم کا تعلق ہی نہیں رکھنا چاہیئے اس میں بعض اصحاب جن کے دائرے مختلف

مقامات پر تھے اور جن کے ساتھ خدا کے طالب تھے نام اس غرض سے لکھکر حضرت میاں ابو بکر کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ دیکھو ان اصحاب کے ساتھ خدا کے طالبوں کی جماعت کیسی ہے، اس میں حضرت احمد شہ قدن کا نام بھی ہے اور بتلایا ہے کہ احمد شہ قدن کے ساتھ اتنے لوگ ہیں۔ حضرت ثانی مہدیؓ کا تو یہ حال تھا کہ جب بادشاہ کی بہن نے آپ کو خط لکھا تو آپ رونے لگے کہ میرا نام اہل دنیا کے خط میں آیا تو بھلا اپنے خط میں ایک منافق کا نام میاں ابو بکر کو غیرت دلانے کیسے لکھتے۔

مشہور ہے کہ خود حضرت ثانی مہدی نے احمد شہ قدن کے متعلق حضرت مہدی علیہ السلام سے سوال کیا تھا اور مہدی علیہ السلام نے ثانی مہدی سے ہی کہا تھا کہ وہ منافق ہے پھر حضرت مہدی علیہ السلام کا کسی کے سوال پر جواب دینے کے بجائے یہ کہنا کہ عصر مغرب کے درمیان پوچھو جب کہ قرآن کا بیان ہوتا ہے کبھی کسی سوال کے متعلق حضرت مہدی علیہ السلام نے ایسا نہیں کہا تو پھر اس وقت ایسا کہنے کی کیا خصوصیت تھی۔ پھر حضرت مہدی علیہ السلام نے مراقبہ کر کے جواب دیا ہے کسی سوال کے جواب پر مراقبہ کرنے کا ذکر کسی فرمان مہدی کے متعلق نہیں۔ پھر ایک عام سوال پر ہجرت سے باز رہنے والے کا حکم کہا ہے آپ پوچھتے ہیں کہ اسکا نام کہو یہ سب باتیں حضرت مہدی علیہ السلام کے عادت واخلاق سے بعید ہیں اور موضوع کی اہمیت جتانے ایک جھوٹ کے ساتھ کئی جھوٹ لگائے گئے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ جس طرح حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد خود اصحاب رسول میں اختلاف ہو گیا اور حضرت معاویہ نے حضرت علی کی سخت مخالفت کی اور جنگیں واقع ہوئیں اور ہزارہا مسلمان مارے گئے یہ سب باتیں دنیا کی طلب کا ظہور ہیں۔ اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد بھی جیسا کہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے بندگی میاں شاہ نعمتؓ سے فرمایا تھا جو لوگ ہمارے بعد آئیں گے وہ تھوڑا انفاق اپنے ساتھ لائیں گے۔ لوگوں میں بھی احمد شہ کے تعلق سے حرص وہوس پیدا ہو کر ان کی شہرت اور ان کے دائرہ کی وسعت کی

وجہ رشک وحسد پیدا ہوا ان پر الزامات قائم کئے تاکہ ان کا دائرہ ٹوٹ جائے اور مرید الزام تراش لوگوں کی جانب دوڑ کر آئیں۔ چنانچہ احمد شہ پر الزام کی وجہ سے جب عام مہدوی ان کی طرف سے بدگمان ہوگئے ان کی اولاد سخت رنج وافسوس میں مبتلا ہو کر مذہب کی عقیدت و محبت میں سست ہوگئی اور رفتہ رفتہ ارتداد کا سلسلہ جاری ہوا جس کا اثر یہ ہوا کہ پورا احمد آباد جو مہدوی ہو چکا تھا یہاں تک کہ ہر مسجد میں مہدوی امام ہوتا تھا جو بغیر اجرت لئے نماز پڑھا دیتا ان الزام تراشیوں کے نتیجہ میں احمد شہ قدن کی اولاد بالآخر مرتد ہوگئی اور پورا احمد آباد مہدویت سے پلٹ گیا یہ دیکھ کر بھی مہدوی بہادروں نے الزام تراشی کا سلسلہ کو باقی رکھا میاں عبداللہ خاں نیازی ، میاں سید عبدالفتحؒ اور موسیٰ خان کو مرتد بنادیا

بندگی میاں راجے محمدؓ :۔ آپ مہاجرین حضرت مہدی علیہ السلامؑ کے بعد حضرت ثانی مہدیؑ کے ساتھ گجرات آگئے۔ حضرت ثانی مہدیؓ کے بعد آپ نے حضرت شاہ نظامؓ کی صحبت اختیار کی اور انوندرہ کے قریب موضع دیوسنہ میں آپ کا وصال ہوا کیونکہ شاہ نظامؓ کے بعد آپ نے وہیں اپنا دائرہ قائم کرلیا تھا۔ حضرت شاہ دلاورؓ کی صحبت میں بھی رہے ہیں آپ ہی سے یہ نقل ہے کہ حضرت شاہ دلاورؓ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے حضرت مہدی علیہ السلام سے سنا ہے اگر وہ بیان کروں تو بھائی مجھ کو سنگسار کریں گے۔ آپ کا مزار مبارک موضع دیوسنہ میں ہے جو کڑی سے جانب مشرق ہے۔

حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ

حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ حضرت مہدی علیہ السلام کے خلیفہ پنجم ہیں اور بارہ مبشرین میں آپ کا پانچواں نمبر ہے۔ آپ کی پیدائش ایک ایسے گاؤں میں ہوئی جو کسی راجا کا تھا۔ بچپن میں آپ بکریاں چرایا کرتے تھے جس وقت رائے گوڑ اور سلطان حسین شرقی کی جنگ ہوئی دلپت حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا گیا اور فتح سلطان کی ہوئی۔ حضرت شاہ دلاور اس وقت ۱۲ سال کے تھے۔ مال غنیمت میں ہاتھ آئے۔ آپ بہت حسین و خوبصورت تھے اس لئے سلطان نے آپ کو اپنی بہن سلیمہ خاتون کے حوالے کردیا جن کو اولاد نہیں تھی انہوں نے آپ کو فرزند بنا کر پالا۔ ایک باغ اور محل بنا کر اس میں حضرت شاہ دلاورؓ کو رکھا۔ آپ کا نام دلاور سلیمہ خاتون ہی نے رکھا۔ لیکن آپ کا حال یہ تھا کہ آپ اکثر حالت استغراق میں رہتے کھیل کود اور دوسرے کاموں کی طرف رغبت نہیں تھی یہ دیکھ کر سلیمہ خاتون نے سلطان حسین شرقی سے کہا کہ یہ بچہ ہمارے کام کا نہیں اس کو حضرت میراں علیہ السلام کے پاس بھیج دینا چاہیئے سلطان راضی ہو گیا دو آدمیوں کے ذریعہ سلیمہ خاتون نے میاں دلاور کو حضرت مہدیؑ کی خدمت میں بھیج دیا جس وقت حضرت میاں دلاور خدمت میں پہونچے حضرت مہدی علیہ السلام وضو کر رہے تھے اور سر کا مسح کر رہے تھے کہ میاں دلاور آئے حضرت نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا "یہ دلاور نہیں شاہ دلاور" ہے یہ میرا مقبول ہے یہ خدا کا مقبول ہے۔" وضو سے فارغ ہو کر تحیۃ الوضو پڑھنے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنا سیدھا ہاتھ حضرت شاہ دلاور کے ہاتھ پر رکھ کر ذکر خفی کی تلقین کی اور لا اللہ ھون نھین کی تعلیم دے کر فرمایا مرید اللہ ہو جاؤ۔ پھر شاہ دلاور کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ پر رکھکر فرمایا الا اللہ توں ھے ۔ مراد اللہ ہو جاؤ اسی وقت حضرت شاہ دلاور بیہوش ہو گئے اور آپ کا دل ایسا منور ہو گیا کہ فرش سے عرش تک ذرا بھی پردہ نہ رہا۔

جب حضرت مہدی علیہ السلام نے جونپور سے ہجرت کر کے داناپور آکر مقام کیا یہاں بی بی الہہ دتی اور میاں سید محمود نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کی اسی روز حضرت شاہ دلاورؓ نے بھی جو خیمہ کے باہر کھڑے ہوئے بی بی کا معاملہ سن رہے تھے ظہر کے وقت حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہوگئے اور مست و مجذوب ہوگئے حضرت مہدی علیہ السلام ان کو اٹھا کر حجرہ میں بھجوادیا۔ آپ کے پاؤں جذبہ کے تحت زمین پر نہیں ٹھیر سکتے تھے۔ حضرت شاہ دلاورؓ کا یہ جذبہ ۱۶ سال رہا اس عرصہ میں کھانے پینے کی احتیاج باقی نہیں تھی مگر نماز کے وقت ہوشیار ہو کر احکام وارکان نماز ادا کر لیتے۔

جب حضرت مہدی علیہ السلام نے داناپور سے ہجرت کی تو آپ کو جذبۂ حق کی حالت کی وجہ سے وہیں مسجد میں چھوڑ دیا اور مسجد کے متولی میاں دراج کو آپ کی نگرانی کی تاکید کردی اور روانہ ہوگئے اور اکثر مقامات پھرتے ہوئے بحری جہاز سے مکہ جا کر حج کے بعد واپس ہوئے اور بندرگاہ کھمبات پر اترے اور احمد آباد تشریف لائے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام احمد آباد کی سمت روانہ ہو رہے تھے داناپور میں حضرت شاہ دلاورؓ کو حضرت مہدی علیہ السلام کی خوشبو پہونچی اچانک ہوشیار ہو کر فرمایا کہ یہ بو کہاں سے آرہی ہے یہ بو میرے مولا کی ہے یہ بو میرے آقا کی ہے یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بیٹھے کے بیٹھے رہنے سے پاؤں جڑ گئے تھے اور بو جدھر سے آرہی تھی اس طرف روانہ ہوگئے۔ میاں دراج بھی آپ کے ساتھ ہوگئے۔ آپ کی رفتار کا وہ ساتھ نہ دے سکے۔ آپ نے ان سے کہا کہ میرے پیروں پر پیر دے کر آوگے تو میرے ساتھ پہونچ سکوگے ورنہ نہیں۔ بہر حال زمین آپ کے لئے طئے ہوگئی۔ آپ چلتے ہی رہے نہ دن دیکھا نہ رات گیارہ دن میں احمد آباد پہونچے جہاں آکر حضرت مہدی علیہ السلام ٹھیرے ہوئے تھے۔ اور خدمت مہدی علیہ السلام میں رہ گئے پھر کبھی جدا نہ ہوئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کو بے شمار بشارتیں دی ہیں جب آپ پہونچے حضرت مہدی علیہ السلام نے پوچھا کون ہے یاروں نے کہا دلاور ہیں فرمایا

کہ دلاور مت کہو شاہ دلاور کہو۔

حضرت مہدی علیہ السلام جہاں اپنا حجرہ بناتے حضرت شاہ دلاور حجرہ کے پیچھے بیٹھنے کی جائے بناتے۔ جب ایک گھنٹہ وہاں بیٹھتے نور کا شعلہ ایسا غلبہ کرتا کہ آپ اس کی تپش کی تاب نہ لاکر اٹھ جاتے تین سال تک یہی حالت رہی۔ تین سال کے بعد حضرت شاہ دلاورؓ کو اس نور کے شعلے کا غلبہ ہضم ہوا پھر حجرہ کے پیچھے بیٹھنے کی تاب آنے لگی۔ آپ نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی کمال خوشنودی حاصل کی ہے بی بی راج متی جو بی بی ملکان کی طرف سے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی خدمت میں آئی تھیں حضرت نے ان پر اپنے لئے نگاہ رکھی تھی۔ اُس کو حضرت شاہ دلاور کے عقد میں دیدیا اور فرمایا یہ بندہ کے لائق تھی یا تمہارے لائق ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن میاں راجے محمد جوتیوں کے ساتھ صف پر کھڑے ہوگئے اس خوف سے کہ مجھ سے اللہ اکبر کی تکبیر فوت نہ ہو۔ پوری نماز پڑھ لی اس کے بعد معلوم ہوا کہ جوتیوں سمیت آکر صف پر نماز پڑھی ہے آپ نے حضرت شاہ دلاور سے یہ بات عرض کی حضرت نے فرمایا مدت دراز کے بعد آج تمہاری نماز قبول ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک وقت حضرت شاہ دلاورؓ حضرت میراں علیہ السلام کو وضو کرارہے تھے عرض کیا میرانجی جو قطرے پانی کے گرتے ہیں ان سے آواز آتی ہے ہذا مہدی موعود ہذا خلیفۃ اللہ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے بندہ جس راہ سے گزرتا ہے درختوں، پتھروں بلکہ ذرہ ذرہ سے آواز آتی ہے ہذا مہدی موعود لیکن اس کے سننے کے لئے تمہارے سے کان چاہیئے جن کو ازل سے نور ایمان عطا ہوا ہے وہی اس آواز کو سنتے ہیں۔

نقل ہے کہ فرہ مبارک میں چند صحابہ مہدی علیہ السلام کے حجرہ پر آکر کھڑے ہوئے تھے۔ مہدی علیہ السلام حجرہ میں نہیں تھے قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تھے جب واپس آئے تو پوچھا کیوں آئے ہو عرض کیا اپنے معاملات عرض کرنے۔ حضرت

مہدی علیہ السلام نے فرمایا بہتر ہے اور فرمایا اگر بندہ کو نہ پاؤ تو میاں دلاورؓ سے اپنے معاملات کو حل کرالیا کرو۔ کیونکہ میاں دلاور عالم ہیں اور دل دفتر ہیں اور فرمایا جو شخص مردہ کو زمین پر چلتا ہوا نہ دیکھا ہو تو میاں دلاور کو دیکھ لے اور فرمایا میاں دلاور پر خدائے تعالیٰ نے فرش سے عرش تک روشن کر دیا ہے ایسا کہ جیسا ہتھیلی میں رائی کا دانہ۔ فرمایا جیسا کہ بندہ کا فیض قیامت تک جاری ہے بھائی دلاور کا فیض بھی قیامت تک جاری رہے گا۔ فرمایا بندہ کو اور میاں دلاور کو سوائے خدا کے کسی نے نہیں پہچانا نیز فرمایا جس نے ابو بکر صدیق کو نہ دیکھا ہو وہ میاں دلاور کو دیکھ لے۔ ایک دن حضرت شاہ دلاور نے عرض کیا بندہ پر فرش سے عرش تک ایسا روشن ہے جیسا ہتھیلی میں رائی کا دانہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تمہارا مقام اس سے بھی اونچا ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت شاہ دلاور نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے رتبہ شہادت عطا فرمایا جائے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تم وہ ہیں کہ تم پر کوئی قادر نہیں ہو سکتا۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت شاہ دلاور اپنے حجرہ میں بیٹھے ہوئے تھے دل میں خیال آیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے چار یار تھے ایسے ہی حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے بھی ہونا چاہیئے کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام تابع تام رسول اللہ ہیں۔ آپ کو معلوم ہوا کہ میراں سید محمود، میاں سید خوندمیر، میاں نعمت اور میاں نظام ہیں یہ سمجھ کر کر یہ خطرۂ غیر ہے اس جگہ سے اُٹھ کر دوسری جگہ جا کر بیٹھے وہاں بھی ایسا ہی معلوم ہوا پھر حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آکر عرض کیا حضرت نے فرمایا تم کو معلوم ہو چکا ہے پھر کیوں پوچھ رہے ہو عرض کیا میں نے اپنے معلوم کو ایک طرف رکھ دیا ہے، حضرت فرمائیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا، فرمان خدا ہوتا ہے میراں سید محمود پھر فرمایا میاں سید خوندمیر پھر فرمایا میاں نعمت پھر فرمایا میاں نظام ہیں پھر فرمایا سائل ہے (یعنی شاہ دلاور)۔

حضرت شاہ دلاور نے پس پا ہو کر عرض کیا اصحاب کرام کے اشراف و آزاد ہیں۔ حضرت بندہ دلاور ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا خدا تم ہی کو کہتا ہے بندہ از خود نہیں کہتا پھر فرمایا اے میاں دلاور جہاں ایک ہے وہاں دوسرے تم ہو جہاں دو ہیں تیسرے تم ہو جہاں تین ہیں چوتھے تم ہو جہاں چار ہیں پانچویں تم ہو، پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حکم نبوت کے ظاہر کرنے کا تھا وہاں چار ہوئے بندہ کو ولایت کے ظاہر کرنے کا حکم ہے یہاں پانچ ہیں بحکم حدیث الولایت افضل من النبوت، پھر سلام علیک کہکر حجرہ میں تشریف لے گئے جیسا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بعد آنحضرت کے آپ کا فیض ان اصحاب کرام سے جاری ہوا اور قیامت تک جاری رہے گا پھر حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اول بندہ آخر تم ہو۔

نقل ہے کہ خراسان میں کسی امیر نے حضرت مہدی علیہ السلام کو دعوت دی۔ آنحضرت نہیں گئے مگر اصحاب کو جانے کی اجازت دی سب بھائی گئے مگر حضرت شاہ دلاورؓ نہیں گئے۔ میاں سید سلام اللہ نے اس بارے میں حضرت شاہ دلاورؓ سے گفتگو کی کہ کیوں نہیں آئے تم کو کیا بڑائی آگئی ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے شور سن کر واقعہ دریافت کیا جب اصحاب نے ماجرا عرض کیا تو فرمایا جو لوگ گئے اچھا کئے اور جو نہیں گئے بہت اچھا کئے۔

نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی وفات کے چھ مہینے پہلے حضرت شاہ دلاورؓ کو حضرت مہدی علیہ السلام کی وفات کی خبر خدائے تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہو گئی تھی۔ آپ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا حضرت مہدی علیہ السلام نے اس کو صحیح و ثابت رکھا۔

نقل ہے کہ ایک دن بندگی میاں سومار نے بندگی میاں شاہ دلاور کے پاس آکر کہا کہ میں نے آج رات ایسا دیکھا ہے کہ ایک بڑا گنبد ہے کہ اس کا سر آسمان تک پہونچا ہے اس کے درمیان کچھ برتن بھرے ہوئے ہیں پھر میں نے دیکھا دوسرے سات گنبد ہیں ان میں

سات کچے برتن بھرے ہوئے ہیں ان سات گنبدوں کو آگ لگی پھر میں نے دیکھا کہ ٹھنڈے ہو گئے۔ بندگیمیاں شاہ دلاورؒ نے فرمایا تم نے جو کچھ دیکھا ہے ویسا ہی ہے وہ بڑا گنبد میں ہوں اس میں کچے برتن تھے عشق کی آگ میں پختہ ہو گئے وہ میرے طالب ہیں۔ دوسرے سات گنبد جو تم نے دیکھے وہ بھی میرے خلیفے ہیں اور ان میں کچھ کچے برتن ان کے طالب ہیں وہ بھی عشق کی آگ میں پختہ ہو جائیں گے دائرے کے لوگ اسی طرح ہوئے۔

نقل ہیکہ ایک دن بندگی میاں شاہ دلاورؒ نے معاملہ دیکھا اور حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے ایسا دیکھا ہے کہ کولسوں کا ڈھیر پڑا ہوا ہے۔ اسکو آگ لگی ہے ان میں سے بعض تو پورے جل گئے اور بعض تین چوتھائی اور بعض آدھے اور بعض کا تیسرا حصہ اور بعض کا چوتھا حصہ جلا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تم نے جو کچھ فرمایا ہے ایسا ہی ہے پھر عرض کی میرانجی ان میں سے بعض جو ناتمام ہیں ان کا انجام حال کس طرح ہے فرمایا تین چوتھائی والے اور نصف والے اور چوتھائی والے سب پورے ہو جائیں گے۔

نقل ہے کہ بندگیمیاں شاہ دلاورؒ نے معاملہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ تو اچھا کسان ہے تیری زراعت میں علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین پیدا ہوتے ہیں۔ اس معاملہ کو آپ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے آگے عرض کیا فرمایا ویسا ہی ہے پھر عرض کی پھر حضرت نے فرمایا ویسا ہی ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اے میاں دلاورؒ تم اشرافوں سے زیادہ اشراف ہو۔ پھر آپ نے عاجزی سے عرض کی بندہ دلاور ہے۔ پھر مہدی علیہ السلام نے فرمایا تم اشرافوں سے زیادہ اشراف ہو۔ اے میاں دلاور بندہ اپنے سے نہیں کہہ رہا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہو رہا ہے کہ تم اشرافوں سے زیادہ اشراف ہو۔

نقل ہے کہ بندگیمیاں شاہ دلاورؒ نے فرمایا بندہ کے حضور میں تین حال والے ہیں۔ علم الیقین والے عین الیقین والے اور حق الیقین والے۔ بندگی میاں عبدالکریم کے حق میں عین الیقین۔ اور میاں عبدالملک کے حق میں علم الیقین اور میاں یوسف کے حق میں حق

الیقین فرمایا۔

نقل ہے کہ ایک دن فرہ میں بندگیمیاں عبدالمجید باہر گئے ہوئے تھے اس شہر کا قاضی کوٹھے پر بیٹھا ہوا تھا۔ میاں مذکور کو بلا کر کہا کہ تمہارے مرشد مہدیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ کہدے اے محمد یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف اوپر بصیرت کے۔ آگاہ ہو کر مہدیؑ کے عہد میں اللہ کا دیدار مخلوق کو بہت ہوگا تمہارے درمیان کیا کوئی آدمی خدا کو دیکھنے والا ہے آپ نے کہا بہت لوگ ہیں کہ اے میاں عبدالمجید قاضی بہ دو گواہ راضی دو گواہ میرے لئے بس ہیں۔ پس بندگی میاں عبدالمجید نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس شہر کا قاضی دو گواہوں کو طلب کرتا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت شاہ دلاور کے پاس آکر فرمایا تم چشم سر سے خدا کو دیکھتے ہو گواہی دو۔ شاہ دلاورؓ جذبہ میں مستغرق ہو جاتے تھے پھر ہوشیار کر کے فرمایا تو پھر بیہوش ہو گئے اس طرح تین دفعہ ہوشیار کر کے فرمایا تو حضرت شاہ دلاورؓ نے فرمایا میرانجی خوندکار کے صدقہ میں بندہ خدا کے حکم کے موافق چشم سر سے اور چشم دل سے اور بال بال سے اور اس کے سوائے سے دیدار کی گواہی دیتا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ایک گواہ تم ہو دوسرا گواہ میں ہوں۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام حجرے کے باہر آئے فرمایا کے مہاجرین تین قسم کے ہیں۔ نفس حضور، وقت حضور، حال حضور۔ حضرت بندگیمیاں شاہ دلاورؓ نے فرمایا نفس حضور حضرت مہدی علیہ السلام کے پانچ اصحاب کرام ہیں۔ ان کے لئے پلک مارنے کی دیر کی بھی حجاب نہیں۔ حال حضور مہدی کے اصحاب عظام ہیں ان کو حال پیدا ہوتا ہے آحاضر ہوتے ہیں۔ بعض وقت حضور یہ مہدی کے عام اصحاب ہیں ان کو کسی ایک وقت میں حضوری ہوتی ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن بندگی میاں شاہ دلاورؓ کھڑے ہوئے تھے اور میاں راجے محمد

تیل لانے جارہے تھے آپ نے میاں راجے محمد کو بلایا وہ آئے پھر کہا جاؤ وہ جانے لگے پھر کہا آؤ وہ آئے تین دفعہ ایسا کیا اور فرمایا جب سے کہ مجھ کو داڑھی نکلی ہے بندہ سے کوئی بدعت نہیں ہوئی میاں راجے محمد نے کہا بندہ صدقہ خوار ہے مجھ سے کوئی بدعت نہیں ہوئی تو میاں جی سے کیسے ہوگی۔ فرمایا تم نے جیسا سمجھا ہے ایسا نہیں ہے بندہ کے پاس بدعت یہ ہے کہ بغیر معلومات حق کے کوئی کام کرے بندہ نے بغیر معلومات حق کے کوئی کام نہیں کیا ہے۔

نقل ہے کہ بور کھیڑہ میں بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے معاملہ دیکھا کہ دو بڑے گنبد آگ سے روشن ہوگئے ہیں۔ خدا کا حکم ہوا کہ میاں دلاور کے سب فقیروں کو اس آگ میں جلا کر باہر لاؤ۔ فرشتوں نے خدا کے حکم سے فرشتوں کو کھینچ کر لایا اور اس آگ میں جلا کر باہر کئے۔ بندگیمیاں شاہ دلاور نے جناب باری میں عرض کیا الٰہی یہ لوگ تیرے لئے ترک الدنیا و طالب مولا ہو کر تجھکو اختیار کئے ہیں تو ان کو کیوں جلاتا ہے حکم ہوا ان کو عشق کی آگ میں پاک کر کے اپنے قرب کے لائق بناتا ہوں بہت خوش ہوئے۔ تمام لوگوں کو فرشتوں نے پاک کیا لیکن سات تن رہ گئے ان کو پاک نہیں کئے پھر بندگیمیاں شاہ دلاور نے درخواست کی اے خدا یہ بھی ترک دنیا کر کے تیری طلب اختیار کی ہے تو ان کو کیوں نہیں جلاتا۔ خدا کا حکم ہوا خاموش رہ ان کے حق میں درخواست مت کر کہ یہ لوگ ہمارے واسطے نہیں آئے مگر غیر کی طلب میں آئے ان کی رجوع ہرگز قبول نہیں کروں گا یہ لوگ تیرے دائرہ میں نہیں مریں گے اس کے بعد میاں یوسف اور میاں عبدالکریم سے اپنے رات کے معاملے کو ظاہر کیا۔ میاں یوسف کے ذریعہ پوشیدہ خبر ظاہر ہوگئی۔ چھ مہینے تک سب آہ وزاری کرتے رہے اس کے بعد بندگیمیاں شاہ دلاورؓ نے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بلا کر دلاسا دیا یہاں تک کہ ہر شخص کو قرار و آرام ہوا۔ اس کے بعد خاموش ہوگئے۔

نقل ہے کہ بور کھیڑے میں ایک مشرک تھا جس کو استدراج حاصل تھا وہ کبھی کبھی ملاقات کے لئے آیا کرتا تھا۔ ایک روز دیکھا کہ دائرہ میں ایک مرد کی رحلت ہوگئی ہے تمام

بھائی شاہ دلاورؒ کے حکم کے منتظر تھے میاں ایک پہر تک باہر نہیں آئے۔ جب اس مشرک نے دیکھا کہ باہر نہیں آرہے ہیں تو کہا افسوس ہے اس مبتلائے عذاب آدمی کو اس مرد (شاہ دلاورؒ) کے سامنے عذاب ہو۔ وہ مشرک اپنے استدراج کی وجہہ سے ایک شیر پر سوار ہو کر اور سانپ کا کوڑا بنا کر حضرت شاہ دلاورؒ کے پاس آیا کرتا تھا اس مشرک کے یہ بات کہنے کے بعد خدا کا حکم پہونچا کہ اے دلاور وہ شخص مستحق عذاب تھا لیکن ہم نے تیری داڑھی کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو نجات دی۔ باہر جا اور اس کے دفن کی تیاری کا حکم دے اور اس کی نماز جنازہ پڑھ اس کو ہم جنت میں پہونچائیں گے۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ دلاور کے پاس ایک جنازہ کو اس کے والیوں نے لا کر سامنے رکھا کہ خدام نماز جنازہ ادا کریں ایک لمحہ آپ منتظر رہے خدا کا حکم ہوا کہ جو شخص تیرے پاس آتا ہے نعمت سے محروم ہو کر کس طرح جائے۔ یہ گنہہ گار مستحق عذاب تھا لیکن تیری نظر کی خاطر ہم نے بخش دیا۔ اس کے بعد آپ نے اس پر نماز جنازہ ادا کی۔ برادروں نے تعجب کیا آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ بندہ نے خدا کے حکم کے بغیر اس پر نماز جنازہ ادا کی ہے۔ اس کو خدائے تعالیٰ نے مغفرت ابدی عطا کی ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت شاہ دلاور ایک راستہ سے جا رہے تھے سامنے ایک قبر تھی اس میں ایک گنہ گار مردہ دفن تھا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے دلاور تو اپنا پاؤں اس قبر پر رکھ وہ عذاب کا مستحق ہے تیرے نعلین کی گرد کے سبب سے اس کو نجات عطا کر دوں گا۔ آپ نے ویسا ہی کیا۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال مبارک کے بعد حضرت شاہ دلاورؒ بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؑ کے پاس رہے اور آپ کے ساتھ فرہ سے گجرات واپس آئے اور بھیلوٹ میں حضرت ثانی مہدی ہی کی خدمت میں رہے۔ جب حضرت ثانی مہدی نے اصحاب مہدی کو علیحدہ علیحدہ دائرے باندھ کر رہنے کا حکم دے کر اپنے سے علیحدہ کیا آپ

سے بھی فرمایا کہیں دائرہ باندھ کر رہیں لیکن حضرت شاہ دلاورؓ نے منظور نہیں کیا۔ حضرت ثانی مہدیؓ کے انتقال کے بعد بندگیمیاں سید سلام آہ وزاری کرنے لگے اور کہنے لگے سیدن (حضرت ثانی مہدیؓ کا عرف) کا کوئی خلیفہ نہیں رہا۔ بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے فرمایا کیا کہتے ہو بندہ حضرت کا خلیفہ ہیکہ کبھی حضرت کی صحبت سے علیحدہ نہیں ہوا اور تمام اصحاب مہدی کے حضرت میراں سید محمود ہی کے خلیفے ہیں کہ بغیر حکم حضرت کے علیحدہ نہیں ہوئے۔

حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت شاہ دلاورؓ نے اپنا دائرہ احمد آباد گجرات میں قائم فرمایا۔ چند طالبان خدا اور صالکان طریقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دائرہ میں رہے۔ آپ کے بیان کلام اللہ کو سن کر بہت سارے لوگ مشرف تصدیق اور ایمان کا بہرہ حاصل کئے۔

حضرت شاہ دلاور کا سب سے پہلا دائرہ احمد آباد گجرات میں تھا۔ اس کے بعد پٹن جالور موضع سانچی بھگار چوتڈ ،احمد نگر میں آپ کے دائرے ہوئے۔ آخری دائرہ بور کھیڑہ میں تھا۔ چودہ سو طالبان آپ کی خدمت میں تھے۔

نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بندہ کی تصدیق کی علامت اپنے کو فنا کردینا ہے۔ نابینا ،بینا ہوتا ہے، نامرد مرد ہوجاتا ہے بخیل سخی ہوتا ہے ظالم عادل ہوجاتا ہے امی عالم ہوجاتا ہے بیمار شفایاب ہوجاتا ہے۔ اے میاں دلاورؓ تمہارے پاس بھی لوگ اسی طرح ہوں گے۔

ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت شاہ دلاورؓ کے حجرہ میں آکر فرمایا خدائے تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اے سید محمد جا اور قرآن کی اس آیت کو میاں دلاور کے حق میں پڑھ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآ مرون بالمعروف و النا ھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ و

بشرالمومنین (سورۂ توبہ آیت ۱۱۲)

نقل ہے کہ ایک برادر نے حضرت میراں علیہ السلام سے حج کو جانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا تین طواف میاں دلاور کے حجرہ کے کرلو توحج کا مقصود حاصل ہو جائے گا

بندگی میاں شاہ دلاورؓ فرماتے ہیں خدائے تعالیٰ نے انسان کو جلنے کے لئے پیدا کیا ہے جو کوئی دنیا میں عشق کی آگ میں یا راہ خدا میں فقر کی آگ میں نہیں جلا لا محالہ دوزخ کی آگ میں جلے گا۔

"فرمایا کہ نفس باقی فساد باقی"

فرمایا جس قدر ذات مہدی میں فنا حاصل ہو گی اسی قدر معرفت حاصل ہو گی۔

فرمایا دل کے تین مرتبے ہیں۔ بعض اہل دل ہیں بعض صاحب دل ہیں بعض بے دل ہیں۔ دل کی صفت یہ ہے کہ اس کی دو آنکھیں ہوتی ہیں ان سے دیکھتا ہے اور دو کان ہوتے ہیں ان سے سنتا ہے اس کو زبان ہوتی ہے اس سے کہتا ہے۔ اس کو قوت لامسہ ہوتی ہے اس سے چھوتا ہے۔

فرمایا جو قرآن کی آیت کی مہدی علیہ السلام کی نقل سے تطبیق دیوے تو اس کا بیان صحیح ہے۔ یہ بات صحابہ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے کہی آپ نے فرمایا جو شخص فن کے درجے کو پہونچے وہ شخص قرآن کی آیت کو نقل سے تطبیق دے گا۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ دلاورؓ کا نکاح بی بی خونزانور (شاہ عالمؒ کی پوتی) کے ساتھ ہوا تھا تو بی بی کے برادری کے لوگ خفا ہو گئے کہ مہدوی فقیر بے علم نے ہماری بہن سے نکاح کیا ہے ہم اس کو قتل کر دیں گے پس بی بی کے دونوں بھائی سید کرم علی اور سید مکرم علی چالیس تلوار چلانے والے سپاہیوں کے ساتھ آئے۔ اس وقت شاہ دلاورؓ مسواک فرمارہے تھے اور میاں یوسف پانی ڈال رہے تھے آنے والے خوش ہوئے کہ ہم نے (شاہ دلاورؓ) کو نہتا پایا۔ تمام لوگوں نے تلواریں کھینچ لیں اور پیٹھ کے پیچھے آئے جب انہوں نے آپ کی پشت

مبارک دیکھی تو ان کے دل خوف سے تھرّا گئے تلواریں میانوں میں رکھ لیں اور آپ کے قدم مبارک پر گر گئے۔ حضرت نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کی بلکہ قرآن کا بیان شروع کر دیا جب انہوں نے بیان سنا تو دونوں بھائی اپنے تمام آدمیوں کے ساتھ تصدیق مہدی سے مشرف ہوگئے اور آپ کے تربیت ہو کر ترک دنیا کر کے آپ کی صحبت اختیار کر لی۔

ایک دن حضرت بندگیمیاں شاہ نعمتؓ نے بندگیمیاں شاہ دلاورؓ سے اپنا یہ معاملہ بیان کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت مہدی نے ایک بڑا پھل بندہ کے ہاتھ میں دیا ہے لیکن اس پھل میں کچھ نقص تھا شاہ دلاورؓ نے فرمایا وہ پھل توکل کا ہے اور توکل تمام جس میں نقص نہیں نبی اور مہدی کے لئے ہے اور ہمارے توکل میں تھوڑا نقص لازمی ہے۔

ایک دن حضرت شاہ دلاورؓ نے معاملہ دیکھا کہ ایک بہت بڑا اور اونچا پہاڑ ہے اس پہاڑ پر حضرت میراں علیہ السلام اور بندہ کھڑے ہوئے ہیں اور اس پہاڑ کے تمام اطراف میں پانی بھرا ہوا ہے۔ مہدی علیہ السلام نے فرمایا دیکھو یہ تمام عالم طوفان نوح ہی کے مانند غرق ہوتا ہے اس پانی میں اگر کوئی فریاد کرے کہ مجھے حق کی طرف کھینچ لو تو تم اس کو کھینچ لو اور پہاڑ پر لے لو اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ برہان نظام پانی کی لوٹ میں آرہا ہے اور فریاد کر رہا ہے یا شاہ دلاورؓ میں مہدی کا مصدق ہوں اور حضرت کا صدقہ خوار ہوں مجھے رہائی دلاؤ۔ پس میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اوپر کھینچ لیا۔

بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے فرمایا تمام عالم میں غرغرہ کی توبہ کسی کے لئے قبول نہ ہوگی مگر دو شخصوں کے لئے ایک میاں شیخ محمد میواتی اور دوسرے برہان نظام شاہ کی دعا۔

نقل ہے کہ حضرت بی بی منورہ (حضرت شاہ دلاورؓ کی اہلیہ محترمہ) نے ایک مرتبہ حضرت سے کہا یوسف کہاں گیا اب تک پانی نہیں لایا۔ آپ نے سن کر فرمایا بی بی میاں یوسف کا نام ادب سے لو کہ ہر روز ان کو خدا کی طرف سے سلام آتا ہے۔ بی بی نے کہا میاں جی میں بھی حضرت شاہ عالم کی پوتری ہوں حضرت شاہ دلاورؓ نے فرمایا شاہ عالم کہاں اور یوسف

کہاں۔ بی بی نے کہا کیا یہ قطب عالم سے بھی بڑھکر ہیں حضرت نے فرمایا کئی قطب ہمارے دائرہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک دن میاں عبدالکریم نے آپ سے کہا مجھے بندگیمیاں سید خوندمیرؓ کی محبت بہت آتی ہے آپ نے فرمایا کہ میاں سید خوندمیرؓ کی محبت رکھواور کشانکشاں بندہ کی محبت بھی لاؤ۔

نقل ہے کہ ایک روز میاں یوسف سورۂ قل ھو اللہ احد کی تلاوت کررہے تھے جب لم یلد و لم یولد پر پہونچے تو حضرت شاہ دلاورؓ نے فرمایا یلدو یولد پھر میاں یوسف نے ویسا ہی پڑھا پھر حضرت شاہ دلاورؓ نے لفظ لم ترک کر کے پڑھا پھر میاں یوسف نے لم کو ثابت رکھ کر پڑھااور عرض کیا یہ آیت محکمات سے ہے اور بے تاویل ہے میاں عبدالملک نے سن کر فرمایا میاں یوسفؓ خاموش رہو میاں جی ولایت کا شرف بیان کررہے ہیں۔

بعض وقت بی بی منورہ اور حضرت شاہ دلاور میں تکرار ہوتی شاہ دلاور گروہ مہدی کے فقیروں کا شرف بیان کرتے بی بی کہتیں کہ یہ بزرگ ہیں مگر میرا خاندان شاہ عالمؒ اور قطب عالمؒ کا ہے میں قطب عالمؒ کی پوتری ہوں ایک روز زوال کے وقت یہی تکرار ہوئی حضرت شاہ دلاورؓ نے فرمایا بی بی مسجد میں جاؤ اور کیا دیکھتی ہو آکر بیان کرو۔ بی بی جماعت خانے میں آئیں دیکھا کہ کوئی بھی نہیں ہے صرف موذن سورہا ہے اور حضرت قطب عالمؒ کی روح مطہر ان کے پاؤں دبا رہی ہے بی بی نور کو حضرت شاہ دلاورؓ کے صدقہ سے کشف حاصل تھا۔ اپنے دادا کی روح کو پہچان کر آپ حضرت شاہ دلاورؓ کے پاس آئیں اور بہت عذر خواہی کی

نقل ہے کہ ایک دن ایک عالم حضرت شاہ دلاورؓ کے پاس آیا حضرت نے فرمایا آیت فلما جن علیہ اللیل رای کو کبا......الخ کا کیا مطلب ہے اس نے کہا ابراہیم علیہ السلام نے آفتاب و مہتاب کو دیکھ کر کہا کہ یہ میرے پروردگار ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہوشیار ہو جاؤ کیا ابراہیمؑ آفتاب مہتاب کو اپنا پروردگار کہیں گے اس نے کہا خوندکار کیا

فرماتے ہیں فرمایا ابراہیم علیہ السلام کو آفتاب و مہتاب و ستاروں کی صورت میں تشبیہاً خدا کی بینائی حاصل ہوئی تھی جب بینائی ہوئی تو فرمایا انا بری مما تشر کون عالم نے کہا یہ ربانی تعلیم ہے نہ کہ کاغذی اور بشری۔

آپ کا دائرہ جب جالور میں تھا آپ کسی کے گھر نہ گئے۔ کسی نے آپ کی مہمانی کر کے قسم قسم کے کھانے لاکر کھلائے اور پوچھا خوندکار کھانا کیسا تھا۔ آپ نے فرمایا بندہ کو خدائے تعالیٰ کی یاد کی لذت نے گھیر لیا ہے مجھے اس کھانے کی لذت معلوم نہیں ہوئی۔ ایک بار سلطان محمود بیگوہ نے آپ کی دعوت کی اور کھانا بھجوایا۔ آپ کھانے بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ کی بہن نے کہا کہ ارے شکر تو یہاں رہ گئی ہے اس کے بدلے نمک بھیج دیا گیا ہے فوراً سوار کے ذریعہ شکر روانہ کی۔ آپ کھانا کھا چکے تو سوار شکر لے کر آیا واقعہ عرض کرنے پر فرمایا مجھے معلوم نہ ہوا کہ شکر ہے یا نمک اس لئے میں نے دودھ میں نمک ملا کر کھالیا۔

زمانہ اضطرار میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے حضور میں بندگیمیاں شاہ دلاورؓ کے جسم پر صرف لنگی تھی اور تمام جسم برہنہ تھا۔

کسی نے بندگی میاں شاہ دلاورؓ سے عرض کی کہ فلاں بھائی تماشے کے لئے دائرہ کے باہر جاتے ہیں۔ حضرت نے ان کو جھڑکا اور فرمایا دیکھو خدا کی صنعتیں آنکھ کان زبان علیحدہ علیحدہ صفتیں رکھتیں ہیں خدا کی ان نعمتوں کو دیکھو اور خدا کو بہت یاد کرو۔ ذکراللہ کی برکت سے دل کھل جائے گا اور دیدار نصیب ہوگا۔

نقل ہے کہ قندھار میں سرکاری ملازمین کی ظلم و تعدی سے حضرت شاہ دلاورؓ کے سر پر چوٹ آئی جب شہ بگ حاکم قندہار نے اطاعت قبول کرلی تو انہوں نے اخوان نعمت حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں بطور ضیافت بھیجے، حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا شہ کی چوٹ شکر کی پوٹ۔

نقل ہے کہ بی بی منورؓ کو ان کے پہلے شوہر سے دو بیٹیاں تھیں۔ حضرت شاہ دلاورؓ

نے ان کی نسبت کے لئے فرمایا۔ بی بی نے کہا میں بیٹیاں ان کو دوں گی جو خدا کو چشم سر سے دیکھتے ہوں۔ حضرت نے فرمایا ایک بیٹی میاں عبدالفتح بن بی بی خونزا بڈھن کو دو۔ وہ چشم سر سے خدا کو دیکھتے ہیں۔ بی بی نے ان کو ایک بیٹی دی پھر حضرت نے فرمایا دوسری بیٹی سید ان جی (خاتم المرشد) کو دو کہ یہ بھی خدا کو چشم سر سے دیکھ رہے ہیں۔ بی بی نے اس بیٹی کی نسبت حضرت خاتم المرشدؒ سے کی لیکن رضائے الٰہی سے لڑکی کا انتقال ہو گیا بی بی نے اس کا سامان جہیز جو تیار کیا تھا وہ حضرت خاتم المرشدؒ کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت خاتم المرشد نے وہ سب سامان فقراء میں سویت کر دیا۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ دلاورؒ نے فرمایا کہ جو کچھ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے اگر بندہ کہے تو بعض مہاجرین بندہ کو سنگسار کریں گے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شاہ نعمتؒ نے اپنا معاملہ شاہ دلاورؒ سے کہا کہ بندہ کو معلوم ہوا ہے کہ قاتلوا و قتلوا کا ظہور مجھ سے ہو گا۔ حضرت شاہ دلاورؒ نے فرمایا قاتلوا و قتلوا کا ظہور آپ سے نہیں ہی بلکہ قاتلوا و قتلوا کا ظہور میاں سید خوند میرؒ سے ہو گا۔

حضرت شاہ دلاورؒ نے فرمایا بھیلوٹ کی زمین اور بور کھیڑہ کی زمین بندہ کی آرزو کرتے ہیں خدا جانے کہاں قرار داد ہو گی۔ آخر بور کھیڑ کی زمین معزز و مشرف ہوئی۔

حضرت شاہ دلاورؒ کے آخر وقت پر موضع بور کھیڑہ میں آنخضرت کو بہت تکلیف ہوئی لوگوں نے پوچھا یہ تکلیف اور درد کس لئے ہے۔ آنخضرت نے فرمایا بندہ کے بے اطلاع کچھ فقیروں کا حق بندہ کے وجود میں گیا ہے اس لئے دو فرشتے مامور ہوئے ہیں جو پیٹ کے اندر کا گوشت کو کاٹ رہے ہیں۔ اسی سبب سے یہ حرارت ہے۔

اک روز حضرت بندگی میاں شاہ دلاور چند فقراء کے ساتھ جماعت خانہ (مسجد) کی درستی کروا رہے تھے اتفاق سے ستر اشہتر (ناٹ) آپ کے سر پر گر گئیں اور آپ کے سر پر سخت چوٹ آئی ان ہی زخموں سے آپ کا وصال ۲/ذی قعدہ ۹۴۴ھ روز یکشنبہ ۱۵۳۸ء میں

ہوا وصال کے وقت عمر شریف (۸۰) سال بقول دیگر (۸۴) سال کی تھی۔

حضرت شاہ دلاور کے حین حیات آپ کے فرزند میاں شاہ حبیب اللہ کا وصال ہو گیا تھا اور ان کے فرزند شاہ عبدالرحیم اپنے دادا (شاہ دلاورؓ) کی صحبت میں مستقلاً رہے۔ جب حضرت شاہ دلاورؓ کا وصال ۹۴۴ھ میں ہوا تو حضرت کے پوترے شاہ عبدالرحیم اپنے دادا کے جانشین ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم کے بعد ان کے فرزند میاں شاہ رحمت اللہ صاحب ارشاد ہوئے۔ حضرت شاہ دلاورؓ کا پہلا نکاح اماں راج متی سے (جو حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں بی بی ملکان کی طرف سے آئیں تھی) ہوا اماں راج متی کا مزار بور کھیڑہ میں ہے ان کے شکم مبارک سے حضرت شاہ دلاور کو چار فرزند ہوئے (۱) میاں ابوجی (ابو محمد) (۲) میاں شہاب الدین (۳) میاں فرض اللہ (۴) میاں سعد اللہ۔ میاں عبدالکریم نوری میاں، یوسف میاں، عبدالملک سجاوندی، میاں وزیرالدین، قاضی عبداللہ، عبدو شاہ روحی، عبدالجلیل خاں، شیخ میاں براری، میاں شیخ جیو، میاں ابو محمد، میاں زین الدین، میاں شیخ عمر، میاں شیخ محمد آپ کے خلفاء ہیں۔

میاں ابوجی (ابو محمد) کی ولادت فراہ مبارک میں ہوئی جس وقت آپ پیدا ہوئے ان ہی دنوں میں فراہ مبارک میں حضرت بی بی کدبانوؓ کو میاں سید عبدالحیٔ روشن منور پیدا ہوئے اور حضرت بی بی مریم (حرم حضرت شاہ نظامؓ) کو میاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ ان تینوں کی ماؤں نے ان فرزندوں کو آپس میں ایک دوسرے کو دودھ پلائے اس طرح تینوں کا محرم رشتہ قائم ہوا۔

شاہ دلاورؓ کا دائرہ موضع بھنگار (قریب احمد نگر) تھا میاں سعد اللہ (فرزند شاہ دلاورؓ) ابھی نابالغ تھے کہ دائرہ مذکورہ میں ان کی رحلت ہوگئی۔ مزار اسی موضع بھنگار میں ہے

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ بھائی دلاورؓ کے لئے اللہ تعالیٰ نے چند سید زادیاں اور اشراف زادیاں رکھی ہیں اس بشارت کی تکمیل علاقہ گجرات میں ہوئی اور حضرت

قطب عالمؒ کی پوتری بی بی خونزانور یابی بی خونزابوا سے حضرت شاہ دلاور نے عقد کیا۔ خونزا نور کے بطن سے دو فرزند اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ میاں حبیب اللہؒ اور میاں عطاء اللہؒ، بی بی حلیمہؒ، بی بی آمنہؒ، بی بی زینبؒ۔ بی بی زینب (بنت شاہ دلاورؒ) میاں شاہ محمود سے بیاہی گئی تھیں بی بی موصوفہ کے شکم سے حضرت شاہ شریف مجذوب درگاہ دائرہ احمد نگر ہیں اور بی بی اچھو ماں ہوئیں۔ بی بی اچھو میاں کا عقد میاں فیروز محمد سے ہوا۔ ان سے اولاد ہوئی اور اب تک درگاہ دائرہ احمد نگر میں ان کی اولاد موجود ہے۔

میاں حبیب اللہ کو چار فرزند ہوئے شاہ عبدالرحیم شاہ عبداللطیف شاہ عبدالفتح اور شاہ فرض اللہ یہ چاروں فرزند بور کھیڑہ میں حضرت شاہ دلاورؒ کے پاس آسودہ ہیں

حضرت شاہ دلاورؒ کی تیسری بیوی بی بی منورہ تھیں بی بی بھی شاہ عالم قطب عالم کی پوتری ہیں۔ بندگیمیاں شاہ دلاورؒ نے بی بی منورہ کو حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر صدیق ولایتؒ سے تربیت کروایا تھا۔ شاہ دلاور کے وصال کے بعد بی بی کا وصال بور کھیڑہ میں ہوا۔ حضرت شاہ دلاورؒ کے مرقد کے مغربی جانب بی بی موصوفہ کا تیسرا مزار ہے۔ بی بی منورہ کو شوہر اول سے دو بیٹیاں تھیں ایک بیٹی میاں عبدالفتح بنت بی بی خونزا بڈھن (بنت مہدی علیہ السلام) کو دی گئی دوسری حضرت سید نجی خاتم المرشد کو دینا طئے ہوا تھا مگر وہ بچپن میں فوت ہو گئیں۔ بندگیمیاں شاہ عطاء اللہ فرزند حضرت شاہ دلاور موضع بیلا پور کلان اور موضع ایک سہرہ کے بیچ میں آپ کا مزار ہے۔

حضرت شاہ دلاورؒ کے دائرہ میں جملہ چودہ سو فقیر تھے اور چودہ سو سویتیں ہوتی تھیں آپ کے بعد سات سو فقیر حضرت بندگیمیاں عبدالکریم نوری کے ساتھ ہو گئے اور سات سو فقیر بندگیمیاں عبدالملک سجاوندی کے ساتھ رہے پھر سب بور کھیڑہ (دکن) سے گجرات آگئے۔ حضرت شاہ دلاورؒ نے اپنے جملہ فقرا کو حدیث شریف ھم اخوانی و ھمنزلتی کا مصداق قرار دیا ہے جو لوگ گجرات نہ جا کر بور کھیڑہ میں رہ گئے وہ حضرت کے

نبیرہ میاں شاہ عبدالرحیم سے وابستہ رہے۔

بندگی میاں شاہ شریف مجذوبؒ:۔ حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؒ کو بی بی خونزا نور کے شکم سے تین دختر بی بی حلیمہ، بی بی آمنہ اور بی بی زینب ہوئیں۔ زینب کو میاں سید شاہ محمود کو دیئے تھے ان سے بی بی کو ایک فرزند شاہ شریف اور ایک بیٹی اچھو ماں ہوئیں۔ اچھو ماں کا مزار بیلاپور میں گاؤں کے باہر ایک قلعے میں ہے۔ حضرت شاہ دلاورؒ کے انتقال کے وقت حضرت شاہ شریف کی عمر ۱۷سال کی تھی۔ حضرت شاہ دلاورؒ کے بعد آپ دولت آباد آئے۔ میاں عبدالکریم نوری سے بیعت کر کے صحبت اختیار کی اور کامل و مکمل ہوئے ایک روز آپ میاں شاہ عبدالکریم نوریؒ کو وضو کرا رہے تھے وضو کا پانی طشت میں جمع ہوا تھا وہ پانی شاہ شریف نے پی لیا اس وقت سے آپ میں جذب کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ آپ اکثر مجذوبانہ حالت میں برہنہ رہتے۔ ہاتھ میں عصار کھتے تھے کبھی گجراتی کبھی ہندی میں بات کرتے جب بندگی میاں عبدالکریم نوریؒ کے وصال کا وقت آیا آپ کھانا پکوا کر تمام فقرائے دائرہ کو دعوت دی سب فقرا آئے شاہ شریف کو بلانے سے حضرت نے منع کر دیا۔ بعض لوگوں کے اصرار پر جب بلایا شاہ شریف آئے۔ آتے ہی کھانے کا یہ اہتمام دیکھ کر بولنے لگے ''شاہ چلے اپنے گھر ہم کو بھی لیتے جانا'' اور یہی کہتے رہے۔ دائرہ میں ایک کہرام مچ گیا۔ یہ دیکھ کر میاں عبدالکریم نوریؒ نے فرمایا اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ اس دیوانے کو مت بلاؤ۔ پھر حضرت اُٹھ کر گھر میں چلے گئے اور ایک گھنٹہ کے بعد میاں عبدالکریم نوری کا وصال ہو گیا۔ لوگوں نے کھانا ترک کر دیا اور تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے۔ حضرت شاہ شریف صاحب کا کرامت تھے ایک روز آپ اپنے حجرہ میں جو جھوپڑی کی شکل میں تھا اور اس پر گھانس بچھایا ہوا تھا ذکر اللہ میں بیٹھے تھے۔ بکریاں آکر گھانس کھینچنے لگیں۔ آپ نے فرمایا ''ماری جھوپڑی نورا چھاج مودو کوں تاندرچھی'' اس واقعہ کے بعد پوری بکریاں مر گئیں۔ ایک روز حضرت

شاہ شریف نیم کے درخت کے نیچے برہنہ بیٹھے ہوئے تھے اس راستہ سے ایلورہ کا پٹیل مالاجی بھونسلے اپنے خاندان کے ساتھ سفر کر رہا تھا اس کے ملازمین میں سے ایک نے حضرت شاہ شریف کو برہنہ دیکھا تو قریب جاکر تمسخر کیا۔ حضرت نے ایک نیم کی کاڑی لے کر دانت میں پکڑی اس سے بندوق چلنے کی آواز پیدا ہوئی اور وہ بے ادب مر گیا۔ مالوجی نے یہ کرامات دیکھ کر آکر حضرت سے معافی چاہی۔ جب حضرت دائرہ میں آگئے تو مالوجی روز آپ کے پاس آتا اور قدمبوسی کر کے چلا جاتا۔ اس کو اولاد نہیں تھی وہ حضرت سے دعا کا طالب ہوا اس وقت حضرت وضو کر رہے تھے وضو کے پانی سے بھیگی ہوئی مٹی کا مدّا اٹھا کر اس کو دیا کھالے مالوجی نے اس میں سے تھوڑا کھا کر باقی کا اپنے گھر لے گیا اور اس کے دو ٹکڑے کر کے اپنی دونوں بیویوں کو دیا ایک بیوی نے کھالیا دوسری نے انکار کیا اور کہا مسلمان کا جھوٹا ہے اس ٹکڑے کو بھی پہلی بیوی نے کھالیا اس کو دو فرزند آنولے جانولے ہوئے اس نے ایک کا نام شاہ جی دوسرے کا م شریف جی رکھا۔ شریف جی بچپن ہی میں مر گیا۔ شاہ جی بڑا ہوا شاہ جی شیواجی کا باپ ہے۔ جس کو شاہجہاں بادشاہ نے جاگیر دی تھی۔ مذکور واقعہ کے بعد بھونسلے گھرانے کے مرہٹے حضرت شاہ شریف مجذوب کے بہت معتقد ہوگئے اور احمد نگر کا بادشاہ برہان نظام شاہ بھی عقید تمندوں میں داخل ہوگیا۔

احمد نگر کے حصار کی تعمیر کا کام احمد نام الملک کے عہد حکمرانی میں ہوا۔ تعمیر کے دوران ایک دیوی ظاہر ہوئی جس کی وجہ تعمیر حصار کا کام بند ہوگیا۔ برہان نظام شاہ ۹۱۴ھ میں تخت نشین ہونے کے بعد بڑی عقیدت سے حضرت شاہ شریف کو دولت آباد سے بلایا اور پالکی میں سوار کر کر جہاں دیوی ظاہر ہوئی تھی وہاں پالکی لے جاکر ٹھیرایا۔ آپ پالکی سے اتر کر اپنے ہاتھ کا عصا زمین پر ڈال دیا اور فرمایا "ماری جاگی اچھی تو تاری جاگی دستی کر" یعنی (یہ جگہ ہماری ہے تو شہر کے باہر جاکر رہ جا)۔ دیوی شہر احمد نگر سے نکل کر برہان نگر نامی قریہ میں چلے گئی اس کے بعد شہر احمد نگر خوب آباد ہوا اور دولت آباد اور حیدر آباد پر فوقیت لے گیا

اورنگ زیب دہلی میں تخت نشین ہونے کے بعد ۲ سال دہلی میں رہا اس کے بعد احمد نگر کو دارالخلافہ قرار دے کر یہاں ۲۵ سال رہا یہیں اس کی وفات ۱۱۱۸ھ م ۱۷۰۷ء میں ہوئی۔

حضرت شاہ شریف کا وصال ۱۷/ جمادی الثانی ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء ۹۹ سال کی عمر میں ہوا آپکی ماں کا انتقال حضرت شاہ شریف کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا ان کی قبر بیلا پور خورد میں ایک مالی کے کھیت میں ہے جو پوراندی کے قریب ہے یہ مقام دائرہ احمد نگر سے دو میل پر واقع ہے۔ حضرت شاہ شریف کا مدفن احمد نگر میں اس جگہ ہوا جس کو درگاہ دائرہ کہتے ہیں مزار پر ایک عالی شان گنبد ہے یہ گنبد مالوجی (شاہ جی کے والد سیواجی کے دادا نے) بنایا ہے۔

گنبد کے سامنے ایک عالی شان مسجد ہے اس کو احمد نگر کے سپہ سالار ملک عنبر نے بنایا ہے جو میاں وزیر الدین خلیفہ حضرت شاہ دلاور کا مرید تھا۔ شاہ شریف کے روضہ اور دائرہ کے اطراف جو دیوار (حصار) ہے وہ شہنشاہ عالمگیر نے بنائی ہے۔

حضرت شاہ شریف کے روضہ پر نوبت بجا کرتی تھی جب عالمگیر احمد نگر آیا تو اس نے نوبت بند کرادی جس رات نوبت بند ہوئی اسی رات حضرت شاہ شریف نے بادشاہ کے خواب میں جاکر کہا کہ تو نے میری نوبت بند کرادی ہے آج سے چھ ماہ بعد تیری نوبت بھی بند ہو جائے گی یہ کہکر اس کا پلنگ الٹادیا جب وہ خواب سے بیدار ہوا تو خود کو نیچے اور پلنگ کو اپنے اوپر دیکھا اس کے چھ ماہ بعد عالمگیر احمد نگر میں انتقال کر گیا۔

حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؒ کے خلفاء میں بندگی میاں عبدالکریم نوریؒ کا ذکر بندگی میاں عبدالمجید نور نورش (آپکے والد) کے ساتھ آئے گا انشاءاللہ۔ دیگر خلفاء یہ ہیں۔

بندگی میاں عبدالملک سجاوندیؒ:۔ آپ قریہ سجاوند کے رہنے والے تھے اس لئے سجاوندی مشہور ہیں۔ گاؤں ہندوستان میں نہیں ہے روم، عراق یا شام میں ہوگا۔ آپ کے اجداد مدت دراز پہلے وہاں سے نکل کر ہندوستان آئے اور گجرات کو وطن بنایا اور بادشاہ

گجرات کی ملازمت اختیار کی۔ میاں عبدالملک نے اپنی علمیت اور قابلیت کی وجہ سے بادشاہ گجرات سے اپنی جاگیر میں کئی دیہات حاصل کیئے۔ آپ کا نسب یہ ہے میاں عبدالملک بن میاں عبدالمجید بن شاہ عبدالملک بن شاہ نور محمد بن شاہ برہان بن شاہ یسین بن شاہ نور محمد بن شاہ قطب الدین بن شاہ جلال الدین بن شاہ نظام بن حاجی معین بن حاجی صمد بن خواجہ یونس بن خواجہ طحامون سجاوندی بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین ابی عبداللہ الحسین بن امیر المومنین علی مرتضٰی اسد اللہ الغالبؓ ۔ شاہ عبدالمجید کو دو بیٹے تھے ایک میاں عبدالملک سجاوندی دوسرے میاں عبدالغفور سجاوندی۔ میاں عبدالملک سجاوندی کو چودہ علوم حاصل تھے اور آپ اپنے علم و فضل میں بہت مشہور تھے۔ موضع بڈھاسن جوکڑی (گجرات) سے مشرق کی طرف ہے آپ کو جاگیر میں عطا ہوا تھا۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام گجرات تشریف لائے اور بڑے بڑے علماء ، فضلاء ، امراء ، وزراء اور مشائخین طریقت نے آپ کی تصدیق کرلی مگر میاں عبدالملک کا تصدیق کرنا وقت پر موقوف تھا۔ حضرت شاہ دلاورؓ کو حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ بشارت دی تھی کہ تمہارے آگے علمائے ظاہری و باطنی زانو تہہ کریں گے۔ یہ بشارت میاں عبدالملک اور میاں عبدالغفور کے حضرت شاہ دلاورؓ کے خدمت میں آنے سے پوری ہوئی۔ آپ کی تصدیق مہدی کرنے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن آپ اپنی جاگیر بڈھاسن کو بگھی میں سوار ہو کر جارہے تھے کہ حضرت شاہ دلاورؓ کے دائرہ معلّٰی پر سے گزرے۔ دائرہ کے باہر جنگل میں دیکھا کہ چند لڑکے لکڑیاں جمع کررہے ہیں اتنے میں نماز کا وقت ہوا ایک لڑکے نے ان میں سے اذان دی اور سب نے وضو کرکے نماز جماعت سے پڑھی۔ ایک لڑکے نے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد وہی لڑکا جس نے نماز پڑھائی تھی بیان قرآن شروع کیا اور ایسے نکات بیان کیئے کہ سن کر میاں عبدالملک کے ہوش اڑ گئے۔ انہوں نے بگھی سے اتر کر بچوں کے پاس آکر کہا تم سب کہاں رہتے ہو انہوں نے دائرہ کا پتہ بتایا۔ یہ خیال کرکے جب بچوں کا یہ حال ہے تو بڑے کیسے ہونگے بچوں

کے ساتھ دائرہ میں آئے۔ جب حضرت شاہ دلاورؓ کو دیکھا دل حضرت پر مائل ہو گیا۔ قدموسی کے بعد بعیت قبول کرنے عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا بھائی تم عالم اور میں امی قل کو مُکل کہتا ہوں۔ عرض کیا میرا علم حضرت کی اُمیت پر قربان ہے (یعنی آپ کے اُمی پن پر قربان ہے) حضرت شاہ دلاور نے اُن کو مہدی علیہ السلام کی تصدیق کرائی اور ان کو مرید کر کے تلقین کیا اور پانی منگوا کر اُن کو پسخوردہ دیا۔ پسخوردہ پیتے ہی میاں عبدالملک کا علم سلب ہو گیا یہاں تک کہ حروف کی شناخت بھی باقی نہ رہی اور بالکل امی ہو گئے اسی حالت میں ترک دنیا، ہجرت کی نیت سے حضرت شاہ دلاورؓ کی صحبت اختیار کرلی اور دائرہ میں رہ گئے۔ شیخ علی نامی ایک شخص حضرت شاہ دلاورؓ کے دائرہ میں تھا ایک دن شاہ دلاورؓ نے کہا کہ عِنّی (نامرد) کو ایمان نہیں۔ شیخ علی نے جس کو مخالفین متقی کہتے اور قوم میں شیخ علی مفتری کے نام سے مشہور ہے یہ بات سنی وہ عنی (نامرد) تھا اس کو بہت بُرا معلوم ہوا اور دائرہ چھوڑ کر چلا گیا یہ بھی ایک وجہ تھی وہ فاقوں کی تاب نہ لا سکا اور بھاگ گیا اور کسی صورت سے مکہ چلا گیا وہاں بیٹھ کر مہدویوں کے رد میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام الرد ہے وہ رسالہ اس نے حضرت شاہ دلاورؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت نے کسی سے پڑھ کر سنا اور میاں عبدالملک کو بلا کر فرمایا اس کا جواب لکھو۔ میاں عبدالملک نے عرض کیا بندہ کا علم حضرت کا پسخوردہ پینے کے بعد سلب ہو چکا ہے۔ حضرت شاہ دلاورؓ نے اسی وقت پانی منگوا کر پھر پسخوردہ دیا میاں عبدالملک نے اس کو پی لیا۔ پیتے ہی اچانک علم پہلے سے دو چند ہو گیا اور جو کچھ یاد ذہن سے محو ہو گئی تھی پھر ذہن میں بیٹھ گئی۔ عرض کیا جواب تو کہوں گا مگر علمائے سلف کی کتب میرے پاس اس وقت نہیں ہیں حضرت شاہ دلاورؓ نے فرمایا جس عالم یا امام یا مجتہد کی جانب توجہ کرو گے اس کی روح تمہارے پاس حاضر ہو جائے گی اور جس کتاب کی خواہش ہو تمہارے آگے پیش کر دے گی تب دیکھ کر اور اس روح سے تحقیق کر کے جواب لکھو۔ میاں عبدالملک نے تعمیل حکم میں رسالہ الرد کا جواب لکھا اور اس کو شیخ علی مفتری کے پاس بھجوایا۔ اس جواب کا نام سراج

الابصار ہے یہ رسالہ اتنا مدلل ہے کہ آج مخالفین سینکڑوں بڑے بڑے علما میں سے کسی سے اس کا جواب بن نہ پڑا یہ کتاب دارالاشاعت کتب سلف الصالحین سے چھپ گئی ہے۔ حضرت سید یعقوب تشریف اللّٰہی صاحب بزمی کے والد نے اس پر ایک طویل مقدمہ لکھ کر چھپوایا جو قوم میں بہت مقبول ہوا۔ اب اس مقدمہ کا تیسرا ایڈیشن بھی چھپا ہے۔ قوم کے لئے یہ مقدمہ نہایت فائدہ مند ہے ایسے وقت میں جب کہ نوجوان مذہب سے ناواقف اور مساجد میں بیان قرآن اور خدا اور رسول کا اور بزرگان دین کی نقلیات ذکر بند ہو جانے سے لوگ برگشتہ ہو کر اور عجیب توہمات کا شکار ہو رہے ہیں یہ مقدمہ ان کے لئے وہی کام کرے گا جو کسی مار گزیدہ کے لئے تریاق کام کرتا ہے

جب اکبر بادشاہ کے دربار میں علمائے مخالف اور بندگمیاں شیخ مصطفیٰ گجراتی کے مابین مباحثہ ہوا۔ اُس مجلس میں میاں شیخ مبارک ناگوری (ابوالفضل اور فیضی کے والد) موجود تھے انہوں نے تحقیق مذہب مہدویہ کے لئے چند سوالات لکھ کر میاں عبدالملک سجاوندی کے پاس بھجوائے اور ان کی ہر مشکل کو حل کیا اس رسالے کا نام منہاج التقویم ہے۔ یہ رسالہ کمترین کے پاس مطبوعہ موجود تھا جس وقت میں گنگا کھیڑ پر تھا مرزا محمود علی بیگ صاحب (شیعہ) وہاں گرداور تھے انہوں نے اس رسالے کو دیکھ کر اور غور سے نہایت دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا۔ کتاب واپس دیتے ہوئے مجھ سے کہا یہ اتنی بہترین تحریر ہے کہ تعریف سے میری زبان قاصر ہے۔ ہندوستان کے کوئی بڑے سے بڑا عالم اس کے دلائل کو توڑ نہیں سکتا۔ محمود علی بیگ دبیر پورہ حیدرآباد کے رہنے والے تھے اور مذہب مہدی کی جانب دل سے قائل ہو چکے تھے مگر تصدیق مہدی کا اظہار مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔

بندگی میاں عبدالملک سجاوندی نہایت نرم دل سلیم الطبع بردبار اور بادی تھے آپ کو اٹھارہ فرزند ہوئے ہیں۔ ترک دنیا کے بعد میاں عبدالملک نے جاگیر چھوڑ دی نگران کے فرزند اس سے فائدہ اٹھاتے رہے۔ میاں عبدالملک حضرت شاہ دلاور کی خدمت میں

آخر تک رہے اور حضرت سے حکم خلافت حاصل کیا اور حضرت کی کمال خوشنودی حاصل کی حضرت شاہ دلاورؒ کے انتقال کے بعد حضرت کے چودہ سو فقراء میں سے سات سو فقیر بندگی میاں عبدالکریم نوری (خلیفہ اول حضرت شاہ دلاورؒ) کے ساتھ ہو گئے اور سات سو فقیر میاں عبدالملک سجاوندی کے ساتھ رہے۔ ایک دن حضرت شاہ دلاورؒ نے اپنے فقراء کی جماعت کو ذکر میں بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ یہ وہ ہیں جو حدیث نبویؐ صلی اللہ علیہ و سلم ھم اخوانی و ھمنز لتی کی بشارت سے مبشر ہیں۔ (یعنی وہ میرے بھائی ہیں اور میرے مقام و منزل کے ہیں) یہ حدیث اصحاب و تابعین مہدی علیہ السلام کے علو مراتب میں ہے۔ حدیث کی کتابوں میں ثواب ہٰذہِ الامت دور آخری امت کے باب میں درج ہے۔

حضرت شاہ دلاورؒ نے اپنے فقرا کو ہم اخوانی و ہم نزلتی کا مصداق قرار دے کر فرمایا لیکن چار ان سے بھی آگے ہیں۔ میاں یوسف نے (آپ کے خلیفہ) نے پوچھا کہ وہ چار کون ہیں۔ فرمایا تم اور پسر بھائی عبدالمجید (میاں عبدالکریم نوری) ، میاں عبدالملک اور قاضی عبداللہ۔

شاہ دلاورؒ کے بعد میاں عبدالملک گجرات واپس آ گئے اور اپنا دائرہ بڑھاسن میں قائم کیا ایک دن ایک بہورہ آپ کے پاس اپنا عشر لایا۔ آپ نے پوچھا کہ تم کس کے مرید ہو اس نے کہا میاں عبدالرحمٰن کا۔ آپ نے فرمایا یہ عشر اپنے مرشد ہی کو دو۔

ایک دن کڑی کا عامل آپ کے دائرہ میں آیا بیان قرآن سن کر بہت خوش ہوا اور خیال کیا یہاں آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہے یہ خیال کر کے بڑھاسن آپ کو دیدیا۔ مگر حضرت پہلے ہی اس کو چھوڑ چکے تھے لینے سے انکار کیا وہ مجبور ہو کر واپس ہوا اس کے مجلس سے باہر جاتے ہی آپ کے فرزندوں نے جو اٹھارہ تھے جا کر اس سے جاگیر کی سند لے لی۔ حضرت کو معلوم ہوا تو بہت دلگیر ہوئے۔ حضرت میاں عبدالملک کا وصال بڑھاسن میں ۲۴/ شوال ۹۸۱ھ کو ہوا۔ مزار مبارک وہیں ہے۔ آپ کے خلیفہ آپ کے بھائی میاں عبدالغفور کے

فرزند میاں عبدالمومن ہیں جو حضرت شاہ نعمتؒ کے تربیت و تلقین ہیں۔ حضرت شاہ نعمت کے بعد میاں عبدالملک کی خدمت میں رہ کر حکم خلافت حاصل کیا۔ میاں عبدالمومن کو حضرت شاہ نعمتؒ نے بھی اپنی خلافت سے نوازا تھا۔ آپ کے فرزند کا نام میاں عبدالغفور ہے

بندگی میاں عبدالغفور سجاوندی:۔ میاں عبدالملک سجاوندی کے بھائی ہیں یہ بھی مصدق ہو کر حضرت شاہ دلاورؒ کے مرید و تلقین ہوئے صحبت اختیار کی۔ آپ کے فرزند کا نام میاں عبدالمومن سجاوندی ہے۔ بہت کامل واکمل اور عالم و عامل تھے۔ حسن اخلاق میں مشہور زمانہ تھے ہمیشہ اپنے والد کے حکم پر کمر اطاعت باندھے ہوئے رہے۔ آپ بھی بڑے عالم و فاضل تھے۔ قرآن مجید کی وہ آیتیں جو حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق ہیں وہ اٹھارہ ہیں۔ آپ نے ان کو ایک جگہ کر کے اس کا نام ہژدہ آیات رکھا اور اس کی شرح و تفسیر لکھی یہ کتاب بھی چھپ گئی ہے۔ میاں عبدالغفور کے فرزند کا نام میاں عبدالمومن ہے جن کا تذکرہ اوپر ہوا۔

جب حضرت روشن منورؒ نے اپنے وقت آخر میاں عبدالملک کے فرزندوں کو بلا کر کہا کہ مجھے بھیلوٹ شریف پہونچادو۔ انہوں نے بدرقہ طلب کیا حضرت نے کہا مجھے اس کی قدرت ہوتی تو تم کو کیوں طلب کرتا وہ فرزند واپس ہو گئے مگر میاں عبدالمومن میاں محمد حسین فرزندان میاں سید عبدالحئی روشن منور کے ساتھ حضرت روشن منورؒ کی نعش مبارک کو بھیلوٹ پہونچایا۔ راستہ میں بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت کے فرزند بھی مل گئے سب نے مل کر بھیلوٹ کو حضرت روشن منورؒ کی نعش مبارک کو لا کر دفن کیا۔

میاں عبدالغفور سجاوندی برادر میاں عبدالملک سجاوندی کے فرزند میاں عبدالمومن تھے۔ میاں عبدالمومن کے فرزند کا نام بھی میاں عبدالغفور ہے۔ عبدالرحیم خان خانان جو اکبر بادشاہ کا سپہ سالار اور بیرم خاں کا بیٹا تھا اس نے ۱۰۱۶ھ میں آپ کو بلا کر

مذہب مہدی کے متعلق سوالات کیئے تھے۔ آپ نے اس کے تشفی بخش جواب دیئے۔ یہ سوال و جواب مجلس میاں عبدالغفور کے نام سے چھپ گئے ہیں۔

مشہور تو یہ ہے کہ ۹۹۶ھ میں جب حضرت خاتم المرشد کا وصال ہوا اور نعش مبارک سروہی سے جالور لاکر بند کیمیاں سید میراں نے دفن کرادی۔ خوجن بردن کو معلوم ہوا تو اس نے قبر کو میٹ دینے کی بڑی کوشش کی اور گھوڑوں اور ہاتھیوں کو تمام زمین پر دوڑایا مگر قبر نہیں آئی اور نہ کہیں کسی گھوڑے یا ہاتھی کا پاؤں دھنسا۔ بالآخر وہ مجبور ہو کر خاموش ہو گیا۔ اس وقت گجرات کا صوبہ دار عبدالرحیم خان خانان تھا اس کو اس عمل کی اطلاع ملی۔ وہ بہت ہی عقیدت سے میاں سید میراں کے پاس آکر تصدیق مہدی سے سرفراز ہوا۔ اس کی فوج میں اور دیگر ملازمین سب مہدوی تھے۔ چنانچہ خود مخالفین لکھتے ہیں کہ "جب شیخ احمد سرہندی کو جہانگیر نے قید کر دیا تو یہ قیدی خان بیرم خاں کے بیٹے خان خاناں کی نگرانی میں تھا۔ اور یہاں کے ملازم اور نگران کار و محافظ سب مہدوی تھے۔ بہر حال ۱۰۱۶ھ میں میاں عبدالمومن سے مباحثہ خان خانان نے اپنی مزید تشفی کے لئے کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

میاں شیخ مبارک ناگوری:۔ اکبر بادشاہ کے وزرا ابوالفضل اور فیضی کے والد ہیں بچپن میں ان کے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا ان کی والدہ نے نہایت تکلیف سے ان کو پرورش کیا۔ آپ علم و فضل میں مشہور زمانہ تھے جس زمانے میں سلیم شاہ سوری کے دربار میں میاں شیخ علائی سے اور اکبر بادشاہ کے دربار میں میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی سے مباحثے ہوئے ہیں۔ آپ ان مباحثوں میں شریک تھے اور دل مہدویت کی طرف مائل ہو گیا۔ بعد میں میاں عبدالملک سجاوندی کے حضور میں اپنے کچھ شکوک و شبہات پیش کیئے جس کا جواب میاں عبدالملک سجاوندی نے منہاج التقویم کے نام سے دیا اس جواب کو پڑھ کر آپ کے شبہات رفع ہو گئے اور آپ نے مہدی علیہ السلام کی تصدیق کرلی۔ زہد و تقویٰ اور توکل میں مشہور تھے۔ دائرہ کی زندگی اختیار کرلی۔ عمر کا زیادہ حصہ عسرت و تنگی میں بسر ہوا۔ جب آپ کے

دونوں پسر اکبر بادشاہ کی عنایت سے وزارت سے فائز ہوئے فراغت کادور شروع ہوا مگر آپ نے اپنا وہیطریقہ باقی رکھا کوئی شخص فتوح لاتا تو بقدر ضرورت لے لیتے باقی واپس کردیتے۔ علم اپ کا بہت مشہور تھا۔ بادشاہ نے آپ کو جاگیر دینی چاہی مگر آپ نے قبول نہیں کی۔ حدود شریعت کے سخت پابند تھے۔ نیکیوں کی تائید بہت کرتے اور فروعی سے شدت سے منع کرتے۔ ایک دفعہ زمانہ قحط میں لوگوں نے آپ کو دنیا کی طرف سے لاپرواد یکھ کر خیال کیا کہ یہ یا تو کیمیاء گر ہیں یا جادوگر ہیں۔ علمائے سو نے آپ کو بہت ستایا اور اکبر کے پاس آپ کی شکایت کی کہ وہ مہدوی ہیں اور امر معروف و نہی عن المنکر کو اپنا طریقہ بنالیا ہے اکبر نے آپ کو بلایا مگر مرزا عزیز کے سمجھانے پر اکبر اپنے خیال سے باز آیا۔ آپ تمام علوم میں خصوصیت سے علم تصوف میں بہت مشہور تھے۔ آپ نے ایک تفسیر قرآن بھی لکھی ہے جو امام رازی کی تفسیر کے ہم پلہ ہے۔ آپ کا انتقال ۱۷/ ذی قعدہ ۱۰۰۱ھ میں ہوا ہے۔ مزار آگرہ میں ہے۔ آپ کے دو فرزند ابوالفضل اور فیضی تھے۔ ابوالفضل اکبر بادشاہ کا وزیر تھا۔ اس نے جو کتاب اکبر نامہ لکھی ہے اس میں مہدی علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔ فیضی بندگیمیاں سید یوسف بنی اسرائیل سے مہدی علیہ السلام کے واقعات دریافت کیۓ۔ آپ نے مہدی علیہ السلام کی سیرت ہی لکھکر بھیج دی۔ وہ پڑھ کر مصدق ہوگیا۔ ابوالفضل کو توجہانگر نے اپنی شہزادگی کے زمانے میں دکن سے واپسی کے زمانے میں راستہ میں مروادیا۔ فیضی اکبر بادشاہ کے دربار کا ملک الشعراء تھا۔ اس نے گیتا کا ترجمہ فارسی نظم میں کیا ہے جو چھپ گیا ہے فیضی تصدیق مہدی پر قائم رہا۔ انتقال کہاں ہوا معلوم نہ ہوا۔ اس نے یہ شعر مہدیؑ کی تعریف میں لکھا ہے۔

فیضی نہ شود خاتمہ بہ ہدایت   تا ختم امامانِ مہدیؑ رانہ شناسی

بندگی میاں وزیرالدینؒ خلیفہ حضرت شاہ دلاورؒ:۔ آپ بہت بزرگ اور صاحب ولایت تھے۔ بندگی میاں شاہ دلاورؒ کے خلیفہ ہیں اور حضرت کی کمال خوشنودی

حاصل کی ہے دائرہ دولت آباد میں تھا۔ یہیں پر واصل حق ہوئے ہیں۔ شاہ دلاور کے بعد ہجرت فرما کر دولت آباد آگئے اور دائرہ قائم کیا۔ آپ کا دائرہ دولت آباد میں میاں عبدالکریم نوریؒ کے دائرہ سے جانب جنوب کچھ فاصلے پر تھا۔ اُس زمانے میں ملک عنبر کا بہت زور تھا۔ جو احمد نگر کے بادشاہوں کا سپہ سالار فوج تھا۔ اس کے پاس نو لاکھ فوج تھی اس نے مغلوں کو بہت پریشان کیا۔ ملک عنبر مصدق تھا اور حضرت میاں وزیرالدین کا مرید تھا اس نے جہاں حضرت کا دائرہ تھا وہاں ایک مسجد بھی بنانی شروع کی تھی جو حضرت کے حظیرہ کے جانب جنوب مغرب حظیرہ سے لگی ہوئی ہے۔ اب بھی اس کی دیواریں ہیں حوادث زمانہ سے مسجد نامکمل رہ گئی مسجد کے ملحق ایک بڑی باولی بھی ہے۔ میاں وزیرالدین کا انتقال دولت آباد میں ہوا حظیرہ آپ کا حضرت شاہ یعقوب حسن ولایت کے حظیرہ سے جانب مغرب ہے۔

میاں عبدالرحیم :۔ بندگی میاں وزیرالدین کے فرزند اور باپ کے جانشین ہیں۔ عبادت اور تقویٰ میں فرد تھے اور گرانباری میں بہت رفیع تھے۔ جب بادشاہ احمد نگر دولت آباد چھوڑ کر احمد نگر چلے گیا اور اسی کو دارالسلطنت قرار دیا۔ میاں عبدالرحیم بھی احمد نگر آگئے اور وہیں واصل حق ہوئے ہیں۔ آپ کا مزار درگاہ دائرہ حضرت شاہ شریف قبلہ کے دائرہ میں جو مسجد ہے اس مسجد کے صحن میں ہے۔ میاں عبدالرحیم دولت آباد کے کنبہ میں شریک ہیں آپ کے ایک فرزند عبدالرزاق نام کے تھے جو علوم رسمی میں دستگاہ کامل رکھتے تھے ان میں اور بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہ میں سوال جواب ہو کر آپس میں خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ بعض مرتبہ تکرار میں عبدالرزاق کا پاؤں دائرہ ادب سے باہر ہو گیا ہے۔ حضرت شاہ قاسم نے ان کو قرار واقعی سزا دی۔ چنانچہ گروہ میں مشہور ہے اس بے ادبی کی وجہہ ان کو دنبل ہو گیا جس کی تکلیف زیادہ ہو کر ان کا انتقال ہو گیا۔

دوسراباب

حضرت مہدی علیہ السلام کے اثنا عشر مبشراصحاب کے منجملہ ماقبی ہفت بشر

بندگی ملک برہان الدینؓ۔ آپ امرائے گجرات سے ہیں اور شیخ بنیانی ہیں سوانح مہدی موعود میں ہے کہ ایک روایت کی رو سے آپ ملک انابین بن ملک یعقوب مبشر مہدی علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام سن ۹۰۳ھ میں گجرات کے شہر احمد آباد تشریف لائے تو آپ بھی روزانہ بیان قرآن سننے حضرت مہدی علیہ السلام کی مجلس میں آتے ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام نے آیت لن تنالو البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون کا بیان کیا یعنی جب تک تم اپنی محبت کی چیز خدا کو نہ دوگے نیکی کو (دیدار خدا) کو نہ پہونچے گے۔ یہ سن کر حضرت ملک برہان الدینؓ نے اپنی تلوار اور گھوڑا دونوں حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے پوچھا تم کو ان چیزوں سے کس لئے محبت ہے عرض کیا کہ ان سے جان کا بچاؤ ہوتا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کو جان ان چیزوں سے بڑھ کر عزیز ہے خدائے تعالیٰ تمہاری جان مانگتا ہے تلوار اور گھوڑا نہیں یہ سن کر حضرت ملک برہان الدین کا دل ہاتھ سے نکل گیا اس وقت تمام اثاثہ خدا کی راہ میں دے کر ترک دنیا کر دی اور حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت اختیار کرلی۔ حضرت مہدی علیہ السلام آپ سے بہت خوش تھے۔ فرمایا ملک برہان الدین نے اپنی ذات خدا کو دے کر خدا کی ذات کو حاصل کیا اور آپ کو عاشق سبحان بھی فرمایا۔ آپ آخر تک حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں رہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں سید محمودؓ اور بندگیمیاں سید خوندمیرؓ کو ذاتی فرمایا اور ملک برہان الدین کو صفاتی فرمایا ہے۔ ایک روز حضرت شاہ نظامؓ اور حضرت ملک برہان الدینؓ میں کچھ گفتگو ہوئی۔ حضرت شاہ نظام نے فرمایا

بھائی برہان الدین ہوشیار ہو جاؤ قدم دریا میں ہیں ملک برہان نے فرمایا میاں نظام جس کو آپ دریا جانتے ہیں بندہ نے ایسے سات دریا پی لئے ہیں اور اوپر کا ہونٹ بھی تر نہیں ہوا۔ یہ گفتگو حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں پیش ہوئی فرمایا کہ ملک برہان الدین جو کہتے ہیں وہ درست ہے اور جیسا کہتے ہیں ایسا ہی ہے حضرت مہدی علیہ السلام آپ کے حسن اخلاق سے بہت خوش تھے۔ اور اپنی بیٹی بی بی فاطمہ (خاتون ولایت) کا نکاح آپ سے کر دیا جن سے آپ کو ایک فرزند میاں خلیل محمد پیدا ہوئے۔

بندگی ملک برہان کا انتقال فرہ سے واپسی کے بعد جب آپ احمد آباد سے جانب شمال مشرق میں تین کوس پر سانبر متی ندی کے کنارے اپنا دائرہ باندھ کر مقیم تھے۔ ۳۰/ جمادی الثانی ۹۱۵ھ کو ہو گیا مزار مبارک موضع موٹے ڈا میں ہے۔

بندگیمیاں سید محمود ثانی مہدی نے جو خط حضرت میاں ابو بکر کو لکھا ہے اس میں حضرت ملک برہان الدین کے متعلق تحریر فرمائے ہیں کہ میاں برہان الدین کی خدمت میں چند فقرائے صالحین ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد آپ کی حیات پانچ سال یا سات سال رہی ہے۔ آپ اصحاب اثناء مبشر میں چھٹے نمبر پر ہیں۔

بندگی ملک برہان الدین کے انتقال کے بعد بی بی خاتون ولایتؓ کا نکاح حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ سے ہوا جن سے حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشد پیدا ہوئے۔

میاں خلیل محمد حضرت ملک برہان الدین کے فرزند (از بطن بی بافاطمہؓ) کو ایک بیٹی ہوئی تھی جن کا نام راجے فاطمہ تھا۔ بی بی راجے فاطمہ کو اکثر حضرت خاتم المرشدؓ اپنے پاس بلا کر رکھتے اور ان کو کپڑے بنواتے اور فرماتے راجے فاطمہ میری بھتیجی ہے۔

بندگی ملک گوہر رضی اللہ عنہ:۔ حضرت سید ولی صاحب سکندر آبادی (مولف

سوانح مہدی موعودؑ) نے لکھا ہے کہ آپ مستقل طور پر ناگور کے حاکم تھے۔ بعض نے آپ کو بادشاہ بنگالہ کا منصب دار بتایا ہے، لیکن کسی وجہ سے بنگالہ چھوڑ کر مالوہ آئے اور بادشاہ غیاث الدین خلجی کی ملازمت اختیار کرلی ایک دن ایک کیمیاگر گوسائیں بادشاہ کے پاس آیا اور اپنا ہنر ظاہر کیا بادشاہ نے ملک گوہر سے فرمایا کہ اس کو جس چیز کی ضرورت ہے فراہم کردو۔ ملک گوہر نے اس کو وہ تمام اشیاء فراہم کردیں جس کی اس کو کیمیاء بنانے کے لئے ضرورت تھی اس اثناء میں گوسائیں اور ملک گوہر میں محبت ہوگئی اس نے آپ کو بھی کیمیاء بنانے کا ہنر سکھادیا اور بہت سی اکسیر بھی آپ کو دی۔ ایک دن آپ بادشاہ مالوہ سے اجازت لے کر حج کے ارادے سے نکلے اور گجرات آئے۔ گجرات میں حضرت مہدی علیہ السلام کے نام کی بڑی شہرت تھی آپ بھی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آتے ہی حضرت مہدی علیہ السلام کو دیکھ کر آپ کا دل دنیا سے اچاٹ ہوگیا۔ اُسی وقت ترک دنیا کر کے ساتھ ہوئے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام گجرات سے نکل کر ناگور ہوتے ہوئے سندھ کے شہر ٹھٹھ میں آئے وہاں کے بادشاہ کو علمائے سو نے ورغلا کر حضرت مہدی علیہ السلام کے خلاف کردیا۔ بادشاہ نے اپنے سپہ سالار دریاخاں کو آپ کے نکالدینے اور نہ نکلنے کی صورت میں قتل کردینے کا حکم دیا دریاخاں فوج لے کر آیا مگر حضرت کو دیکھتے ہی آپ کا معتقد ہو کر مرید ہوگیا اور حملہ کرنے سے باز رہا اس کا بیٹا بھی اس کے ساتھ مصدق ہوگیا۔ لیکن فوج دائرہ کے قریب پہنچ کر ٹھہر گئی تھی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے احتیاطاً دائرہ کے اطراف کاٹی کی باڑ لگانے اور اپنے صحابہ کو اپنے اپنے ہتھیار صاف کر کے رکھنے کے لئے فرمایا۔ اس وقت حضرت ملک گوہر نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا ہم بھی بڑی فوج رکھ سکتے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے پوچھا کس طرح رکھو گے کہا میرے پاس اکسیر کا ڈبہ ہے اس سے سونا بنا سکتے ہیں فرمایا اگر وہ ختم ہوجائے تو کیا کرو گے عرض کیا اور بھی اکسیر بنا سکتے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے اکسیر کا ڈبہ منگوایا انہوں نے پیش کیا۔ حضرت نے ڈبہ کو دیکھ کر فرمایا افسوس ہے

کہ تم اس بت کو بغل میں دبا کر بندہ کی صحبت میں رہے اور صحابہ کو حکم دیا ان کو دائرہ سے نکال دو۔ حضرت ملک گوہر دائرہ سے نکال دئے گئے مگر حالت پشیمانی میں بے چین و بیقرار ہو کر تین دن تک دائرہ کے حصار کے باہر ٹھہرے رہے۔ ایک دن حضرت شاہ نعمت اُدھر سے گزر رہے تھے ان کو دیکھا کہ روتے ہوئے پڑے ہوئے ہیں۔ فرمایا ملک گوہر نماز کا وقت ہے نماز پڑھ لو کہا کس کی نماز پڑھوں خداوند نماز کی درگاہ سے مردود ہو چکا ہوں۔ یہ ماجرا حضرت شاہ نعمتؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا۔ فرمایا ان سے کہو اس اکسیر کو پھینک کر اگر دائرہ میں آنا چاہیں تو آئیں۔ ملک گوہر نے یہ سن کر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور خوشی سے اکسیر کا ڈبہ ایک کنویں میں پھینک دیا۔ اور دائرہ میں آگئے۔ حضرت نے ان کے رجوع کو قبول کیا اور فرمایا گوہر۔ ''گوہر لاقیمت اور گوہر ولایتؓ ہے''۔

حضرت ملک گوہر نے جب اکسیر کا ڈبہ ویران کنویں میں پھینک دیا تو اس کا منہ کھل کر ہوا سے اکسیر کا کچھ چورہ کنویں کے پتھر پر رہ گیا تھا۔ میاں سید سلام اللہؓ نے اس چورہ کو احتیاط سے نکال کر ساتھ لا کر حضرت مہدی علیہ السلام کے تانبے کے لوٹے کو (جس سے آپ وضو کرتے تھے) گرم کر کے اس پر کیمیاء کا چورہ ڈالا لوٹا خالص سونا بن گیا۔ آپ ڈر گئے مگر ہمت کر کے لا کر وہ لوٹا حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ میرانجی اکسیر ایسی تھی۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا مجھے معلوم تھا لیکن بلا و آفت کے خیال سے کنویں میں ڈلوادی گئی اور فرمایا کہ لوٹا پھوڑ کر سویت کر دو لیکن اس سویت میں میاں سید سلام اللہ کا حصہ نہیں دیا گیا۔

جب حضرت مہدی علیہ السلام نماز کے وقت حجرہ کے باہر آئے دیکھا کہ مسجد خالی ہے پوچھا فقراء کہاں ہیں عرض کیا گیا سودا خریدنے بازار گئے ہیں ہنس کر فرمایا اس تھوڑی سی متاع دنیا نے ان کو جماعت کی نماز، بیان قرآن اور بندہ کی صحبت سے باز رکھا۔ اگر وہ سب اکسیر ہوتی تو معلوم نہیں کیا ہوتا۔

حضرت ملک گوہر سردی کے موسم میں حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے وضو کا پانی گرم کرتے تھے ایک دن لکڑیاں نہیں تھیں۔ آپ نے اپنا پلنگ توڑ کر جلادیا اور پانی گرم کردیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تم نے چارپائی کیوں جلادی۔ عرض کیا اگر ہاتھ پاؤں جل سکتے تو جلا کر پانی گرم کردیتا۔ حضرت مہدی علیہ السلام یہ عقیدت دیکھ کر بہت خوش ہوگئے اور آپ کو ایک سویت زیادہ کردی۔ اس سے ملک گوہر بہت دلگیر ہوگئے اور کہا کہ مجھے کم ہمت سمجھ کر سویت زیادہ دی ہے اور تین دن تک کھانا نہیں کھایا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کو بلا کر بہت تسلی دی اور آپ کو مردلا قیمت فرمایا۔ ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کو دیکھ کر یہ دوہا پڑھا۔

میرانت پکھال توں کپڑ دھوی مدھوی
اجل ھووی نچھوٹ سے سکھ نندرامت سوی

اس کے معنی یہ ہیں کہ روز اپنے دل کو دھوتے رہو کپڑوں کو چاہے دھویا مت دھو۔ غیر اللہ سے دور ہو جاؤ اور جب تک خدا کا دیدار حاصل نہ ہو سکھ کی نیند مت سوؤ اور فرمایا ملک گوہر خدا نے بندہ کو دلوں کو پاک کرنے کے لئے بھیجا ہے کوئی قرار اور آرام مت لو (جب تک کہ خدا حاصل نہ ہو)

حضرت ملک گوہر حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال مبارک تک صحبت عالی میں رہے حضرت کے وصال کے بعد فرہ سے ہندوستان واپس لوٹے اور ملک سندہ کے شہر ٹھٹھ میں اقامت رکھی ۱۴/ ذی الحجہ ۹۱۴ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت سید ولی صاحب سکندر آبادی نے سوانح مہدی میں آپ کا مزار ٹھٹھ میں بتایا ہے۔ حضرت سید قطب الدین خوب میاں صاحب نے آپ کا مزار موٹیڈا (اوچیڈا) دریائے سابھرمتی کے کنارے احمد آباد سے ۳ کوس بتایا ہے۔ آپ کوئی اہل و عیال نہیں رکھتے تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے بارہ مبشرین میں آپ کا آٹھواں نمبر ہے۔

بندگی ملک معروف مہاجر مہدی علیہ السلام

حضرت بندگی ملک معروف اور بندگی ملک برہان الدین دونوں بھائی حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ ان دونوں بھائیوں نے اُس وقت جب کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا قیام پٹن میں تھا حضرت کی تصدیق کی ہے۔ جب حضرت نے وہاں سے ہجرت کی اور بڑلی تشریف لائے تو حضرت ملک برہان الدین حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں ایسی حالت میں آئے کہ آپ کے سر سے سہرا باندھا ہوا تھا اور گلے میں پھول کے دو ہار پڑے ہوئے تھے اس لئے جب آپ کی شادی ہو رہی تھی کسی نے آپ کو خبر دی کہ حضرت مہدی علیہ السلام یہاں سے تشریف لے جا رہے ہیں آپ فوراً اپنی دولہن کو اس کا اختیار اس کے ہاتھ میں دے کر روانہ ہوگئے اور بڑلی میں حضرت مہدی علیہ السلام سے آکر ملے اور صحبت اختیار کرلی۔ چھ ماہ خدمت مبارک میں رہنے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے خود ان کی تجہیز و تکفین کی اور ان کے سر پر غسل دے کر کفن پہناتے وقت سہرا باندھا۔ اور فرمایا برہان الدین شاہ بن کر آیا اور شاہ بن کر گیا۔ حضرت ملک برہان الدین نے ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا میرانجی محمود ایاز کے جیسا قصہ ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ایسا ہی ہے اور فرمایا کہ طالب نے چھ ماہ تک اپنی چارپائی پر خدا کو بٹھایا (کبھی تجلی کی حالت سے خالی نہ رہے) یہاں ان چھ مہینوں میں آپ پر جذب کی حالت طاری رہی۔

نقل ہے کہ حضرت ملک برہان الدین کے نزاع کے وقت آپ اپنا چہرہ سیدھے جانب سے بائیں جانب اور بائیں جانب سے سیدھے جانب پھیرتے تھے، کسی نے یہ حال مہدی علیہ السلام سے بیان کیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا آٹھوں بہشت اور حور و قصور کے ساتھ آراستہ کر کے فرشتے ان کی نظروں کے سامنے لاتے ہیں اور کہتے ہیں ان کو

قبول کرو۔ تو میاں منہ ان سے دوسری جانب پھیر لیتے ہیں اور جب فرشتے ان جنتوں کو دوسری جانب لاتے ہیں تو اُدھر سے بھی منہ پھیر لیتے ہیں خاص کر اللہ کی ذات کے طالب ہیں اور کہتے ہیں میں خدا کا طالب ہوں ان بہشتوں کی حاجت نہیں رکھتا۔

نقل ہے کہ حضرت ملک برہان الدین کی وفات کی خبر سُن کر ان کی والدہ ام کلثوم نے حضرت ملک معروف کو خط لکھا کہ برہان الدین مر گیا ہے تم آکر اپنی صورت بتاؤ تاکہ دل ٹھنڈا ہو۔ آپ نے وہ خط حضرت مہدی علیہ السلام کو بتایا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح برہان الدین مر گیا ہے معروف بھی مر گیا ہے (اس میں مرگ معنوی کی بشارت ہے) ملک معروف نے ایسا ہی لکھدیا اور والدہ کی خدمت میں نہیں گئے بلکہ تا آخر حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہی رہے۔

بندگی ملک معروف حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت میراں سید محمود کے ساتھ فرہ سے گجرات واپس آئے اور پٹن میں اپنا دائرہ قائم کیا یہاں ایک وقت آپ کی آنکھ میں سخت درد ہوا اور اس وقت حضرت بندگی میاں سید خوندمیر کا دائرہ کھانبیل میں تھا آپ عیادت کے لئے پٹن گئے اور حضرت ملک معروف کے دائرہ میں ٹھیرے لیکن کسی کے گھر مہمان نہیں گئے اگر کوئی مہمانی کرتا تو کھانا وہیں لاتا۔

نقل ہے کہ ایک دن فرہ مبارک میں بندگی میاں نظام غالبؓ نے آپ سے فرمایا ذکر سے فراغت کے بعد میں آپ سے علم حاصل کرنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا اچھی بات ہے چلئے چل کر حضرت مہدی علیہ السلام سے پوچھ لیں جب حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں پہونچے حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ رباعی پڑھی۔

علمے بہ بطلب کہ باتو ماند — آن دم کہ ترا زتو رہاند

تا علم فریضہ رانہ خوانی — تحقیق صفات حق نہ دانی

ایک دن حضرت ملک معروف نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ

میرانجی میں نے دیکھا ہے کہ چاند میرے منہ میں آکر نکل گیا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تم کو بینائی حاصل ہے۔

بندگی ملک معروف نے اپنی بیٹی خونزا جی، حضرت شاہ نظام کے صاحبزادے بندگمیاں عبدالرحمٰن کو دی اس نکاح کی تفصیل بندگمیاں شاہ نظام کے حالات میں گزر چکی ہے

جب حضرت ملک معروف کا دائرہ نہروالہ (پٹن) میں تھا جو آپ کا وطن ہے آپ کو بہت زحمت ہوئی بیمار ہو گئے خدائے تعالیٰ نے آپ کی حیات ایک سال بڑھادی۔ جب آپ کا وصال ہوا حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا کہ بھائی ملک معروف (مردہ) کو خدا نے زندہ رکھا تاکہ وہ ہجرت کر کے جالور آکر حالت ہجرت میں واصل بحق ہوں۔ جب ملک معروف کو صحت حاصل ہوئی آپ پٹن چھوڑ کر جالور آئے وہیں دائرہ باندھا وہیں واصل حق ہوئے اور مزار مبارک جالور میں ہی ہے۔

آپ نے اپنی دوسری دختر میاں سید عمر بن میاں سید خانجی کو دی اور تیسری دختر ملک پیر محمد بن ملک الہداد کو دی۔ اوران کی شادیاں بھی اسی طریقہ پر ہوئیں جس طریقہ بڑی بہن خونزا جی کی شادی ہوئی تھی۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے اصحاب عشرہ مبشرہ میں آپ کا ساتواں نمبر ہے۔

حضرت بندگی ملک جی شہزادۂ لاہوتؓ:۔ آپ حضرت مہدی علیہ السلام کے اصحاب خاص اور امامنا کے عشر مبشر میں داخل ہیں۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام نے ۹۰۷ھ میں بڑلی سے ہجرت فرمائی اور جانب خراسان روانہ ہوئے تو تھراڈ اور جالور ہوتے ہوئے ناگور تشریف لائے جو جالور سے جانب شمال دس منزل یعنی ۳۰۰ کلو میٹر ہے اس زمانے میں یہاں کے بادشاہ اور حاکم حضرت ملک جی نے جو قوم کے مغل ہیں جب حضرت مہدی علیہ السلام کے دعویٰ کا شہرہ ناگور میں ہوا تو حضرت ملک جی جو خود ایک بڑے عالم تھے

بحث کرنے کی غرض سے چند علمائے شہر کے ساتھ حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور یہ خیال کیا کہ اگر مہدی کا دعویٰ صحیح ثابت نہ ہوا تو آنحضرت کو قتل کر دوں گا تاکہ مسلمانوں کو عبرت ہو اور آئندہ ایسے فتنوں کا سدباب ہو جائے لیکن جب حضور مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پہونچے اور حضرت کی نظر آپ پر پڑی تو فرمایا آئیے "شہزادہ لاہوت" ان الفاظ نے ملک جی کے دل پر وہ اثر کیا کہ بے اختیار ہو کر اپنے ہوش کھو بیٹھے اور اسی وقت تصدیق و تلقین سے مشرف ہو کر اپنی حکومت و سلطنت اور جاہ و منصب سے دست کشی اختیار کر لی اور ترک دنیا کر کے آنحضرت کے ساتھ ہو گئے، یہ حالت دیکھ کر ناگور کے اکثر علماء و فضلاء نے بھی تصدیق کر کے حضرت مہدی علیہ السلام سے بیعت کر لی۔

چھوڑ کر دنیا کو جو مہدی سے آکر مل گیا وہ خدا سے اپنے اک لمحہ کے اندر مل گیا

حضرت مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ شہزادہ لاہوت نے آنِ واحد میں ملک جی ناسوت سے لاہوت میں پہونچا کر وہاں کی حکومت پر فائز کرادیا یعنی ان مبارک الفاظ کے ساتھ آپ پر لاہوتی تجلی ہوئی جس کی وجہ آپ بیہوش ہو گئے اور دیدار حق کی لذت و لطافت نے آپ کو حکومت و سلطنت سے نفرت دلا کر اُس سے چھڑا دیا۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام خراسان تشریف لائے آپ بھی ہمراہ تھے اور آخر تک حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر رہے۔ یہ واقعہ مولود میاں عبدالرحمٰنؓ اور سیرت کی اکثر کتابوں میں ہے لیکن شواہد الولایت اور بحوالہ شواہد الولایت اخبار الاسرار میں آپ کو کشمیر کا شہزادہ بتلا کر لکھا ہے کہ آپ کے بھائی ان کے ملک پر قابض و متصرف ہو جانے کی وجہ آپ بغرض امداد شاہ گجرات کے پاس آرہے تھے۔ ناگور یا پٹن میں حضرت مہدی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور آپ تصدیق کا شرف حاصل کر کے حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہو گئے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام کی وفات کے ایک سال بعد حضرت ثانی مہدیؓ نے فرہ سے گجرات واپس ہو کر بھیلوٹ شریف میں اپنا دائرہ باندھا تو

حضرت ملک جی بھی دیگر اصحاب و مہاجرین کی طرح آپ کے ساتھ تھے اس وقت حضرت ثانی مہدیؑ کی صحبت میں سب اصحاب و مہاجرین ہی تھے سوائے دو تابعین کے جن کے نام میاں یوسف (والد میاں ولی جی غازی) اور میاں عبداللہ ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت ثانی مہدی نے بعض اصحاب و مہاجرینؓ کو یہ اجازت مرحمت فرمائی کہ علیحدہ علیحدہ دائرہ باندھ کر رہیں اور دین مہدی کی تبلیغ میں لگ جائیں اور طالبان خدا کو مستفیض کریں۔ سب سے پہلے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو آپ نے خود سے علیحدہ کیا پھر شاہ نظامؓ ، شاہ نعمتؓ، میاں ابوبکر ، میاں الہداد حمیدؓ وغیرہم کو یکے بعد دیگرے علیحدگی کا حکم دیا۔ بھیلوٹ اور اس کے اطراف واکناف میں مہدویہ دائرے بننے لگے تو ملک جی شہزادہ لاہوت نے بھی میاں حیدر مہاجرؓ کے ذریعہ حضرت ثانی مہدیؑ کی خدمت میں کہلوایا کہ مجھے بھی علیحدہ دائرہ باندھ کر رہنے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ حضرت ثانی مہدیؑ نے یہ بات منظور نہیں کی اور فرمایا ملک جی سے کہیں کہ اب تم صحبت کے لائق ہوئے ہو۔ یہ سن کر ملک جی علیحدگی کا خیال دور کرکے حضرت ثانی مہدیؑ کی خدمت میں آگئے اور اپنا دائرہ اور مشیخت چھوڑ دی ایک مہینے کے بعد حضرت ثانی مہدیؑ نے آپ کو یہ فرماکر علیحدگی کا حکم دیا کہ لوگ تم سے نصیحت پذیر اور بہرۂ ولایت محمدیہ سے مستفید ہوں گے کہ خدا نے تمہاری زبان میں تاثیر بخشی ہے لیکن میاں ملک جی نے اب آپ کی صحبت کے چھوڑنے کو نامناسب خیال کرکے علیحدہ رہنے سے انکار کردیا۔ حضرت ثانی مہدیؑ نے فرمایا میرے حکم پر راضی ہو جاؤ خدا تم سے راضی رہے گا۔ تب آپ نے اس حکم کو مان لیا اور موضع بھالسہ میں آکر دائرہ باندھا۔

جب بارگاہ حضرت ثانی مہدیؑ سے میاں ملک جیؒ کو علیحدگی کا حکم صادر ہوا تو میاں سید سلام اللہؓ نے عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے ایک ماہ پیشتر ہی آپ نے میاں ملک جی کو لائق صحبت قرار دیا تھا اور اب ایسا کررہے ہیں۔ حضرت ثانی مہدیؑ نے فرمایا انہوں نے علیحدگی کی جو خواہش کی تھی اس سے ان کی خودی کا اظہار ہورہا تھا میں نے ان کی خودی دور کردی۔

حضرت بندگی ملک جیؓ کے موضع بھالہ میں دائرہ قائم کرنے کے بعد آپ کے تاثیر بیان اور تبلیغ نے آپ کے اطراف بہت سے لوگوں کو جمع کر لیا۔ حضرت ثانی مہدیؑ نے میاں ابو بکر کو جو خط لکھا ہے اس میں بعض اصحاب مہدیؑ کے ذکر کے ساتھ ان کے تابعین اور ان کے پیروؤں کی تعداد بھی لکھی ہے تا کہ معلوم ہو سکے کہ کس کے پاس کتنے طالب خدا ہیں اس میں میاں ملک جی کا ذکر بھی ہے اور بتلایا ہے کہ آپ کے ساتھ دو سو خدا کے طالب ہیں۔ یہ تعداد بڑھتے ہوئے ۴۵۰ تک پہونچ گئی۔ ان سب کو آپ نے مجاہدہ پر لگا دیا۔ میاں ولی یوسف لکھتے ہیں کہ میں نے ملک جی کی زبان سے یہ بات سنی ہے جو شخص خدا سے روز نئی خبر معلوم نہ کرے وہ خدا سے نہیں۔ جب ثانی مہدی کو یہ اطلاع ملی کہ ملک جی فرماتے ہیں کہ طالب حق اگر روزانہ نو بہ نو خدا کی تجلی حاصل نہ کرے تو اس کی طلب ناقص ہے تو سن کر فرمایا کہ اس وقت ملک جی کو تعلیم و صحبت کی ضرورت ہے۔ یہ سنتے ہی ملک جی اپنی مشیخت برخواست کر دی اور ارشاد کو خیر باد کہکر حضرت ثانی مہدی کی خدمت میں آگئے کچھ عرصہ کے بعد پھر آپ کو علیحدگی کی اجازت ملی۔ آپ فرماتے ہیں میں ہر طرف نظر دوڑاتا ہوں تو ہم میں کا کوئی شخص میراں سید محمود سے باہر نہیں ہے اور سب میراں سید محمود سے منسلک ہیں۔ ہمارے سر کے بال میراں سید محمود کے ہاتھوں میں ہیں۔

اصحاب کرام کے زمانے میں اعتقادی یا عملی کمزوری دفع کرنے کیلئے اکثر محضرے ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ انکار مہدی کے کفر ہونے پر موضع بھدرے والی میں ایک محضرہ ہوا جس میں اکثر مہاجرین میاں سید خوند میرؓ، میاں شاہ نظامؓ، میاں شاہ نعمتؓ کے ساتھ ملک جی بھی شریک ہیں۔ یہ محضرہ حضرت ثانی مہدی کے بعد ہوا ہے۔ حضرت شاہ دلاور کے محضرہ پر جن اٹھارہ مہاجرین مہدی علیہ السلام کے دستخط ہیں ان میں ایک ملک جی بھی ہیں۔

بندگی میاںؓ کی شہادت کے بعد اکثر اصحاب و مہاجرین نے گجرات سے دوسرے ممالک کی جانب ہجرت کی اس سے مقصود ان بزرگوں کا دین مہدی کی اقطاع عالم میں تبلیغ

بھی تھی۔ دوسرے یہ کہ حسب فرمان مہدی "مہدی و قوم وے رابیچ مقام و مسکن ہیچ جگہ نیست" اس فرمان پر عمل اور اس کی صداقت کا اظہار تھا۔ مطلب فرمان یہ ہے کہ "مہدی اور اس کی قوم کو کوئی مقام و مسکن و کوئی جگہ نہیں"

مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے   مومن کا مقام ہر کہیں ہے

ملک جی شہزادہ لاہوت نے بھی اسی زمانے میں گجرات کے اس مقام سے جہاں آپ کا دائرہ تھا ہجرت کر کے ناگور آکر مقام فرمایا۔ جب وہاں آپ مقیم تھے چالیس دن رات باوضو رہے کہ بندگی میاں کے قتال کے مقدمہ کے احوال معلوم کریں۔ ایک رات معلوم ہوا کہ سید خوندمیر نے جو کچھ کیا حق ہے **فاقتلوا و قتلوا** جیسا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اسی طرح ہوا ہے اس کے بعد ملک جی نے فرمایا اگر کوئی بندہ کا دامن پکڑے جہاں بندگی میاں سید خوندمیر نے قدم رکھا ہے میں اس کی حجت دوں گا۔ جو کچھ کتابوں میں تحریر تھا سید خوندمیر نے کوئی بات خلاف نہیں کی" (انصاف نامہ)

ناگور سے بندگی ملک جی نے جالور کو ہجرت کی یہاں تک آپ کا دائرہ رہا۔ آپ کسی کے گھر مہمان نہیں گئے اور نہ آپ اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ کوئی طالب خدا کسی طالب دنیا کے گھر جائے۔

اس زمانے میں احمد نگر پر نظام شاہیوں کی حکومت تھی۔ یہ سلاطین مہدی تھے۔ برہان نظام شاہ نے اکثر اصحاب کرام کو بندگمیاں خوند شیخ مہاجرؒ کے کہنے سے (جو حضرت ثانی مہدیؓ کے خلیفہ ہیں) اور حضرت ثانی مہدی کے بعد ہجرت کر کے دکن آگئے تھے۔ اور احمد نگر میں مقیم تھے۔ بادشاہ نے ان کو گجرات سے طلب کر کے اپنے ملک میں رکھا اور ان کے مشورہ سے اکثر اصحاب کو گجرات سے احمد نگر دکن بلایا۔ اسی دوران میں بندگی ملک جی شہزادہ لاہوت بھی جالور سے دکن آگئے تھے اور سلار چونڈ میں اپنا دائرہ قائم کیا۔ یہ موضع نواح احمد نگر میں وہاں سے ۱۵ کلو میٹر ہے دکن کے اکثر باشندوں نے یہاں آپ کی صحبت اختیار کی اور

بہرۂ ولایت حاصل کیا۔ بادشاہ احمد نگر بھی کبھی کبھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی نصیحتوں کو سنتا۔

تذکرۃ الصالحین اور ریاض المصدقین میں ہے کہ آپ نے ۱۱۔ ۱۲ سال خلافت کی ہے۔ یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ حضرت ثانی مہدیؑ کا وصال ۹۱۸ھ کو ہوا اس لئے آپ سالِ وفات ۹۳۰ھ یا ۹۳۱ھ تسلیم کرنا پڑے گا۔ ۹۳۰ھ میں تو حضرت بندگی میاں کی شہادت واقع ہوئی ہے اس کے بعد آپ ناگور، پھر جالور تشریف لے گئے ۹۳۱ھ کے بعد آپ دکن تشریف لائے۔ جالور اور ناگور میں کچھ عرصہ قیام ضرور رہا ہوگا۔ یہاں چار پانچ سال بھی قیام رہا تو ۹۳۶ھ یا ۹۳۷ھ آپ کی وفات ہے واللہ اعلم۔ تاریخ ۱۹/ محرم ہے۔

آپ بڑے عالم فاضل اور ہر فن میں دستگاہ رکھتے تھے علم تمثیلات میں تو آپ کو ایک خصوصیت حاصل تھی۔ شریعت و طریقت پر عمل کی آپ اپنے طالبان کو ہمیشہ ترغیب دیتے اور کسی بھی امر میں غفلت اور سستی کی سخت ممانعت تھی۔ آپ فرماتے ہیں جو اصول میں پورا ہوگا وہ فروع میں بھی پورا ہوگا جو شخص اصول میں نقصان رکھتا ہے وہ فروع میں بھی نقصان میں رہے گا۔ اور فرمایا جو شخص اپنی ذات اور دل خدا کے حوالے کردے جیسا کہ موذن اپنا رخ خدا کی جانب کر دیتا ہے اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتا اسی طرح طالب خدا کی توجہ خدا کی طرف رہے تو اس کا کام ہو جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں جو فتوح غیب پہونچے اگر اس کو جلد خرچ کر دیا جائے تو خدائے تعالیٰ پھر بھیج دیتا ہے ورنہ نہیں۔ توکل کے ساتھ فاقہ کشی میں صبر واستقامت بھی ضروری ہے۔ ایک شخص تائب ہو کر آپ کے دائرہ میں آیا لیکن سات دن کے بعد فاقہ سے مجبور اور بے تاب ہو کر جماعت خانہ کے سامنے آکر یہ مصداق

تا قوتِ صبر بود کردم   دیگر چہ کنم اگر نہ باشد

جھگڑا کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا تو نے جلدی کی۔ تیرا کام ہو چکا تھا۔ اس گمراہی نے تیرا اجر ضائع کر دیا۔ وہ شخص دائرہ سے چلا گیا۔ ابتداً طالب حق کا عمل کیا ہونا چاہئے اس کے

متعلق آپ کا ارشاد ہے۔ طالب حق کو نئی بیاہی جانے والی دلہن کی طرح رہنا چاہیئے اس کو جب منجھ بٹھاتے ہیں تو معمولی کھانے، کپڑے کے سوا ہر قسم کے کھانے کپڑے سے پرہیز کراتے ہیں اور ہر ایک سے میل جول اور بات چیت سے اس کو روک دیتے ہیں وہ ان سب باتوں کو قبول کر کے ادا کرتی اور بے اختیار رہتی ہے اور محبوب کے جلوہ کے لائق ہوتی ہے طالب حق کو بھی چاہیئے کہ ایسا ہی اپنی ذات کو مقید کر دے اور دنیا لذتوں سے کنارہ کش ہو جائے اور غیر حق سے رد گردان رہے۔ اس وقت وہ محبوب حقیقی کے دیدار کے لائق ہو کر ذوق حاصل کرے گا۔

ترک دنیا کے بعد اہل دنیا سے میل جول یا ان سے محبت یا ان کی عزت اور عظمت اپنے دل میں رکھنا سب ہی بزرگوں کے پاس ایک ناپسندیدہ عمل ہے۔ ملک جی چمزادہ لاہوتؒ نے بھی ایسے عمل سے اظہار نفرت کیا ہے۔ ایک دن برہان نظام شاہ بادشاہ احمد نگر آپ کے دائرہ میں آ گیا۔ نماز کا وقت تھا تمام طالبان خدا و فقراء صفوں پر تھے ایک فقیر دائرہ نے بادشاہ کے لئے تعظیماً اپنی چادر بچھادی۔ جس پر نظام شاہ نے اپنی نماز ادا کی بندگی ملک جی نے سنا تو اس فقیر کو دائرہ کے باہر کر دیا کیونکہ طالب خدا کو سوائے خدا کے کسی کی طرف مائل نہیں ہونا چاہیئے۔

نہ محتاج سلطان نہ مرعوب سلطان   محبت ہے آزادی و بے نیازی

آپ کے دائرہ میں جو طالبان خدا اور تارکان دنیا تھے ان کے متعلق کسی نے آپ سے کہا کہ یہ فقیر سب اہل دل ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں سب اہل اللہ ہیں۔ اہل دل کیا چیز ہے۔ اہل اللہ کا مرتبہ بڑا ہوا ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے والزمھم کلمۃ التقویٰ اور ان کو جمائے رکھا پرہیزگاری کی بات پر

فقیری کیا ہے ہستی سے گزرتا   فقیری کیا ہے قبل از مرگ مرتا
فقیری ترک جسم و جان کر کے   خدا کی ذات کو حاصل ہے کرتا

حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد بھی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں یہ طریقہ جاری رہا کہ مرشد دائرہ روزانہ قران شریف کی آیات سے چند آیات کی تفسیر بیان کرنا جس کو ہماری اصطلاح میں بیان قران کہتے ہیں۔ تاکہ سامعین کو دین سے واقفیت ہوتی رہے چونکہ یہ خوف تھا کہ کوئی شخص اپنی رائے سے تفسیر بیان کر کے لوگوں کو گمراہی میں نہ ڈالے خود حضرت مہدی علیہ السلام نے ایسی تفسیر بیان کرنے والے کیلئے جس کو مبیین قرآن کہتے ہیں۔ چند شرائط مقرر کردئے تھے۔ اس تعلق سے بندگی ملک جی شہزادہ لاہوتؓ نے یہ ارشاد فرمایا کہ بیان قرآن وہ شخص کرے جس کی آنکھ طمع سے بند ہو۔ اور دل حرص سے پاک ہو اس کے پیر غیر اللہ کے در پر جانے سے ٹوٹے ہوئے ہوں اور کلام اضافت سے نہ بیان کرے اگر یہ صفات کسی مبین قرآن میں نہ ہوں گے تو وہ عند اللہ ماخوذ ہوگا (حاشیہ)

ایک دن بعض مہاجرینِ مہدی کی دریافت پر حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کریں گے اس پر بعض لوگوں نے قیاس کیا جو لوگ حضور مہدیؑ میں ہیں وہی ملاقات کریں گے مگر میاں ملک جی شہزادہ لاہوتؓ فرماتے ہیں۔ ہم کیا جانیں جو اصحاب مہاجر مہدی مشہور ہیں۔ یہی نہیں کیونکہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے بہت سے شہروں کا سفر کیا ہے اور آپ سے بہت سے اشخاص فیض یاب ہوئے ہیں۔ خدا جانے عیسیٰ کا ظہور کہاں ہوگا۔ یہی بات آپ نے شیخ محمد خراسانی سے کہی تھی۔ مگر انہوں نے قبول نہیں کی اور عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا اور مارے گئے۔

بندگی ملک جیؓ کے بعض اقوال یہ ہیں "خدا نے دنیا کی نعمتیں اپنے طالبوں کے لیے پیدا کی ہیں۔ مگر انہوں نے خدا کی طلب اختیار کی اور اس سے منہ موڑ لیا۔ نامردوں نے دنیا کو اختیار کیا طالبان دنیا، دنیا کی نعمتیں کھاتے اور خدا کے بندوں پر طعن کرتے ہیں، بندگان خدا رات دن خدا کو یاد کرتے ہیں وہ دنیا کی تمام چیزوں کو بھول جاتے ہیں۔ اس کا بدلہ ان کو قیامت کے دن ملے گا ان کو بہشت کا لباس پہنا کر براق پر سوار کرایا جائے گا انہیں خدا کا دیدار

عطا ہوگا اور وہ جنت میں جائیں گے طالبان دنیا قیامت کے دن دوزخ میں جائیں گے۔

سوانح مہدی موعود مولفہ حضرت سید ولی میں آپ کو حضرت مہدی علیہ السلام کا آٹھواں خلیفہ لکھا ہے۔ تذکرہ الصالحین اور ریاض المصدقین میں آپ کو چھٹے نمبر رکھا گیا ہے ۔خاتم سلیمانی میں ہے کہ حضرت خاتم المرشدؓ آپ کو ساتویں نمبر پر گنتے تھے۔ لیکن اکثر افراد آپ کو نواں خلیفہ شمار کرتے ہیں شواہد الولایت باب (۴۰) میں حضرت مہدی علیہ السلام کے خلفا کی تعداد ۹۰۰ بتائی گئی ہے ان میں ۳۶۰ کو خلفائے خاص اور ۱۲ کو خاص الخاص پھران میں ۶ کو مخصوص پھران میں تین کو اخص الخاص اور ان تینوں میں دو کو ذاتی لکھا ہے لیکن اس کے باوجود بندگی ملک جی کا نام اس باب میں درج نہیں کیا گیا البتہ اس کتاب میں حضرت مہدی علیہ السلام کے قیام جالور کے ذکر میں لکھا ہے کہ آپ (ملک جی) حضرت میراں علیہ السلام کے اصحاب اکابر اور مہاجرین کبار سے تھے۔ بہر حال اثناء عشر مبشرین میں حضرت ملک جی شہزادہ لاہوت کا نواں نمبر ہے۔

حضرت ملک جی شہزادہ لاہوتؓ کے ایک فرزند میاں تاج محمد تھے ان کے فرزند درویش محمد شاہی منصب دار تھے۔ وہار اسیون جس کو اب عثمان آباد کہتے ہیں اور موضع کاری ناری آپ کی جاگیریں تھے انہوں نے نہایت اعتقاد واحترام سے اپنے مرشد بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؓ کو اپنی جاگیر میں وہار اسیون میں بلا کر رکھا تھا اور اپنی بیٹی حضرت خاتم کار کے فرزند بندگی میاں سید عیسیٰ کو دی تھی۔

حضرت بندگی ملک جی شہزادہ لاہوتؒ کا دائرہ آخری بار موضع سلاد چھونڈ میں ہیں۔ جو شہر احمد نگر سے قریب جانب شمال ہے آپ کا وصال مبارک ۱۹/ محرم ۹۳۷ کو ہوا ہے مزار مبارک سلاد چھونڈ میں ہے۔

بندگی میاں امین محمدؓ

بندگی میاں عبدالمجید نور نوش بندگی میاں امین محمدؓ اور بندگی میاں ابو محمد یہ تینوں بھائی ہیں سوانح مہدی موعودؑ میں ہے کہ بھائی شیخ فرید شکر گنج کی اولاد سے تھے اور سلسلہ نسب یہ لکھا ہے۔ شاہ عبدالمجید بن شاہ سعد اللہ بن شاہ عزیز اللہ بن شاہ یحیٰ بن شاہ علاء الدین چراغ دہلی۔ بن شاہ یعقوبؒ بن شیخ فرید شکر گنجؒ، لیکن تذکرہ الصالحین میں آپ کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی اولاد سے بتایا ہے دہلی میں ان بھائیوں کی سجادگی بہت رونق پر تھی اور چشتیہ مشرب تھے دہلی سے ہجرت کر کے احمد آباد آکر سابھر متی ندی کے کنارے شیخ پورہ میں آکر ٹھہرے ہوئے تھے جب حضرت مہدی علیہ السلام احمد آباد تشریف لائے یہ تینوں بھائی بھی ہر روز بیان سننے مجلس میں آتے جس وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے وہاں سے ہجرت کی یہ تینوں اسی وقت خدمتِ والا میں حاضر ہو کر مرید ہو کر تلقین ہوئے اور حضرت کے ساتھ ہو گئے حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں امین محمد کو اثناء عشرہ میں گنا ہے اور جم جم سہاگن اور ٹھنڈی سہاگن فرمایا ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام میاں امین محمد اور میاں یوسف کے حجرہ میں جاڑے کی شدت دفع کرنے گئے کہ ان کے حجرے میں تنور تھا دیکھا کہ تنور میں روٹیاں لگی ہوئی ہیں فرمایا میاں امین محمد میاں یوسف یہ تمہارا کام نہیں ہے کہ اس وقت روٹیاں پکائیں، انہوں نے عرض کیا میرانجی تنور گرم ہو گیا تھا اس لئے ہم نے روٹیاں لگا دیں آنحضرتؑ نے منع کیا اور فرمایا اس وقت پکانا کھانا نہیں چاہیئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت میں بندگی میاں امین محمدؓ حضرت کی وفات شریف تک رہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال شریف کے بعد ہندوستان آ گئے۔

بندگیمیاں امین محمد بڑے عالم فاضل تھے۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے

فرمایا تم کو میرے بعد سیاحت در پیش ہوگی۔ اور اصحاب کہف پر سے گزر ہوگا ان کو بیدار کر کے بندہ کی تصدیق کرانا۔ حسب فرمودۂ حضرت مہدی علیہ السلام حضرت کے بعد آپ نے بہت سے ملکوں کا سفر کیا۔ ہزاروں آدمیوں نے آپ کی تصدیق کی اور اصحاب کہف پر سے بھی آپ کا گزر ہوا ان کو بیدار کر کے آپ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کرائی ہے اور مختلف ممالک پھرتے ہوئے آپ ہندوستان تشریف لائے اور اپنی عمر کا آخری زمانہ دولت آباد تشریف لا کر میاں عبدالکریم نوریؒ کے دائرہ میں بسر کیا وہیں آپ کا انتقال ہوا مزار مبارک دولت آباد میں بندگی میاں عبدالکریم نورؒ کے مزار کے بازو ہے۔ اصحاب اثناء عشرہ مبشر میں آپ کا نمبر دسواں ہے۔

آپ کے یہ اشعار مشہور ہیں

در در گہہ سید محمد مہدی آخر الزماں
می نماید پنج چیزاں دایما در مہدیاں
جان وتن رابذل کردن خانماں بگذاشتیں
جوع خواری پیشه کردن صبر سرداشتن
ہر که مہدی را گیرد دو گفت اور در دل کند
بے حجابش رویت الله اور الیقین حاصل کند

بندگی میاں یوسف مہاجرؓ

آپ بڑے عالم فاضل اور احمد آباد کے اشراف و اعیان سلطنت میں تھے۔ مہدی موعود علیہ السلام کے بارہ مبشر بالجنتہ اصحاب میں آپ کا گیارواں نمبر ہے۔ احمد آباد میں حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت و تصدیق کر کے ہمراہی اختیار کی۔ حضرت خوب میاں صاحب نے آپ کو سراج منیر میں جالوری لکھا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی وفات تک

ساتھ رہے۔ خراسان کے سفر میں آپ کی عسرت و تنگدستی کا یہ حال تھا کہ سوائے ایک تہہ کے جس سے ستر عورت ہوسکے آپ کے پاس کوئی کپڑا نہ تھا اور سر پر رسی باندھ لی تھی۔ جھاڑوں کے پتے کھاتے تھے جس سے آپ کا پیٹ بڑھ گیا تھا اور ہاتھ پاؤں پر ورم آگیا تھا۔ تلوؤں میں قرحے پڑ گئے تھے۔ آپ کے پیر میں ایک دفعہ کانٹا چبھ گیا کسی جگہ پر بیٹھے ہوئے ناسور کرید رہے تھے حضرت مہدی علیہ السلام آپ کے قریب آ گئے میاں یوسفؓ نے عرض کیا زمانہ ظہور مہدی میں ایک وقت اس پر بہت سخت آنے والا ہے وہ کب آئے گا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بھائی یہ وہی وقت ہے لیکن اللہ نے تمہارا ظرف بہت قوی بنایا ہے جس کے سبب تم کو اس کی پرواہ نہیں۔ اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کو بڑی بڑی بشارتیں دیں اور فرمایا تادم مرگ تم جذبہ استغراق الی اللہ میں رہو گے اسی طرح آپ کو دم آخر تک جذبہ رہا۔ حضرت میاں یوسفؓ جس عسرت و تنگی میں مبتلا تھے تقریباً تمام اصحاب کرام کا یہی حال تھا۔

ایک روز اثنائے سفر میں حضرت مہدی علیہ السلام اور تمام صحابہ نے ایک جا قیام کیا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا نہیں معلوم کتنے روز کے فقر و فاقہ کے بعد کچھ فتوح آگئی تھی اس لئے مرد اور عورتیں کھانے پکانے میں مصروف تھیں۔ اتنے میں حضرت مہدی علیہ السلام فرمان خدا سے روانہ ہو گئے چونکہ آپ کی روانگی دفعتاً تھی اس لئے مہاجرین کو تیاری کا موقعہ نہ ملا۔ لیکن کہیں پروانے بھی چین سے بیٹھتے ہیں دیکھا کہ آقائے دو جہاں تشریف لے جارہے ہیں بس یہاں کیا تھا کسی نے توے کی آدھی کچی آدھی پکی روٹی سر پر اٹھالی۔ کسی کے پاس آدھی کچی آدھی پکی کھچڑی کی ہنڈی ہے۔ کسی نے اپنے دونوں کندھوں پر بچے اٹھالئے ہیں کسی نے بوڑھے باپ کو کسی نے بوڑھی ماں کو پیٹھ پر لے لیا ہے کسی کے سر پر اٹوانٹی کھٹوانٹی ہے۔ دوپہر کا وقت ہے اور گرمی بلا کی ہے ایسی حالت میں بھی ننگے پاؤں اپنے آقا سے جلد مل جانے کی غرض سے جلدی جلدی چل رہے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ٹیلے پر

چڑھ کر پیچھے دیکھا کہ مہاجرین اس ہیئت سے پروانہ وار آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا خداوندا ان لوگوں نے محض تیری محبت اور تیرے عشق میں گھربار اور عیش و آرام چھوڑ کر یہ محنت و مشقت برداشت کی ہے۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہوا اے سید محمد ان سے بیعت لے یہ سب ہماری درگاہ میں مقبول ہیں۔ قندہار کے سفر کے یہ چار چھ مہینے بڑے سخت گزرے ہیں فقراء کو غلہ کی قسم سے اس مدت میں صرف دو دفعہ غذا ملی۔

نقل ہے کہ فرہ مبارک میں بندگی میاں یوسفؓ پر جذبہ روحی کا غلبہ ہوا۔ اکثر مہاجرین نے ان کا پسخوردہ دلے کر پیا۔ بندگیمیاں سید محمود کو یہ حال دیکھکر رشک ہوا۔ زار زار رونے لگے کہ میاں یوسف کا یہ حال ہے اور بندہ کو باوجود تین نسبتیں پدری پسری ،استادی و شاگردی اور پیری و مریدی آنحضرتؑ سے ہونے کے کوئی حال نہیں ہے حضرت مہدی علیہ السلام ان کی زاری سن کر ان کے پاس آئے اور میراں سید محمود سے مخاطب ہو کر فرمایا تم میاں یوسف کے حال کی کیا آرزو کر رہے ہو میاں سید خوندمیر کا حال دیکھو کہ دریائے الوہیت کے سات دریا پی گئے ہیں۔ اُن کے اوپر کا ہونٹ بھی تر نہیں ہوا۔ تجلی پر تجلی ہو رہی ہے مگر بشرہ متغیر نہیں ہوتا پھر آپ نے یہ تمثیل بیان فرمائی۔

تمہارے مانند کوئی شخص تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اس کو دوڑاتے ہوئے راستہ طئے کر رہا ہے اس کو نہ اپنی نہ اپنے راستہ کی نہ راستہ کے تماشہ کی خبر ہے اس کی نظر میں صرف منزل ہے اور میاں یوسف کی مثال ایک بوڑھی عورت کے جیسی ہے کہ اپنی معذوری کے سبب راستے کے تماشے میں مشغول ہے اور منزل کا راستہ طئے کر رہی ہے۔

بندگی میاں یوسف حضرت مہدی علیہ السلام کی وفات شریف کے بعد گجرات واپس آگئے اور احمد آباد میں اپنا دائرہ قائم کیا۔ یہیں انتقال فرمایا۔ آپ کا مدفن چندور تالاب پر نواح احمد آباد میں حضرت شاہ عالمؒ کے روضہ کے قریب ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں یوسف کو بشارت دی ہے کہ یوسف، یوسف ہے۔

بندگی میاں عبدالمجید نورنوشؒ

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے مبشر صحابی ہیں اصحاب اثنا عشر مبشر میں آپ کا بارہواں نمبر ہے۔ تذکرۃ الصالحین میں لکھا ہے کہ آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی اولاد سے ہیں۔ لیکن سوانح مہدی موعودؑ میں آپ کو حضرت شیخ فرید شکر گنج کی اولاد سے لکھا ہے۔ سلسلہ نسب اس کے پہلے درج کردیا گیا ہے (دیکھو صفحہ ۱۱۴)۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام احمد آباد تشریف لائے آپ اور آپ کے دونوں بھائی میاں امین محمد و میاں ابو محمد روزانہ بیان قرآن سننے آتے۔ جب حضرت امام علیہ السلام نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو تینوں بھائی حضرت والا میں حاظر ہوکر شرف تصدیق سے مشرف ہوئے۔ آپ کے آتے ہی حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کو نام سے پکارا اور حضرت مہدی علیہ السلام کے گلے میں پھول کا ہار تھا وہ ہار حضرت نے میاں عبدالمجید کے گلے میں ڈال دیا۔ آپ ہجرت میں مہدی علیہ السلام کے ساتھ حضرت کی وفات تک رہے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام خراسان جاتے ہوئے جیسلمیر پہونچے جہاں کا راجہ ہندو تھا۔ یہاں قافلہ کے ساتھ کا ایک بیل مرنے لگا حضرت مہدی علیہ السلام نے اس کو ذبح کرنے کا حکم دیا لیکن صحابہ ہندوں کی ریاست ہونے سے تعمیل میں توقف کرنے لگے اور کہا یہ ہندوں کا ملک ہے یہاں گائے کا کاٹنا سخت منع ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کیا پھر بیل کو مردار کروگے۔ یہ سنتے ہی میاں عبدالمجید اونٹ پر سے کود پڑے اور بیل کو ذبح کردیا۔ جب یہ خبر کفار کے سردار کو پہونچی وہ غضبناک ہوکر اپنے لشکر کے ساتھ آیا۔ یہاں دیکھا کہ اصحاب بڑی بے فکری اور لاپرواہی سے بیل کی کاٹا کوٹی کررہے ہیں پوچھا تم نے یہ کام کس کے حکم سے کیا۔ کہا ہمارے آقا کے حکم سے جو درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں وہ حضرت کے پاس آیا جب آنحضرت کو دیکھا بے اختیار گھوڑے سے کود پڑا۔ حضرت کے روبرو سجدہ کرکے ادب کے ساتھ کچھ دیر کھڑا رہا

پھر اپنے ساتھیوں سے کہا گائے کو پیدا کرنے والے نے گائے کو مارا ہم جنگ کس سے کریں پھر اس کے بعد اپنا سر زمین پر رکھکر اجازت پاکر واپس چلا گیا۔ مہدی علیہ السلام نے جانب خراسان ہجرت کی۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام کا قیام فرہ میں تھا اور تمام اصحاب ساتھ تھے۔ ایک روز میاں فہیم مہاجرؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کی کہ میاں سید خوندمیر اور میاں عبدالمجید ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر باتیں کرتے رہتے ہیں اور زیادہ وقت ذکر اللہ میں نہیں بیٹھتے۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھنا تمہارا کام ہے کہ تم کاسب ہیں اور ان کا کام دوسرا ہے ان کو عطا ہے۔

ایک روز اتفاقاً حضرت مہدی علیہ السلام کو بخار آیا اس حرارت میں آپ کو قئے ہوئی۔ میاں عبدالمجید سامنے کھڑے ہوئے تھے اس قئے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا اور اس کو پی گئے۔ میاں سید سلام اللہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ قئے مکروہ ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بھائی یہ قئے نہیں تھی نور ہی نور تھا اس کے سبب سے اللہ جل شانہ اُن کو ایک فرزند عطا کرے گا اس کو اس مقام کی تجلی ہوگی جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ہوئی تھی۔ حضرت میاں عبدالمجید قئے پی لینے کے بعد اپنے آلودہ ہاتھوں سے گھر آئے اور اپنی بیوی خونزا مریم سے فرمایا تم میرے ہاتھوں کو چاٹ لو حضرت مہدی علیہ السلام نے اس کے سبب مجھے ایک فرزند ہونے کی بشارت دی ہے۔ بی بی نے کہا میری عمر اولاد ہونے سے تجاوز ہوگئی۔ میاں عبدالمجید نے کہا اولاد ہوگی نہ ہونا کیا معنی۔ بی بی نے اس کو کھالیا۔ ایک دفعہ بی بی نے خواب میں یحییٰ علیہ السلام کو دیکھا اور حضرت مہدی علیہ السلام سے اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا خدائے تعالیٰ تم کو ایک فرزند اسیطرح دے گا۔ بہر حال بی بی حاملہ ہوئیں۔ ۹۱۱ھ میں آپ کو ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شاہ عبدالکریم نوری رکھا گیا اس وقت قوم میں میاں عبدالمجید نورنوش کے نام سے مشہور ہیں۔ اور آپ کی اولاد نوری کہلاتی ہے۔ آپ کی اولاد اب تک مہدویوں میں نوری کے لقب سے مشہور ہے۔ حضرت خوب میاں

صاحب نوری جن کا دائرہ ڈبھوئی (گجرات) میں ہے آپ ہی کی اولاد سے ہیں۔

ایک روز بندگی میاں عبدالمجید نور نوش نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد تشریف لے گئے۔ منکروں نے آپ سے بحث کر کے آپ کو زدو کوب کیا۔ آپ زخمی ہوگئے۔ کسی نے آپ کی بیوی سے کہدیا کہ میاں عبدالمجید نے انکار مہدی کر دیا ہے اس لئے بچ گئے وہیں ورنہ مارے جاتے۔ جب آپ گھر پہونچے آپ کی بیوی دروازے پر کھڑی ہوئی تھیں۔ آپ کو گھر میں آنے نہ دیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے آپ نے انکار مہدی کی ہے اس لئے بچ کر آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا معاذ اللہ۔ بیوی نے کہا آپ دوبارہ جامع مسجد جائیں اور نام مہدی کا اعلان کردیں ورنہ گھر میں آنے نہ دوں گی۔ دوسرے جمعہ کو آپ پھر جامع مسجد گئے اور مہدی موعود کی تصدیق کا اعلان کیا۔ آپ کے منکروں اور مخالفوں نے آپ کو اس قدر مارا کہ آپ شہید ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ آپ کی شہادت ۱۸/ محرم ۹۳۰ھ میں ہوئی ہے ۔ آپ کا مزار مبارک احمد آباد محلہ نین پورہ میں ہے۔ آپ کی بیوی خونزا مریم کی قبر بی بی بون جی کی قبر کے بازو ہے۔ آپ کو ایک فرزند میاں عبدالکریم نوریؒ ہوئے۔

میاں عبدالکریم نوریؒ

آپ بندگی میاں عبدالمجید نور نوش کے فرزند ہیں۔ بندگی میاں عبدالمجید کی شہادت کے وقت آٹھ سال کے تھے۔ نہایت دیندار، پرہیز گار اور پاکیزہ اطوار تھے۔ آپ نے ملازمت بھی کی لیکن زہد و تقویٰ میں مرقاض وقت تھے۔ ملک سورٹھ میں کسی امیر کے یہاں کچھ عرصہ نوکری کی وہ امیر حضرت کے کردار دیکھ کر بہت ادب سے پیش آتا اور حضرت کو ہر وقت سلام کے لیے آنے سے منع کرتا اور کہتا کبھی کبھی قدم رنجہ فرمایا کریں اگر کبھی ضرورت ہو تو میں خود بلالیا کروں گا۔ لیکن بندگی میاں نوکری میں کوئی قصور روا نہیں رکھتے تھے کچھ عرصہ ملازمت کے بعد آپ نے ترک دنیا کا خیال کیا اور زاد و راحلہ لے کر دکن آئے۔ اور

حضرت بندگی میاں شاہ دلاور کے حضور پرنور میں پہونچ کر آپ سے بیعت کی اور آپ کے ہاتھ پر ترک دنیا کر کے آپ کی صحبت اختیار کی حضرت کی صحبت میں آپ کے رات دن ذکر و فکر و مراقبہ میں گزرتے اور ذات خدا میں اس قدر فانی ہو گئے تھے کہ اس دنیا کا کوئی ہوش باقی نہ رہا ایک دن آپ جنگل میں جاکر مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ حضرت شاہ دلاورؒ مراقبہ میں آپ کو جنگل میں دیکھا کہ بینائی حق میں مست و مدہوش ہیں اور نور علی نور بن گئے ہیں، اسی وقت شاہ دلاورؒ نکل کر آپ کے پاس آئے دیکھا کہ پہاڑوں اور درختوں میں بحالت جذبہ مست و مستغرق ہیں دیکھ کر فرمایا برادر زادے یہ روش تمہارے خاندان کی نہیں ہے خدائے تعالیٰ کی ذات لاتعین ہے ایسا نہیں کرنا چاہیے، پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر دائرہ میں لائے اور بڑی بڑی بشارات عالی و متعالی سے آپ کو سرفراز کیا اور اپنا پورا فیض ان میں بھر دیا حضرت شاہ دلاورؒ نے آپ کو عین الیقین فرمایا ایک دن حضرت شاہ دلاورؒ نے آپ سے فرمایا کہ آج رات تم اور ہم مل کر نوبت بیٹھیں گے چنانچہ دونوں مل کر ذکر میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اس عرصہ میں شاہ دلاور نے دو تین مرتبہ مانڈی بدلی لیکن حضرت شاہ عبدالکریم نوریؒ جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھے رہے۔ حضرت شاہ دلاورؒ آپ کی یہ استقامت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا پسر بھائی عبدالمجید نے دل کو رجھایا" ایک دن میاں عبدالکریم نوریؒ دیگر فقراء کے ساتھ ذکر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ شاہ دلاورؒ نے اس جماعت کی طرف اشارہ کر کے میاں یوسف سے فرمایا کہ کہو یہ بھائی جو بیٹھے ہیں ھم اخوانی و ھمنزلتی کا مقام رکھتے ہیں (حدیث) یعنی وہ میرے مقام اور میری منزل کے ہیں۔ مگر چار آدمی اس سے بھی آگے ہیں۔ پوچھا وہ چار کون ہیں۔ فرمایا پسر بھائی عبدالمجید، بھائی عبدالملک قاضی عبداللہ اور تم " (میاں یوسف) ان کا مرتبہ اس سے بھی آگے ہے۔ ایک دن ایک شخص حضرت شاہ دلاورؒ کی خدمت میں آیا اور خدا کی راہ میں کچھ گزرانا اور اس کے بعد باہر نکل کر فقرا کے پاس جاکر ان کو کچھ دیا۔ حضرت شاہ دلاورؒ باہر آئے اس کو دیکھ کر پوچھا کہاں گئے تھے۔ اس نے کہا فقیروں

کو کچھ دیا ہوں کہا کیا میاں عبدالکریم اور میاں وزیرالدین، میاں یوسف اور میاں عبدالملک کو بھی کچھ دیئے ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ حضرت نے فرمایا ان سے لے کر ان کو دو۔ تم کو بہت اجر ہوگا پھر اس نے ان چاروں کی بھی خدمت کی ایک دن حضرت شاہ دلاورؒ نے میاں عبدالکریم میاں عبدالملک دونوں کو ایک ایک کبوتر دیا اور فرمایا ایسی جگہ لے جا کر ان کو ذبح کر کے لاؤ جہاں کوئی جانے نہ دیکھے۔ تھوڑی دیر کے بعد میاں عبدالکریم نے وہ کبوتر واپس لایا اور عرض کیا کہ خوندکار نے فرمایا تھا کہ ایسی جگہ ذبح کرو جہاں کوئی جانے نہ دیکھے مگر میں نے دیکھا ہر جگہ خدا موجود ہے۔ اور جانتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے۔ اس لئے بغیر ذبح کر کے واپس لایا ہوں۔ میاں عبدالملک اس گوشہ میں اس کو ذبح کر کے لائے حضرت شاہ دلاور میاں عبدالکریم نوری سے فرمایا بندہ کی راہ تمہارے فرزندوں میں قیامت تک جاری رہے گی۔ اور میاں عبدالملک سے فرمایا میری راہ تمہاری ذات کی حد تک ہے۔ حضرت شاہ دلاور نے اپنے خلفا میں سب سے اول میاں عبدالکریم نوری کو گنا ہے۔

حضرت شاہ دلاورؒ کے بارہ خلفاء میں سب سے پہلے میاں عبدالکریم نوریؒ اس کے بعد میاں عبدالملک ہیں حضرت شاہ دلاورؒ کے بعد دونوں بورکھیڑہ ہی میں رہے۔ اس کے بعد حضرت شاہ دلاور کی روح مبارک کے ارشاد پر گجرات کی جانب روانہ ہوگئے۔ حضرت شاہ دلاورؒ کے چودہ سو فقیر، ان دونوں کے ساتھ ہوگئے۔ سابر متی ندی کے کنارے بارہ گاؤں میں دائرہ کیا۔ میاں عبدالملک نے میاں عبدالکریم نوریؒ سے فرمایا کہ آپ فقیروں کو سویت دیں۔ میاں عبدالکریم نوری نے فرمایا اگر کوئی دوسری بات ہوتی تو سویت کرتا مگر یہ فقیر ہیں جن کو آپ سے محبت ہے آپ کے ساتھ ہو جائیں اور جن کو بندہ سے محبت ہے بندہ کے ساتھ رہیں۔ پس چودہ سو میں سات سو فقیر شاہ عبدالکریم نوریؒ کے ساتھ ہوگئے اور سات سو میاں عبدالملک سجاوندیؒ کے۔ میاں عبدالملک سجاوندی نے فرمایا میاں عبدالکریم کا ستارہ آسمان تک بلند ہے اور ہمارا ستارا ہمارے ساتھ ہے۔ بارہ گاؤں سے نکل کر میاں عبدالکریم

نوریؒ دھولقہ تشریف لائے کیونکہ حضرت شاہ نعمت کا دائرہ دھولقہ میں بہت دن تک تھا اور حضرت شاہ نعمتؒ کی بیٹی آپ کی زوجہ تھیں پھر آپ دھولقہ سے قصبہ مُہسانہ آئے وہاں بہت سے علماء و پٹھان اور امراء اور زمیندار آپ کے معتقد اور مرید ہو گئے اور آپ کے فیض سے حصہ پایا۔ قصبہ مُہسانہ میں آپ کا دائرہ مدت مدید تک رہا۔ ایک مرتبہ دھولقہ کے بھوورے کسب کی خاطر گردوں کشی کرتے تھے اپنی بنڈیوں پر مال لے کر قصبہ مُہسانہ آئے اور دائرہ معلّی کے قریب مقام کیا اور بیلوں کے لئے گھاس خریدنے کے لئے تجسس کرتے ہوئے دائرہ والا کے پاس آئے جب مسجد کے قریب آئے دیکھا کہ تمام فقراء میاں عبدالکریم نوریؒ کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور عصر کے بعد بیان قرآن ہو رہا ہے ان لوگوں نے بیان قرآن سنا اور حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہو کر حضرت میاں عبدالکریم نوری کی بیعت کر لی اور مرید ہو کر تلقین سے مشرف ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد ان لوگوں کے دلوں میں آیا اگر حضرت شفقت و التفات سے ہمارے شہر میں تشریف لائیں تو اکثر لوگ رشد و ہدایت سے بہرہ ور ہوں گے اور ہم بھی رسم و عادت و بدعت سے باز آ کر دینداری اور تقویٰ شعاری اختیار کر لیتے ہیں۔ ان سب کی تعداد دو ہزار تھی۔ ان کے علاوہ ان کے نوکر بھی تھے۔ نماز عشاء کے بعد سب قدموس ہوئے اور چلنے اصرار کیا۔ حضرت نے فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا اور فرمایا مال ان کے مالکوں کے حوالے کر کے آؤ یہ لوگ بہت خوش ہوئے۔ اور مال سب ناگور لے جا کر ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا اور تیزی سے واپس آئے۔ بندگی میاں شاہ عبدالکریم نوریؒ مہسانہ کے لوگوں کے ترک دنیا نہ کرنے اور عشر و زکواۃ کی ان کو توفیق نہ ہونے سے تنگ آ گئے تھے اس لئے یہاں سے روانگی کی تیاری کی۔ یہ خبر سن کر سب چھوٹے بڑے حضرت کی خدمت میں آئے اور تضرع و زاری سے کہا ہم خانہ زادوں کو کس پر چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ ہم ہرگز حضرت کو جانے نہ دیں گے اگر خوندکار جانا ہی چاہتے ہیں تو ہم سب کے سب راستے میں سو جائیں گے ہم پر سے بنڈیاں چلا کر لے جائیں۔ حضرت نے

فرمایا تم سے توفیق ترک دنیا اُٹھ گئی ہے تم عشر وز کواۃ کے پابند نہیں ہو۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ حضرت نہیں مانتے ہیں تو سب نے اپنی عورتوں کو بھیجا ان سب نے آکر دائرہ کی خواتین سے التجا کی کہ حضرت سے عرض معروض کرکے روک دیں۔ لیکن اس پر بھی حضرت نے نہیں مانا پھر چھوٹے چھوٹے بچوں کو لائے اس پر بھی حضرت رہنے راضی نہ ہوئے۔ پھر حضرت کے اشارے پر دھولقہ کے گاڑیاں والے تمام اسباب دائرہ کا اپنی گاڑیوں میں رکھ لئے یہ لوگ بھورے تھے اور بنڈیاں چلانا ان کا کسب تھا پھر حضرت دھولقہ تشریف لائے اول دائرہ گلدیہ پر باندھا جو ایک غیر مزروعہ بڑا میدان ہے۔ حضرت کے پسخوردہ اور تاثیر بیان سے وہاں کی اکثر خلائق ایمان سے مشرف ہوئے۔ دھولقہ کا قاضی آپ کا بیان سن کر مصدق ہوگیا اور حضرت سے تلقین ہوا اور حضرت سے بہت عقیدت رکھتا تھا اور اپنی بیٹی مسماۃ صالحہ کو حضرت کے عقد میں دیاوہ بڑا منصب دار تھا۔ حضرت کو اپنی بیٹی کے بہیز میں ایک گاؤں اور بہت سے وظائف دیئے۔ حضرت نے قبول نہیں کیا اور فرمایا دین مہدی میں یہ لینا درست نہیں ہے۔ لیکن فقیروں کو رہنے کے لئے جگہ چاہیئے اس نے تین سو پچاس بیگھ زمین کا قبالہ لکھدیا۔ اس پر شاہی مہر کراکر حضرت کے نام پر دیا۔ یہ زمین تالاب خان سرور پر اب تک قائم ہے اور عرصہ تک وہاں دائرہ قائم رہا۔ حضرت نے موضع ہالیج کے ایک بڑے امیر مسمی جلال خاں کی بیٹی سے بھی شادی کی ہے۔ تب تک حضرت کا دائرہ دھولقہ رہا۔ ان دنوں ایک ملا احمد آباد کا حضرت سے اور مذہب مہدی سے بہت عداوت رکھتا تھا۔ حضرت نے اس کو قتل کرنے چار فقیروں کو بھیجا۔ یہ فقیر احمد آباد پہونچے اور اس کی جستجو میں رہے۔ ایک روز اس کو جامع مسجد احمد آباد میں پایا۔ دو بھائی دروازے پر رک گئے اور دو نے اندر جاکر اس کو قتل کردیا۔ دروازے پر جو بھائی تھے وہ ان کی مدد کو نہ گئے منکروں نے ہجوم کرکے قتل کرنے والوں کو شہید کرڈالا۔ جب یہ دو بھائی واپس آئے حضرت سے کیفیت بیان کی حضرت نے فرمایا ان سبحان اللہ تم اس بہرہ سے محروم رہے اور زندگی اختیار کی جاؤ زندہ رہو۔ یہ دونوں

بھائی بہت بڑی عمر کے ہو کر مرے۔ آپ جب نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لاتے آپ کے چہرہ انور کی روشنی مسجد کے محراب پر پڑتی اور پوری مسجد میں اجالا ہو جاتا۔ حضرت بندگی میاں عبدالکریم نوری سر تاپا نور تھے ایک دن کسی نے حضرت خاتم المرشدؓ سے عرض کیا میاں عبدالکریم نوری کی خدمت ان کے مرید دھولقہ میں بہت خدمت کر رہے ہیں وہ بہت موٹے تازے ہو گئے ہیں۔ حضرت خاتم المرشد نے سن کر فرمایا ایسا نہیں ہے جاؤ ان کا جسم کاٹو اگر خون کا ایک قطرہ بھی نکلے بندہ جھوٹا۔ بندگی میاں عبدالکریم نوری کی بیوی بندگی میاں شاہ نعمت کی بیٹی تھیں جن کا نام بی بی فاطمہ تھا ان سے دو بیٹے ہوئے بی بی صالحہ بنت قاضی دھولقہ سے چار بیٹے ہوئے ایک میاں شاہ عبدالغنی دوسرے میاں شاہ عبدالصمد تیسرے میاں شاہ عبدالرحمٰن چوتھے میاں صادق محمد۔

میاں عبدالغنی :۔ میاں عبدالغنی مرد متوکل اور اہل دل تھے اپنے والد کے حضور دھولقہ میں رحمت حق سے جا ملے۔ جب بندگی میاں عبدالکریم کا خیال دھولقہ سے ہجرت کا ہوا دھولقہ کے مصدقین نے بہت روکا۔ فرمایا میری ہجرت میرے متبوعؑ کے اشارے سے ہے۔ وہاں سے روانہ ہو کر بندر کھمبات آئے اور کچھ دن وہاں دائرہ باندھ کر رہے۔ بہت لوگ آپ سے مستفید ہوئے اور اپنے مقصد کو حاصل کیا۔ وہاں آپ کی بیوی فاطمہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ نگرہ میں جو کھمبات سے دو کوس ہے چند روز رہے ہیں۔ وہاں سے تمام اجماع کے ساتھ دکن کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔ ہنڈیاں والے بھوروں میں سے دو بھائی ترک دنیا کر کے ساتھ ہو گئے۔ آپ دکن تشریف لائے اور دولت آباد کی زمین جو منظور و مبشر بزرگوں کی ہے آپ کو پسند آئی۔ حضرت نے وہاں اقامت اختیار کی۔ بلدہ دولت آباد میں طویل مدت تک حضرت کا دائرہ رہا ہے اور بہت سی مخلوق فیض عالی سے بہرہ ور ہوئی ہے۔ حضرت کے دائرہ کا آداب، حرمت و عظمت و سطوت و صروت کا اس ملک میں بہت شہرہ تھا اور

صحابہ و تابعین حضرت کے حسن مزاج سے بہت مسرور تھے۔ جب بند گی میاں امین محمدؒ (بند گی میاں عبدالکریم نوریؒ کے چچا) دولت آباد تشریف لائے۔ حضرت ان کا ادب و احترام بجالائے اور اپنے دائرہ میں ٹھہرایا۔ جب بیان قرآن کا وقت آیا حضرت نے بندگیمیاں امین محمد سے عرض کیا خوندکار بیان کریں حضرت نے فرمایا اے برادرزادہ میں بیان نہیں کرتا تم بیان کرو پھر خاموش ہوگئے پھر تیسرے دن بندگیمیاں عبدالکریم نوری نے بیان کے لئے عرض کیا اور عرض کیا خوندکار دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے بیان کریں۔ بندگیمیاں امین محمد نے فرمایا اے برادرزادہ جو خدا کو دیکھ رہا ہے وہ بیان کرے بند گی میاں عبدالکریم نوری نے یہ چوپائی پڑھی۔ "شادین کجل ماری کوئی اس کاں سوی مول کا لاہوئی" اور بیان کیا حضرت بند گی میاں عبدالکریم نوریؒ کو وقت آخر سخت عارضہ لاحق ہوا۔ بی بی صالحہ کو بلا کر فرمایا تم اپنے فرزندان کے ساتھ دھولقہ چلے جاؤ۔ بی بی نے عرض کیا خوندکار اس وقت جو دور ہے وہ خدمت کے لئے حاضر ہوگا۔ آپ ایسے وقت مجھے خدمت سے علیحدہ کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں میرے سیدھے بائیں میرے مربی اور مرشد حاضر ہیں اور حکم دے رہے ہیں کہ بی بی کو کہدو کہ گجرات چلے جائیں۔ بی بی طوعاو کرہا راضی ہوئیں۔ آپ نے ہر ایک کو بشارت دی اور فرزندوں کے حق میں فرمایا میرے فرزند پھٹے پرانے کپڑوں میں لعل کے مانند ہیں۔ ان کی قدر کوئی نہیں جانتا مگر خدا اور بندگان خدا جانتے ہیں اور بی بی سے فرمایا تم کو اور عبدالصمد کو دھولقہ کا دائرہ سونپ دیا ہوں اور محمد پیرزادہ کو کھنبات کا دائرہ دے دیا ہوں اور میاں صالح محمد اور صادق محمد اور عبدالغنی کو نگرہ میں سکونت کا حکم دیا ہوں اور میاں عبدالقادر اور میاں عبدالرحمٰن کو دھولقہ میں میاں عبدالصمد کے پاس رہنے کا حکم دیا ہوں اور ہر ایک کو بشارت سے نوازا اور گجرات کی طرف روانہ کردیا بس حسب ارشاد مرشد ہر ایک کو اپنی اپنی مقررہ جگہ قائم رہے اور میاں عبدالحلیم اور میاں عبداللطیف کو ان کی ماں بی بی فاطمہ کے ساتھ اپنے پاس ٹھہرایا۔ کچھ وقت کے بعد محبوب

ذوالجلال کا وصال ہوا مختلف اقوال کے مطابق آپ کے وصال کے بعد بی بی صالحہ فرزندوں کو لے کر دھولقہ تشریف لائیں اور تمام فرزند حسب ارشاد مرشد اپنی مقررہ جگہ پر قائم رہے۔
بی بی صالحہ کے مناقب عالی اور کرامات بہت وسیع ہیں دھولقہ میں ۲۶/رمضان کو خلد بریں کو تشریف لے گئیں۔

شاہ عبدالصمد نوری :۔ بندگی میاں شاہ عبدالکریم نوریؒ کے فرزند ہیں، تربیت و صحبت اپنے باپ سے رکھتے ہیں اور اپنے والد محترم کے مانند قدم عالیت پر تھا اور دائرہ دھولقہ میں ۲۲/رمضان کو واصل حق ہوئے ہیں۔ آپ کی بیوی کا نام بی بی منان جی ہے جو دھولقہ میں ۲۳/ربیع الاول کو راہی ملک بقاء ہوئی ہیں۔ آپ کے دو فرزند میاں شاہ نعمت اور میاں کریم اللہ تھے۔

میاں شاہ نعمتؒ :۔ بندگی میاں عبدالکریم نوریؒ کے حضور میں تولد ہوئے۔ وسیع الولایت اور جمیع المناقب تھے اور اپنے والد میاں عبدالصمد نوریؒ کے تربیت یافتہ اور خلیفہ ہیں دائرہ پر متمکن تھے دائرہ کی مسجد آپ ہی کے عہد میں تعمیر کی گئی ہے جو عرصہ تک موجود رہی بندگی میاں عبدالکریم نوری کی مسجد بالکل شکستہ ہوگئی تھی اس کو آپ نے از سر نو تعمیر کرایا ہے پھر حضرت شاہ نعمتؒ دھونڈار جاکر موضع نگرہ میں سکونت پذیر ہوئے پھر حضرت کو معلوم ہوا کہ یہاں ایک بندہ خدا آرہا ہے۔ حضرت دھولقہ آگئے۔ آپ نے اپنے وقت آخر اپنے فرزند کو وصیت کی تم میں سے ایک بھنگار جائے۔ آپ بتاریخ ۱۷/ربیع الثانی دھولقہ میں واصل حق ہوئے ہیں آپ کو دو عورتیں تھیں پہلی بیوی بی بی بو دوسری مانک جی۔ بی بی بو دھولقہ ہی میں رحلت فرمائی ہیں۔ تاریخ رحلت ۳/شوال ہے مانک جی کا انتقال ۲۵/رمضان کو ہوا ہے۔ آپ کو میاں عبدالصمد، میاں عبداللطیف دو بیٹے ہوئے۔

میاں عبداللطیفؒ:۔ بہت ہی لطیف اللسان اور شریف البیان تھے ۸/ذی الحجہ کو رحلت کی ہے اور باپ کے مسند نشین ہیں۔ آپ کو بی بی راجے کساں بنت میاں صالح محمد نبیرۂ بندگیمیاں شاہ نظامؒ اور بی بی تاجی بن میاں سید معروف بن میاں خوند سعید شہیدؒ دراحمد آباد، دو عورتیں تھیں۔ میاں عبداللطیف کو تین بیٹے تھے۔ میٹھا میاں، منجامیاں، حمید شاہ، میاں نعمت عرف میٹھامیاں تربیت اپنے باپ کے ہیں اور صحبت اور علاقہ بھی باپ سے ہے پھر علاقہ پالن پور میں میاں سید اشرف بن میاں سید داؤد سے کیا ہے ان کو بی بی جیوماں بنت پیر خاں دساڑیہ سے ایک بیٹے ایامیاں اور دو بیٹیاں ہوئیں ایک بیٹی بی بی لالن میاں بن منجامیاں کو دئے۔ دوسری بی بی خاں عرف بی بی بوجی کو دھونڈار میں دئے۔

ایامیاں تربیت وصحبت اپنے باپ کے ہیں پھر علاقہ میاں سید برہان الدین سے دساڑہ میں کیا ہے اور باپ کی مسند پر قائم تھے اور دھنڈار میں جمادی الثانی میں رحلت کی ہے ان کو ان کی بیوی بی بی بوجی بنت لال شاہ میاں سے تین بیٹے ایک خوب صاحب دوسرے میٹھا میاں تیسرے خوزادے میاں اور دو بیٹیاں ایک ماجان بی بی دوسری اچھی ماں اجمل میاں بن لالن میاں کو دئے ہیں۔ میٹھامیاں خوب صاحب کو فردوس بی بی بنت منجامیاں دئے مگر اولاد نہیں ہوئی۔ میٹھامیاں کو ماں صاحب بنت دادامیاں سے چار بیٹے ہوئے۔ ایک نعمت میاں دوسرے یادو میاں تیسرے اچھامیاں اور ایک بیٹی راجے صاحب ہے علاقہ اچھو میاں حاجی سے کیا ہے ان کو دو عورتیں تھیں دوسری بیوی بوصاحب بنت عنومیاں ہے۔ ابامیاں روشن میاں، میاں صاحب، ہوے ایک بیٹی بوبو صاحب ہوئی اچھومیاں میں آجوماں کو دیئے۔

منجامیاں:۔ منجامیاں بن میاں عبداللطیف کو تین بیٹے ہوئے ایک لالو میاں دوسرے اجیر میاں تیسرے شاہ صاحب میاں اور ایک بیٹی فردوس بی خوب صاحب کو دیئے۔ لالن میاں کو پیری ماں کے شکم سے دو بیٹے تھے ایک اجمل میاں دوسرے پیر صاحب دونوں جوان

ہو گئے تھے کا تھیول کے ہاتھ سے کام آ گئے۔ اجیر میاں کو آ جے بی بی بنت میانجی صاحب کے شکم سے شاہزادہ منجامیاں اور منجامیاں کو ہدو بی بی بنت حامد میاں شہزادے تھے اور اجیر میاں نے دکن جاکر علاقہ میاں سید علی سے باندھا اور آنخضرت کی صحبت میں موضع میں رحلت کیئے میاں سید علی کے دائرہ میں ازاں ان کے حوالے تھی۔ وہاں مخدوم زادوں کی بیٹی سے شادی کیئے تھے اس سے ایک دختر ہوئی۔ شاہ صاحب میاں بن منجامیاں بھی دکن میں فوت ہوئے ان کو اولاد نہیں ہے۔

حمید شاہ میاں:۔ اپنے والد میاں عبداللطیف کے کہنے پر دکن گئے تھے وہاں شادی کیئے ان کو ایک بیٹے شاہ صاحب میاں ہوئے جو میاں سید علی کے تربیت اور آنخضرت کی صحبت میں رہ کر خوشنودی حاصل کیئے اس کے بعد قاسم صاحب میاں کی صحبت میں گئے اور خلافت سے مبشر ہوئے اور ان سے بہت محبت رکھتے تھے ان کی شادی پیر صاحب فقیر میاں سید علی کی بیٹی سے ہوئی۔

میاں عبدالصمد بن میاں نعمت:۔ مرد متوکل اور خداترس تھے لیکن تدبیر تقدیر کو ٹال نہیں سکتی۔

نقل ہے کہ ایک روز میاں سید راجوؒ کی شہادت کے پہلے احمد آباد میں پورہ منجوری میں منکروں سے بحث ہوئی منکروں نے سرکار میں استغاثہ کیا اور مصدق مہدی آدمیوں کو قید کرادیا اور ان کو سخت تکلیف دی ان میں سے تین آدمی عذاب کی سختی اور شدت سے منکروں کے کہنے کے موافق کہکر قید سے چھوٹ گئے اور تین آدمی ثابت قدم رہے۔ میاں عبدالصمد بھی پھر جانے والوں میں تھے جب بندر کھمبات میں میاں سید ابراہیم کے پاس میاں نعمت معہ فرزندوں کے آئے تو آخرت کے خوف سے ان کے دل میں سوز شروع ہو گیا ان کا ارادہ تھا کہ بندر کھمبات جاکر پیر زادوں کی مجلس میں اپنی مشکل حل کریں اس زمانے میں

بندگی میاں سید ولی جو میراں علیہ السلام کے فرزندوں میں ہے اور بندگی میاں سید نور محمد حاکم الزماںؓ کے دسویں خلیفہ ہیں۔ اس وقت حاضر تھے ان پر زجر کر کے فرمایا کہ خدا کے راستہ میں میاں عبدالصمد کو جان دینا لازم ہو گیا ہے پس میاں نعمت نے فرمایا اس کو مار ڈالو۔ میاں سید ابراہیم نے فرمایا کون مارے گا تم مارو تمہارا بیٹا ہے۔ میاں نعمت نے فرمایا بہتر ان کے ہاتھ کھمبے سے باندھ کر تلوار ہاتھ میں لے کر میان سے نکالے اور مارنے کے لئے ہاتھ اٹھائے کہ میاں عبدالصمد کے سر پر ماریں اس وقت میاں سید ولی نے دیکھ کر میاں نعمت کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا اب چھوڑ دو کہ تمہارے بیٹے کی توبہ قبول ہو گئی ہے۔ میاں عبدالصمد کی زبان سے بری بات نکل گئی لیکن اپنا نام آشکارا کرنے اور اپنی جان فدا کرنے کے لئے خود حاضر ہو گئے میاں عبدالصمد اپنے قبلہ گاہ کی وفات کے بعد اپنے والد کے حسب ارشاد دھونڈار کی طرف تشریف لے گئے اور موضع ہنگونیہ میں دائرہ باندھا ان کو بی بی بونجی سے پانچ بیٹے ہوئے۔ میاں نعمت، میاں رحمت اللہ، میاں عبدالوہاب عرف ایلا میاں، میاں عبدالواحد عرف یادو میاں ، میاں عبدالحئی۔ سریت لکھی کے شکم سے دو بیٹے ایک میاں عبدالوہاب دوسرے میاں عبدالغفور، میاں نعمت اپنے باپ کے جانشین ہوئے۔ ان کو بوا ماں بنت حبیب اللہ کے پیٹ سے تین بیٹے ہوئے میاں عبدالحلیم ، میاں صالح محمد عرف خوب میاں اور میاں عبدالصمد عرف چھمن میاں اور چار بیٹیاں ایک راجے صاحب ملکوں میں دئے دوسری بوا بی بی چھابوجی میاں کو دیئے تیسری بی بی صاحب میاں رحمت کو دئے، بی بی بو ما بنت حبیب اللہ سے ایک بیٹا ہوا میاں ابو محمد عرف عنو میاں جو نام مہدی پر غازی ہوئے ہیں اور گجرات اور دھونڈار اور دکن میں ان کا نام مشہور ہے۔ اور حافظ روہیلا نابکار جو سخت سانڈ تھا اس کو جمدھڑ سے مار ڈالا اس وقت حالت کسب میں تھے اس کے بعد ترک دنیا کر کے دائرہ ہنگونیہ میں ارشاد کی ہے اور وہیں رحمت حق سے جاملے ہیں۔ آنحضرت کو دو بیٹے تھے ایک شاہ صاحب دوسرے میاں صاحب۔ میاں عبدالوہاب کو اولاد نہیں ہے۔ میاں عبدالواحد عرف یادو

میاں کو بو جی صاحب سے ایک بیٹا ہوا۔ میاں صادق محمد عرف چھابو جی میاں اور چھابو جی میاں کو دو بیٹے ایک میاں عبدالعزیز عرف ابجی میاں دوسرے قادر جی میاں اور ایک بیٹی بوا صاحب۔ ابجی میاں کو پانچ بیٹے ہوئے ہیں۔ میاں امین محمد ، میاں اشرف محمد ، میاں عبدالکریم، میاں یسین محمد ،، میاں عبدالصمد عرف باوا صاحب اور دو بیٹیاں ایک ماں صاحب ،خوب میاں بن میاں نعمت کو دیئے دوسری فردوس بی مٹھے میاں بن ملک امین جی کو دے۔ تیسری بی بی اچھن راجا میاں بن ملک امین جی کو دئے چوتھی لاچھی بی بی ابجی میاں کو دیئے پانچویں روشن بی بی قادر جی میاں کو دیئے۔

میاں کریم الدین :۔ والا دستگاہ میاں کریم الدین بن شاہ عبدالصمد بن بندگی میاں شاہ عبدالکریم نوریؒ قربت و صحبت اپنے باپ سے ہیں ان کے بعد اپنے بڑے بھائی میاں نعمت کے پاس آئے اور صحبتِ اختیار کی اور دھولقہ میں عیدالفطر کے روز رحمت حق سے جاملے ہیں ان کو ایک فرزند ہوئے میاں عبدالرحیم ان کو پہلی بیوی سے اولاد نہیں ہوئی دوسری بیوی سے دو بیٹے ہوئے ایک میاں حبیب اللہ دوسرے میاں کبیر محمد۔ میاں حبیب اللہ کو دو بیٹے ہوئے ایک میاں عبدالرحیم عرف خوب میاں دوسرے میاں کریم اللہ عرف دادا میاں اور ایک بیٹی بواماں ہوئی۔ دھونڈار میں میاں نعمت کو دیئے۔ عبدالرحیم عرف خوب میاں عربی و فارسی میں دستگاہ رکھتے تھے۔ احمد آباد میں منکروں سے دینی بحث ہوئی اس کے تعلق ایک رسالہ خیر کا بحث دین میں مصباح المصدقین تصنیف کیا اور کھمبات میں رحلت فرمائی اور میاں اشرف محمد کے پائیں دفن ہیں ان کو ایک بیٹے شریف میاں ہوئے جو ۱۰/ صفر کو رحلت کئے اور شریف میاں کو دو بیٹے ہوئے ایک میاں عبدالرحیم عرف خوب میاں دوسرے میاں کریم اللہ عرف دادا میاں اور ایک بیٹی بواماں ہوئی۔ میاں حبیب اللہ کو دو بیٹے ہوئے۔ میاں عبدالرحیم عرف خوب میاں کو ایک بیٹی راجے صاحب دادا میاں بن حبیب

اللہ کو چھ بیٹے ہوئے انو میاں، سیدا میاں، چھابو جی میاں، احمد میاں، حبیب اللہ، ننھے میاں اور ایک بیٹی مانصاحب نام مٹھامیاں کو دیئے۔ چھابو جی میاں رحمت میاں عنفوان شباب میں گزر گئے۔ دادا میاں کا عرس تیسری ربیع الاولیٰ کو ہے۔ میاں کبیر محمد عرف میاں گنجی بن میاں عبدالرحیم بن میاں کریم اللہ کو لاڈلی بی بی بنت میاں عبدالصمد دئے ہیں جب وہ ڈھونڈار گئے اس سے ان کو ایک بیٹی ہوئی آجے بی نام بدن میاں ساکن انو ندرہ کو دیئے۔

میاں اشرف محمد بن میاں عبدالغنی:۔ میاں اشرف محمد بن میاں عبدالغنی بن بندگی میاں شاہ عبدالکریم نوریؒ۔ میاں عبدالغنی کو حضرت بندگی میاں عبدلکریم نوری نے دولت آباد سے کھنبات کا دائرہ سپرد کیا تھا۔ میاں عبدالقادر جو میاں عبدالغنی کے چھوٹے بھائی ہیں جدّ نامدار کے ارشاد پر میاں عبدالصمد کے پاس دھولقہ میں گئے تھے وہیں واصل حق ہوئے ان کے بیٹے میاں شیر جی باپ کی جگہ قائم ہوئے ان کو ایک بیٹے میاں حبیب اللہ بھی ہوئے یہ قائم مقام پدر تھے۔ میاں صاحب بھی بڑی عمر کے تھے اور چچا تھے ایک دن حبیب میاں مصلیٰ میاں عبداللطیف کے آگے بچھائے۔ میاں عبداللطیف اندر چلے گئے اور نماز میں نہیں آئے گردور کشاں نے جو نماز کو آئے تھے میاں نماز کو کیوں نہیں آئے لوگوں نے میاں کی ناخوشی ظاہر کی۔ گردور کشاں نے میاں جی سے کہا میاں آپ ضعیف ہیں یہ ہمارے مرشد اٹھارہ انیس سال کے ہیں ہمارے حساب میں سو سال کے ہیں۔ آپ کو اچھا معلوم ہوا تو رہو ورنہ جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔ میاں عبداللطیف باہر آئے اور نماز پڑھی میاں حبیب جی مدت العمر چٹیارہ میں رہے ہیں ان کو تین بیٹے ہوئے میاں شیر جی، میاں خلیل جی، میاں عبدالغنی۔ میاں شیر جی دہرج کھنبات کے کٹے پر کام آئے اور کھنبات میں میاں اشرف محمد کے پائین دفن کئے گئے ان کو ایک بیٹے حبیب جی نام ہوئے۔ موضع چٹیارہ میں رحلت کئے ان کو بی بی نور کے شکم سے جو چھجو میاں شاہزادہ کی بیٹی ہیں تین بیٹے ہوئے

ایک شاہ میاں جو آنکھوں سے معذور تھے دوسرے خوب صاحب تیسرے دادا میاں۔ یہ تینوں بھائی تقوی شعار اور دیندار تھے۔ میاں خوند سعید کنو میاں سے پالن پور میں علاقہ کیا ہے لیکن تینوں کو اولاد نہیں ہے۔ میاں خلیل جی جو بہتر فقیر تھے دھولقہ میں آکر دائرہ میں رہے اور وہیں رحلت کئے ان کو تین بیٹے ہوئے ایک قادر جی میاں دوسرے اچھو میاں ، تیسرے بادا صاحب میاں۔ یہاں ممدو رحلت کر گئے۔ اور قادر جی میاں بدرقہ میں مال اور گاڑیاں ساہوکاروں کے لئے کاٹھیوں سے جنگ واقع ہوئی۔ میاں کو اُسی حالت میں دھولقہ لائے قافلہ تاراج ہوگیا اور علاقہ کے سپاہی کام آگئے۔ میاں نے ساہوکاروں کو طلب کر کے کہا میرے خون آلودہ کپڑے میرے پاس تیری امانت ہے یہ کہکر وہ امانت اس کو دیدی اور جان بحق تسلیم ہوئے۔ ان کو تین بیٹے ہوئے میاں عبدالحلیم، دادا میاں ، آجے میاں۔ ایک بیٹی بی مانام شریف میاں کو دیئے اور میاں عبدالحلیم کی شادی احمد آباد میں منکروں کی بیٹی سے ہوئی جو ایک سید کی بیٹی تھی اس سے مجو میاں جھدو میاں ہوئے۔ اور عبدالغنی پیدا ہوئے۔ ایک بیٹی اچھو بی عرف اچھے صاحب ہوئی سید لیٹین کو دئے۔ آجے میاں کی شادی مٹھے میاں کی بیٹی سے ہوئی جس کا نام راجے صاحب تھا اس سے دو بیٹے ہوئے ایک اچھے میاں دوسرے میراں صاحب میاں۔ موضع چھپارہ سے کچھ عرصہ کے لئے دائرہ دھولقہ میں سکونت اختیار کی پھر وہاں سے اپنے بیٹوں کے ساتھ ہجرت کر کے دولت آباد میں دائرہ کیا اور وہیں رحلت فرمائی ان کو اچھی ماں بنت ملک محمود دھولقہ سے تین بیٹے ہوئے ایک سیدن میاں دوسرے خوب میاں تیسرے فجو میاں اور سیدن میاں کی شادی انوندرہ میں مدن میاں کی بیٹی سے ہوئی ۔ فجو میاں اور سیدن میاں کے بیٹے رائچور میں میانسید مبارکؒ کے ساتھ شہید ہوئے ہیں۔ سیدن میاں، سید علی کے فقیر تھے۔

میاں صالح محمد و میاں صادق محمد بن شاہ عبدالغنی پیشگاہ جدنا نگرہ کی سکونت رکھتے تھے دونوں کے بیٹے نگرہ کے دائرہ میں رہ گئے اور وہیں واصل حق ہوئے وہیں مدفون ہیں۔

میاں شاہ عبدالرحمٰن بن میاں شاہ عبدالکریم نوریؒ:۔ بہت متوکل اور خدادوست تھے آپ کو صرف ایک بیٹی ہوئی اچھی بی نام۔ آپ کا وصال دھولقہ میں ہوا ہے۔

میاں شاہ صادق محمد بن شاہ عبدالکریم نوری:۔ آپ میاں شاہ عبدالکریم نوریؒ کے چوتھے فرزند ہیں ان کو ایک بیٹے میاں امین محمد ہوئے اور دو بیٹیاں ہوئیں ایک کا نام مان صاحب دوسری بی بی لالی بی۔

میاں شاہ عبداللطیف بن میاں شاہ عبدالکریم نوریؒ:۔ اعلیٰ مراتب اور جلیل المناقب تھے تلقین و صحبت اپنے ولی نعمت سے رکھتے ہیں اور ذکر و فکر میں نادرالعصر تھے اس زمانے کے تمام بزرگ آپ کے حسن اوصاف اور درع و ریاضت کے رطب اللسان تھے اور دولت آباد میں ۱۰/ جمادی الاول کو عالم بقاء کو تشریف لے گئے ہیں اور پدر عالی قدر کے پائین دفن ہیں۔ آنحضرت کو بی بی ہدن جی بنت میاں سید میراں جی بن میاں سید اشرف بن اسرائیل سے ایک بیٹے ہوئے میاں عبدالکریم محلہ مشیر آباد حیدر آباد کی پہاڑی پر میاں شیخ داؤد (جو اس حظیرہ کے سلطان قبرستان ہیں) وہ آپ کے خلیفہ ہیں۔

میاں عبدالکریم نوریؒ (نور گھاٹ):۔ مردمردانہ اور شجاع یگانہ تھے یہ عالم کسب میں سلطان قطب شاہ (بادشاہ گولکنڈہ) کے مقرب تھے۔ ایک مغل منصب دار بہت مست و مغرور جو شیعہ تھا اپنے بالاخانہ پر بیٹھا ہوا اصحابہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں بے ادبی کر رہا تھا۔ میاں عبدالکریم راستہ سے جا رہے تھے غصہ سے فرمایا اگر خاموش نہ رہو گے تو میں واپسی میں تیرے منہ میں گوہ ڈالوں گا۔ میاں جب واپس ہوئے وہ مغل ویسی ہی یادہ گوئی کر رہا تھا میاں دوڑ کر اس کے بام پر چڑھ گئے اور وہ مغل ایک ہولناک چیخ مارا اس کے لوگ دوڑے

ہوئے آئے۔ میاں نے انہی لوگوں کے ذریعہ پلیدی طلب کر کے اس کے منہ میں ڈالدی اور چلے گئے کسی کو مقابلے کی جرأت نہیں ہوئی۔ چند مدت کے بعد آپ نے ترک دنیا کر کے مرشدی کی ہے۔ آنحضرت کا دائرہ گولکنڈہ اور حیدر آباد کے بیچ میں تھا۔ ایک روز ایک راجا راجپوت قوم سے آنحضرت کے دائرہ میں ایک سور کو مار ڈالا (اپنے کھانے کے لئے) اُس وقت حضرت موجود نہ تھے۔ آنے کے بعد فقیروں نے کیفیت بیان کی اور کہا ہم نے منع کیا اس نے نہیں مانا۔ حضرت نے فرمایا جب وہ کافر دوبارہ دائرہ میں آئے مجھے اطلاع دو پھر ایک وقت وہ کافر اپنے کام کے لئے حیدر آباد آیا اور عادت قدیم کے موافق دائرہ میں آیا حضرت فرصت کے وقت اس کے سر پر پہونچے اور اس کو گرا کر اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا تو نے ہمارے دائرہ میں سور کو مارا ہے پھر اس کو خوب زدو کوب کر کے چھوڑ دیا۔ حضرت کا مزار حیدر آباد اور گولکنڈہ کے بیچ میں ایک پہاڑی پر ہے جس کو نور گھاٹ کہتے ہیں۔ حضرت کا دائرہ وہیں تھا۔

نقل ہے کہ آپ نے بچپن دولت آباد میں گزارا ہے۔ آپ تعلیم حاصل کرنے جس مدرسے میں جاتے وہاں مرہٹے بچے بھی آتے۔ ایک مرہٹہ خورد سال بچہ جس کا نام رام جی تھا وہ آپ کا بہت دوست ہو گیا۔ ایک دن دونوں میں یہ گفتگو ہوئی ہم میں جو کوئی دنیاوی منصب حاصل کر لے وہ اپنے دوست کو نہ بھولے۔ جب آپ دولت آباد میں تھے وہ مرہٹہ رام جی گولکنڈہ میں ملازم اور بڑے عہدہ پر تھا۔ جب آپ کا دائرہ گولکنڈہ میں تھا آپ کا شہرہ سن کر وہ آپ کے پاس آیا اور آپ کو پہچان لیا اور منصب کی آپ کو پیشکش کیا۔ آپ نے فرمایا تم نے اپنا وعدہ پورا کر لیا۔ اس وقت ہم خدا کے فضل سے کچھ حاصل کئے ہوئے ہم بھی اپنا وعدہ پورا کرتے ہیں یہ کہکر مراقبہ کیا اور سر اٹھا کر اس پر نظر ڈالی اس کا حال نظر پڑتے ہی متغیر ہو گیا۔ دنیا سے سخت نفرت ہو گئی اور ترک دنیا کر کے دائرہ میں رہ گیا۔

حضرت کا انتقال 11/ذی قعدہ 1052ء کو ہوا ہے۔ مزار مبارک نور گھاٹ پر ہے

۔ حضرت کو ایک فرزند میاں عبداللطیف ہوئے اور میاں عبداللطیف کو ایک بیٹے میاں عبدالحلیم نامی ہوئے۔ میاں عبدالحلیم کا نام میاں زین العابدین ہے جن کی عرفیت خوب صاحب میاں نوری ہے یہ بڑے جمعدار تھے اور حالت کسب میں بڑا اقبال حاصل کیا۔ اس کے بعد ترک دنیا کر کے بزرگوں کی زیارت کے لئے گجرات گئے اور بندگی میاں شاہ عبدالمجید نور نوش کا روضہ اور پانی کا چشمہ (باولی) تعمیر کرایا ہے اور آپ کا علاقہ میاں سید یعقوب توکلی سے تھا اور دولت آباد اور اورنگ آباد میں سکونت رکھتے تھے اور ارشاد کرتے تھے اور دولت آباد میں رحلت فرمائی ہے اور میاں شاہ عبدالرحمٰن کے زیر قدم دفن کئے گئے ہیں۔ محمد صاحب نوری خلیفہ بندگی میاں سید یحییٰ جوار کاٹ میں رہتے تھے وہ آپ کی اولاد میں ہیں۔ محمد صاحب کے ایک بیٹے لطیف صاحب کو ایک بیٹی ہوئی بڑی بی نام بڑے میاں بن شیخ محمد شریف کو دئے

میاں شاہ عبدالحلیم بن شاہ عبدالکریم نوری:۔ تلقین وصحبت اپنے ولی نعمت سے رکھتے ہیں۔ بلند مقامات اور کرامات ارجمند رکھتے تھے آپ نے بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدؓ کے دعویٰ خاتم المرشدیؓ کے بموجب بذریعہ کشف حضرت کے دعویٰ کو صحیح پایا جالور آکر حضرت خاتم المرشد سے علاقہ باندھ کر رہ گئے اور حضرت خاتم المرشد کی بہت خوشنودی حاصل کی۔ جب حضرت خاتم المرشدؓ نے آپ کو رضا دی آپ نے رخصت ہوتے وقت حضرت سے کہا آپ جن آنکھوں سے خدا کو دیکھ رہے ہیں آرزو ہے کہ ان آنکھوں کو بوسہ دوں حضرت نے مراقبہ کر کے سر اٹھا کر فرمایا اجازت ہے۔ انہوں نے بوسہ دیا کہتے ہیں تمام عمر میاں شاہ عبدالحلیم کے ہونٹ متجلّی رہے اور ان کی روشنی ایسی تھی کہ اس روشنی میں خط پڑھ سکتے تھے۔ آپ جالور سے دولت آباد تشریف لائے اور باپ کے دائرہ پر قائم رہے۔ اور مرقد میاں عبداللطیف کے مرقدے جانب مشرق ہے آپ کو ایک بیٹی ہوئی جو میاں سید ابراہیم بنی اسرائیل کو دی گئی۔

میاں علی محمد اور ان کے بھائی میاں پیر محمد:۔ یہ دونوں بھائی بندگی میاں شاہ دلاورؒ کے تابعین سے ہیں اور بہت بزرگ کامل و مکمل تھے۔ نقل ہے بندگی میاں علی محمد کو تین دن جذبہ رہا انہوں نے حالت جذبہ میں بندگمیاں سید خوندمیر صدیق ولایت کا چھند کہا اور اس کو آپ کے بھائی بندگمیاں علی محمدؒ نے لکھ لیا اور بندگمیاں شاہ دلاورؒ کے حضور میں پیش کیا۔ حضرت شاہ دلاورؒ نے دیکھ کر اور سن کر فرمایا جیسا لکھا ہے ایسا ہی ہے میں نے عرش کے کنگورے کے سیدھی طرف ایسا ہی لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اس میں ایک حرف کا فرق نہیں ہے۔ پھر بندگمیاں علی محمدؒ کو فرمایا اب آئندہ کوئی شعر مت کہو

چاند میاں براری و شیخ میاں براری:۔ یہ دونوں بھائی بھی حضرت شاہ دلاورؒ کے تابعین ہیں اور فضل حق اور مرشد کی توجہ سے علم وہبی و کسبی میں لیاقت تمام رکھتے تھے ۔ اتفاقاً اپنے اہل و عیال کے ساتھ حرمین شریفین کے عازم ہوئے اس زمانے میں شیخ علی مفتری بقید حیات تھا ان کو بلا کر خود پردے میں رہ کر سوال و جواب لوگوں کے ذریعہ شروع کیا ان دونوں کو معلوم تھا کہ اس پردہ میں شیخ علی ہے میاں چاند میاں اور شیخ میاں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس پردے کے اندر کون بی بی ہے ؟ ان سے کہو کہ اپنی صورت بتلائیں۔ شیخ نے ان دونوں دلاوروں کو پہچان لیا۔ کہ اب فضیحت ہوگی پردہ اٹھا کر ملاقات کی ان دونوں نے کہا ہم دونوں کا ارادہ ہندوستان سے یہاں آنے کا محض حرمین شریفین کی زیارت کے لئے ہے۔ خدائے تعالیٰ نے ہم کو اپنی مراد سے سرفراز کیا اور ہم کو حرمین شریفین کی زیارت نصیب ہوئی اور ہم دونوں یہاں آئے اور حج کیا اور آپ سے ملاقات بھی ضروری تھی کہ آپ کو مہدویوں سے حسد ہے اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ کو آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہؐ اور اقوال مجتہدین و اولیاء اللہ سے صراط مستقیم دکھائیں اس لئے اگر آپ کی تفہیم نہ ہو تو (چونکہ دونوں بھائی تہور اور دلاور تھے اور بہادری میں طاق تھے ہمیشہ باہتیار

رہتے تھے) تلوار اس کے سامنے رکھکر کہا کہ یہ اقوال واسناد ہیں اس سے تم کو راہ راست پر لائیں گے اور جیسا کہ حق ہے تفہیم کریں گے۔ شیخ نے جان لیا کہ ان شیروں کے پنجے سے رہائی سوائے تملق اور خوشامد کے نہ ہوگی۔ پس عذر و معذرت سے پیش آیا اور کہا جو کچھ میری تقصیر ہے معاف فرمائیں۔ اب آئندہ ایسا کام نہ کروں گا اور کوئی فساد برپا نہ کروں گا یہ شخص شیخ علی حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کر کے کچھ عرصہ حضرت شاہ دلاورؓ کی صحبت میں رہا تھا پھر فاقہ کشی برداشت نہ کر کے مرتد ہو گیا اور گروہ مقدسہ کی اہانت میں ایک رسالہ لکھا اس کا جواب بندگی میاں عبدالملک سجاوندی نے دیا ہے اس کا نام سراج الابصار ہے جس پر حضرت سید یعقوب صاحب تشریف اللہی نے نہایت مدلل و مبسوط مقدمہ لکھا ہے جو بہت مقبول ہوا۔ خصوصیت سے جو مہدوی لڑکے امریکہ میں ہیں ان کے لئے یہ مقدمہ استحکام عقائد مہدویہ کا سبب بنا ہوا ہے۔

میاں محمد فیروزؓ:۔ میاں محمد فیروزؓ حضرت شاہ دلاور کی بیٹی بی بی زینب، بی بی اچھی ماں (شاہ دلاورؓ کی نواسی) کے شوہر ہیں ان کو بی بی اچھی ماں سے ایک بیٹے لاڈ محمد ہوئے اور ایک بیٹی ہوئی جن کا نام مانک جی تھا ان کو میاں علائی کو دئے۔ میاں علائی مرد با سلوک باوقار تھے ان کو بی بی مانک جی سے دو بیٹے ہوئے میاں شیر محمد اور میاں فتح محمد اور ایک بیٹی بی بی راجے جی۔ میاں شیر محمد کو ایک بیٹے میاں عطا جی اور میاں عطا جی کو دو بیٹے ایک درویش محمد دوسرے فاضل محمد۔ میاں درویش محمد کو ایک بیٹے میاں جمال محمد اور جمال محمد کو ایک بیٹے میاں درویش محمد ہوئے۔

میاں لاڑ محمد بن اچھی ماں:۔ حضرت شاہ دلاور کے نواسے بندگیمیاں شاہ شریف کے روضہ کی مجاوری پر قائم ہوئے ان کو دو بیٹے میاں عزیز محمد میاں خورشید، میاں عزیز محمد کو تین بیٹے ہوئے ایک ضیاء خاں دوسرے لاڑ خاں تیسرے میاں خاں۔ ضیاء خان باپ کے بعد صاحب

سجادہ ہوئے اور بہت نیک بخت تھے اور خدا کے بندوں کی خدمت بہت کرتے تھے۔ ان کو پانچ بیٹے ہوئے ایک خان صاحب دوسرے عبدالمجید تیسرے عبدالرسول چوتھے عبدالنبی پانچویں عبدالغنی۔

عبدالرسول باپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ بہت لائق اور نیک بخت تھے۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ کے پاس آکر آپ سے ملاقات کی ہے جب دولت آباد کے بجائے بادشاہ کا تخت احمد نگر چلا گیا تو بہت سے امراء دولت آباد چلے گئے۔

میاں محمود شاہ بن میاں لاڑ محمد بن اچھی ماں کو ایک بیٹے صمد خاں نامی کے ہوئے اور میاں صمد خاں کو تین بیٹے ہوئے۔ عبدل شاہ، محمود شاہ، شان شاہ۔ عبدل شاہ کو دو بیٹے ایک متو صاحب دوسرے اچھے میاں۔ متو صاحب کو ایک بیٹے عبدل شاہ ،اچھے میاں کو دو بیٹے میاں صاحب ،بڑن صاحب میاں۔ محمود شاہ بن میاں صمد خاں کو ایک بیٹے حسن میاں اور حسن میاں کو دو بیٹے میاں صاحب بڑن صاحب میاں ۔ محمود شاہ بن میاں محمد خاں کو ایک بیٹے حسن میاں اور حسن میاں کو ایک بیٹے سیدو میاں ان کو ایک بیٹے میاں خاں۔ میاں لاڑ محمد کو ایک بیٹی مانک جی تھیں ان کو میاں علائی کو دیئے۔ میاں علائی مرد باوقار تھے ان کو شیر محمد اور فتح محمد دو بیٹے ہوئے اور ایک بیٹی راجے بی بی۔ میاں شیر محمد کو ایک بیٹے اور شیر محمد کو دو بیٹے درویش محمد اور فضل محمد درویش محمد کو ایک بیٹے جمال محمد۔ جمال محمد کو ایک بیٹے درویش محمد۔

تیسرا باب

دیگر اصحاب و مہاجرین حضرت مہدی علیہ السلام

بندگی میاں نظام غالبؒ:۔ مہاجر مہدیؑ ہیں عمر دراز پائی ہے حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت ثانی مہدیؑ کے مبشر ہیں۔ آپ کہتے تھے جو خدا کا راستہ اختیار کرے اگر وہ ہمت کرے گا تو یہ راستہ اس پر آسان ہوگا۔ اگر کم ہمتی کرے گا تو مشکل پڑے گی۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ اور بندگی ملک معروف فرصت کے وقت علم پڑھنے کی اجازت لینے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو حضرت نے دونوں کو دور سے دیکھتے ہی فرمایا۔

علمے بہ طلب کہ باتو ماند　　آن دم کہ ترا زتو رہاند
تا علم فریضہ رانہ خوانی　　تحقیق صفات حق نہ دانی

حضرت بندگی میاں نظام غالبؒ کی بیوی کا نام بی بی جی تھا۔ آپ بڑودہ سے سات کوس پال تالاب پر آسودہ ہیں۔ آپ کی بیوی کا مزار آپ کے بازو مغرب کی طرف ہے۔

میاں درویش محمد اپنے نانا میاں نظام غالب کی صحبت میں رہ کر خلافت حاصل کئے ہیں اور ارشادی بہت عالیت اور عزیمت کے ساتھ کی ہے اور اپنے وقت آخر فرزندوں کو وصیت کی آگے زمانہ ابتر ہے مرشدی کی ہوس مت کرو کسب کر کے قوت حلال حاصل کرو آپ کے فرزند عبدالغفور اور پوترے کے بیٹے میاں عبدالمجید اس طریقہ پر رہے۔ میاں عبدالمجید کے بیٹے میاں عبدالملک ہیں ان کی بیوی کا نام فاطمہ بی تھا۔

میاں فرض اللہ مہاجرؒ ، میاں حبیب اللہ مہاجرؒ:۔ یہ دونوں بھی مہاجر کرام سے ہیں۔ حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کے ساتھ فرہ سے گجرات آئے اور حضرت ثانی مہدی کے بعد حضرت بندگی میاں شاہ نظام کی زندگی میں آکر رہے اور حضرت کی زندگی میں حضرت کے آگے انتقال کرگئے اور حضرت کے حضور میں آپ کا قبرستان بنا۔

بندگی میاں سید سلام اللہ:۔ ام المومنین بی بی الہدتیؓ کے بھائی ہیں جب حضرت مہدی علیہ السلام نے خدا کے حکم سے جونپور کو چھوڑ کر ہجرت اختیار کی آپ ساتھ ہوگئے اور ہمیشہ ساتھ رہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد حضرت ثانی مہدی کے ساتھ رہے آپ حضرت مہدی علیہ السلام کے چچیرے بھائی ہیں آپ کے والد کا نام سید جلال الدین بن میاں سید عثمان ہے۔ آپ نقلیات صحیح کے راوی ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام آپ پر بہت لطف و مہربانی فرماتے تھے۔اور ہر امر میں جرأت کے ساتھ حضرت مہدی علیہ السلام سے کوئی بھی بات پوچھتے حضرت مہدی علیہ السلام کی نہایت شفقت کی وجہ سے آپ حضرت مہدی علیہ السلام کے مبشر و منظور ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کی نسبت فرمایا تم کو دوزخ سے نجات ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ حضرت مہدی علیہ السلام کو وضو کرا رہے تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا کہ حضرت رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ الخادم المحروم میاں سید سلام اللہ یہ سن کر باہر چلے گئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کو طلب کر کے فرمایا تم کو دوزخ سے نجات ہے۔ آپ کا وصال حضرت ثانی مہدی کی شہادت کے بعد ۲۰/ ربیع الاول کو ہوا ہے۔ مزار شریف بھیلوٹ میں حضرت ثانی مہدی کے مزار مبارک سے جانب مشرق ہے۔

بندگی میاں الہداد حمید:۔ آپ بادشاہ مانڈو کے مقرب اُمراء سے تھے اور علوم

ظاہری و باطنی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ اعلیٰ درجے کے ناظم اور صاحب دیوان تھے جب حضرت مہدی علیہ السلام مانڈو تشریف لائے۔ آپ مجلس میں آیا کرتے تھے جب حضرت مہدی علیہ السلام نے مانڈو سے ہجرت کی آپ بھی ترک دنیا کر کے ساتھ ہو گئے اور حضرت مہدی علیہ السلام کے اصحاب خاص میں شمار کیئے گئے اور حضرت مہدی علیہ السلام کی کمال خوشنودی حاصل کی۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے رات میں ایک پہر (۳ گھنٹے) نوبت جاگنے کو گروہ پر فرض کر دیا ہے اصحاب مہدی کو نوبت میں بیٹھنے کے لئے جگانے میاں الہ داد حمید مقرر تھے۔ نوبت میں بیٹھنے کے لئے ذاکرین کی جماعت کے تین حصے کیئے جاتے اور رات کے بھی تین حصے کیئے جاتے (یعنی نماز عشاء کے بعد سے نماز فجر کی اذان تک) ایک ایک جماعت ایک ایک حصہ ذکر میں بیٹھتی۔ جس جماعت کی باری آتی میاں الہ داد حمید ان کو نام سے پکار کر جگاتے ایک دن آپ کو کلمات تسبیح کا الہام ہوا (یعنی **لا اله الا الله محمد رسول الله . الله الهنا محمد نبینا . القرآن والمهدی امامنا آمنا و صدقنا**) آپ نے یہ الہام حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا حکم ہوا ان ہی کلمات سے ذاکرین کو جگایا کرو چنانچہ یہی طریقہ جاری ہو گیا۔ جو آج تک قوم میں ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی وفات شریف کے بعد جب حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ مہاجرین مہدی کے ساتھ گجرات واپس ہوئے۔ میاں الہ داد حمیدؓ بھی آگئے حضرت ثانی مہدیؓ نے دیگر صحابہ کے جیسا آپ کو بھی اپنے سے الگ رہ کر دائرہ باندھنے کا حکم دیا۔ آپ نے اپنا دائرہ علیحدہ قائم کیا۔ آپ بڑے عالم و فاضل تھے اور شاعر بھی تھے حضرت مہدی علیہ السلام کی وفات شریف کے بعد آپ کی شان میں قصاید و مراثی لکھکر صحابہ کو سنائے ہیں۔ آپ کا دیوان چن پٹن کے مہدویوں نے ایک عرصہ پہلے چھپوایا تھا مگر اب وہ کم یاب ہے۔ آپ نے ایک رسالہ بار امانت اور ایک رسالہ ثبوت مہدی میں لکھا ہے۔ بندگی ملک برہان الدین آپ کی تصنیفات کو سفر و حضر میں ساتھ رکھتے

تھے۔ میاں ملک جی خواجہ ظؓ آپ کے شاگرد ہیں۔ میاں الہ داد حمید نے ایک بار اپنا سب مال حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا یہ سب مال تم اپنے پاس بطور امانت کے رکھو پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ مال میاں الہ داد حمید سے لے کر حضرت مہدی علیہ السلام نے مہاجرین میں سویت کر دیا۔ آپ کی وفات کب ہوئی اور کہاں دفن ہیں تواریخ سے پتہ نہیں چلا۔ آپ کے ایک فرزند میاں شیخ محمود تھے۔ جنہوں نے اپنے ایک مرید کو ایک رسالہ تلقین ذکر لکھکر دیا جس میں ذکر کا طریقہ اور دعائیں ہیں یہ رسالہ اردو ترجمہ کے ساتھ چھپ گیا ہے۔

میاں یوسف سہیتؓ:۔ آپ ملا بڑے کے فرزند ہیں جو پٹن میں رہتے تھے ملا بڑے کے گھر کے سامنے ایک جوگی یا جنگم رہتا تھا اس کی کیفیت مجنونانہ تھی ایک دن اس نے بلند آواز سے کہا مہدی جنمیاں (مہدی پیدا ہوا) یہ کہکر غائب ہو گیا۔ ملا بڑے نے ہر چند اس کی تلاش کی مگر وہ نہ ملا۔ انہوں نے جس روز اس جوگی نے یہ بات کہی تھی وہ تاریخ ایک کاغذ پر لکھکر رکھدی۔ جب حضرت مہدی موعود علیہ السلام پٹن شریف لائے۔ میاں یوسف سہیت جن کا علم ملک گجرات میں مشہور تھا اور لوگ اکثر اوقات تصوف کے باریک نکات ان سے حل کرتے تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے وعظ و بیان کی شہرت سن کر میاں یوسف سہیت مجلس میں آئے اور حضرت کا بیان سن کر اسی وقت گرویدہ ہو گئے۔ خیال کیا ایسا بیان سوائے بینہ خدا کے دوسرا نہیں کر سکتا جب گھر گئے تو ان کے دادا ملا بڑے نے جو کاغذ لکھ رکھا تھا اس کی تلاش کی وہ نہ ملا اسی فکر و اندیشہ میں دوسرے دن بھی عصر کے وقت بیان سننے آئے لیکن اس کاغذ کے نہ ملنے سے پریشانی تھی۔ بیان کے وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے پوچھا کیا پریشانی ہے عرض کیا میرے دادا نے ایک مجذوب کی زبانی یہ سن کر کہ مہدی پیدا ہوا ہے وہ تاریخ ایک کاغذ پر لکھکر رکھی تھی مگر وہ کاغذ جس پر تاریخ لکھی گئی تھی نہیں مل رہا ہے

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایاوہ کاغذ فلاں کتاب کے اتنے ورق کے بعد ہے۔انہوں نے مکان جاکر اس کتاب کو نکالا برابر اسی پتہ پر کاغذ ملا وہ لے کر حضور میں آئے اور عرض کیا حضور کی تاریخ پیدائش کیا ہے فرمایا ابو بکر سے پوچھو جب میاں ابو بکر (داماد مہدی علیہ السلام) نے تاریخ کہی مقابلہ کر کے دیکھا کاغذ پر وہی تاریخ تھی اسی وقت مرید ہو گئے۔ایک دن آپ کے دل میں خیال آیا جس طرح خاتم الانبیاءؐ کو مہر نبوت تھی مہدی (خاتم الاولیا) کو بھی ہونی چاہیئے۔حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا مجھے مہر ولایت کی زیارت کی تمنا ہے۔حضرت نے ان کو ایک گوشہ میں لے جاکر پیراہن مبارک نکالا جاکر بتایا دیکھا تو پشت مبارک پر سرخ رنگ کی مہر ولایت مرغ کے انڈے کے برابر ہے اس میں جلی حروف سے آیات بہت خوبصورتی سے لکھے ہوئے ہیں۔ نہایت تعظیم سے اس کو بوسہ دیا اور بے خود ہو گئے اور کہالا ریب آپ مہدی موعود ہیں۔اب بندہ تمام علماء ومشائخین کی مجلس میں بآواز بلند اعلان کرے گا کہ حضرت سید محمد مہدی موعود ہیں۔حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا برداشت کرو اس کا وقت خدا کے پاس باقی ہے۔عرض کیا دل قابو میں نہیں ہے صبر نہیں کر سکتا فرمایا اگر صبر نہ کرو گے تو خدا تمہاری زبان بند کر دے گا اس کے بعد وہ گونگے ہو گئے اور حالت جذب میں چند روز کے بعد انتقال کر گئے۔

میاں تاج محمدؓ:۔ میاں یوسف سہبت کے بھائی ہیں۔پٹن میں حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کی ہے جب حضرت مہدی علیہ السلام احمد آباد تشریف لائے وہاں کے دنیادار علماء اپنی ریاست اور مشیخت برباد ہونے کے خیال سے آپ کے دشمن ہو گئے۔جب حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا میں اسی دار دنیا میں خدا کو چشم سر سے دکھا تا ہوں تمام علمائے احمد آباد نے آپ کے قتل پر فتویٰ لکھا مگر مولانا محمد تاج نے جو علمائے عصر میں سر بر آوردہ تھے ان علما سے کہا کہ تم نے علم اسی لئے سیکھا ہے کہ سید کے قتل پر فتویٰ لکھو اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت

مہدی علیہ السلام نے احمد آباد سے ہجرت کی ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام اڈیسہ کے جھاڑ کے نیچے بیٹھے تھے مولانا محمد تاج مشائخوں کے طریقہ کے خلاف دستار باندھے ہوئے آئے۔ حضرت نے فرمایا آج مشائخوں کی عادت کے خلاف پگڑی باندھے ہو عرض کیا کل بیان قرآن میں حضرت نے مشائخوں کے طریقہ پر دستار باندھنے سے منع کیا تھا اس لئے بانکی تیڑھی باندھلی ہے فرمایا سچ ہے خدائے تعالیٰ اسی سے خوش ہے۔

بندگی میاں بھائی مہاجرؓ:۔ آپ کا اصلی نام میاں مبارک ہے مگر میاں بھائی مہاجر کے نام سے مشہور ہیں۔ بندگی میاں بھیک مہاجر جنہوں نے مردہ کو زندہ کیا تھا اور بندگی میاں فرید مہاجرؓ آپ کے بھائی ہیں۔ آپ حضرت شیخ منتجب الدین زرزری زر بخش (خلد آباد) کی اولاد سے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق شہر دولت آباد میں کی ہے اور ہمیشہ سفر و حضر میں ساتھ رہے ہیں۔ حضرت ثانی مہدی کے ساتھ فرہ سے گجرات آئے ہیں اور حضرت ثانی مہدیؓ کی اجازت سے دائرہ الگ باندھا ہے ایک زمانہ تک آپ کا دائرہ دساڑہ میں رہا جو کھانبیل سے سترہ کوس ہے۔ حضرت بندگیمیاں سید شہاب الدین شہاب الحق کا دائرہ کھانبیل میں تھا۔ حضرت شہاب الحق اور حضرت بندگیمیاں سید محمود سید نجی خاتم المرشد دونوں ہر چھ ماہ میں آپ کی خدمت میں آتے اور کبھی آپ کی بات کو نہیں ٹالا اور کبھی آپ کے حضور چارپائی پر نہیں بیٹھے۔ حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر صدیق ولایت سے بہت خلوص تھا۔ حضرت بندگیمیاں نے حضرت شہاب الحق اور سید نجی خاتم المرشدؓ دونوں کو تعلیم کے لئے آپ کے حوالے کیا تھا۔ اپ کی عمر بڑی ہوئی ہے۔ حضرت میراں علیہ السلام کے زمانے میں جوان تھے۔ جب عالم خاں دساڑیہ نے اپنی بیٹی حضرت شہاب الحق کے فرزند میاں سید ولی کو دینا چاہی تو حضرت شہاب الحق نے یہ کہکر کہ تم امیر ہم فقیر انکار کر دیا۔ عالم خاں نے بیٹی کو لا کر بندگی میاں بھائی مہاجر کو اللہ دیا کہکر دیدیا پھر حضرت کے کہنے پر حضرت

شہاب الحق نے میاں سید ولی کی شادی عالم خان کی بیٹی سے کی۔

نقل ہے کہ حضرت بھائی مہاجرؒ کے فقراء میں ایک بھائی بغیر آپکی اجازت کے باہر چلے گئے۔ آپ نے فرمایا وہ بغیر میری اجازت کے گیا ہے خدا اسکو واپس نہ لائے گا جب وہ واپس آنے لگا دائرہ کے قریب چوروں نے اس کو مار ڈالا۔ حضرت میاں بھائی مہاجر کا انتقال دسازہ (کاٹھیاواڑ) میں ۵/ ذی قعدہ کو ہوا۔ قبر شریف بجاسر تالاب کے کنارے ہے۔ آپ کو ایک فرزند منو میاں حسن نامی تھے ۱۲/ شوال کو جنگ بدر ولایت میں کھانبیل میں شہید ہوئے

میاں بھیک مہاجر:۔ بندگی میاں بھیک مہاجر (بھیکیا) بندگی میاں بھائی مہاجرؒ کے بھائی ہیں آپ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ جونپور سے ہجرت کی جب حضرت مہدی علیہ السلام داناپور سے آگے بڑھے داناپور اور کالپی کے درمیان کسی موضع کا رئیس مرگیا تھا اس کو میاں بھیک مہاجر نے زندہ کردیا یہ دیکھ کر لوگ آپ کی طرف لپکے آپ گھبرا کر بھاگے اور حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آگئے۔ لوگ آپ کے پیچھے لگے ہوئے تھے نعوذ باللہ آپ کو خدا سمجھنے لگے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کو اس بات کی خبر ہوئی پہلے تو آپ نے اس ہجوم کو ان سے دور کیا اور فرمایا کہ ان بیچاروں کا کیا قصور ہے تم نے اس بلا کو خوشی سے مول لیا ہے اور فرمایا مردہ زندہ نہیں ہوتا وہ زندہ شدہ رئیس اسی وقت پھر مرگیا۔ پھر آپ نے صوم وصال رکھکر قوم کو کرامت کی ملامت سے بچانے کے لئے خدا سے دعا کی۔ آپ حضرت ثانی مہدی کے بعد بھیلوٹ سے ہجرت کر کے دکن آئے اور قلعہ پرینڈہ میں دائرہ قائم کیا ۱۹/ رجب کو انتقال ہوا۔ مزار مبارک وہیں ہے۔

میاں خوند شیخ مہاجرؓ:۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے مبشر و منظور ہیں حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد آخر تک حضرت ثانی مہدیؑ کی صحبت میں رہے ہے۔ حضرت ثانی مہدیؓ کے بعد دکن آئے ۱۸/ محرم کو شہر چھونڈ میں واصل حق ہوئے ہیں مزار مبارک بی بی

ہدیۃ اللہؓ کے روضہ مبارک میں ہے ۔ آپ کے فرزند میاں حسن مہاجر کا مزار بھی چچونڈ میں ہے۔ چچونڈ میں بی بی ہدیۃ اللہ کے روضہ مبارک میں سترہ اٹھارہ مہاجر آسودہ ہیں۔ مشہور ہے کہ اس مقبرہ کیلئے حکم بخشش ہے اکثر مہاجرین یہاں ہیں۔ جیسے میاں قاضی علی داماد میاں ابو بکر جو بہت بزرگ اور صاحب علم تھے۔ میاں حمید مہاجر، میاں عبدالقادر مہاجر، میاں جلال مہاجر، میاں قاضی علاؤالدین مہاجر، میاں جلال مہاجر، میاں بہلول مہاجر، میاں جمال مہاجر، قطب میاں، حاجی محمد میاں، طاہر مہاجر، میاں معتمد خاں، میاں جوہر میاں گوہر، میاں ضیاءالدین عاشق الراشیخ، بابو مہاجر۔ یہ سب مہاجر بی بی ہدیۃ اللہ کے حظیرہ میں آسودہ ہیں۔

بندگی میاں لاڑشہ ؓ:۔ بندگی میاں لاڑشہ ابن میاں مبارک مہاجر ہیں عمر درازپائی ہے۔ آپ کے وصال کے وقت اصحاب اور مہاجرین میں گجرات میں کوئی باقی نہ تھا۔ سوائے حضرت ملک بخن نام کے جو پٹن میں ہیں۔ آپ کا دائرہ بہت جگہ رہا ہے اور دہلی اور آگرہ کا سفر بھی آپ نے تنہا کیا ہے۔ ایک مدت تک آپ کا دائرہ تاج پورہ احمد آباد میں تھا۔ جب میاں عبداللہ خاں نیازی حج سے واپسی میں گجرات آئے احمد آباد میں آپ سے ملاقات کی اور مصدق ہوگئے۔ میاں شیخ علائی بھی جو میاں عبداللہ خان نیازی کا طریقہ دیکھ کر مہدوی ہوگئے وہ آپ سے دہلی میں مل کر آپ سے بیعت کر کے آپ کے مرید ہوگئے اور فیض حاصل کیا بندگیمیاں لاڑشہ کو منکر مہدی کو کافر کہنے میں تامل تھا اس کے تعلق ایک رسالہ بھی لکھا تھا حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے اس کے خلاف ایک محضرہ کیا جس پر اٹھارہ مہاجرین مہدی علیہ السلام اور بعض تابعین کی دستخطیں ہیں۔ اور ثابت کیا کہ منکر مہدی کافر ہے۔ آپ کا انتقال احمد آباد ہی میں ہوا ہے۔ مزار مبارک احمد آباد کے محلہ تاج پورہ میں ہے۔ انتقال ۹/ ربیع الاول کو ہوا ہے۔ آپ حضرت ام المومنین بی بی ملکان کے والد ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت میں ہمیشہ رہے۔ آپ کو افیون کھانے کی عادت تھی۔ حضرت مہدی علیہ

السلام نے آپ کے پاس سے افیون کا ڈبہ لے کر فروخت کرا کر سویت کرادیا اور آپ کو پسخوردہ دیا جس سے افیون کی عادت چلے گئی اور آپ بہت موٹے تازے ہوگئے اور رنگ و روپ کھل گیا۔

میاں عبداللہ خاں نیازی:۔ آپ نیازی پٹھانوں سے ہیں۔ آپ کا وطن سرہند ہے جو دہلی سے لاہور کی طرف ستر میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ نے شیخ سلیم چشتی کی صحبت اختیار کی اور علم ظاہر حاصل کیا۔ ایک مدت کے بعد ان کی اجازت سے حج کو گئے اور واپسی میں گجرات آئے۔ گجرات میں اطراف واکناف میں کئی دائرے اصحاب حضرت مہدی علیہ السلام کے تھے۔ اصحاب مہدی علیہ السلام کا عمل اور عبادت و زہد و تقویٰ دیکھ کر ان کا دل مذہب مہدی کی طرف مائل ہوا اور بندگیمیاں خوند شیخ مہاجر مہدیؑ کی خدمت میں آکر تصدیق مہدی سے مشرف ہوئے اس کے بعد بندگی میاں شاہ نعمتؓ کی خدمت میں آئے اور آپ سے بیعت کر کے ترک دنیا کیا اور توکل کی زندگی اختیار کی اور اس کے شرائط بجالائے اور پھر حضرت شاہ نعمت کی اجازت پر گجرات سے بیانہ آکر مقیم ہوئے اور یہاں دائرہ قائم کیا۔ اور تخلیہ وتزکیہ اور ریاضت و عبادت میں مشغول ہوگئے۔ آپ کا طریقہ دیکھ کر بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے اور آپ کے فقراء کی تعداد چھ سات سو ہوگئی۔ آپ کا طریقہ وہی تھا جو شاہ نعمت کا تھا یعنی غریبوں فقیروں اور بیواؤں کے گھر خود پانی بھرنا۔ اور مسافروں اور محنت مزدوری کرنے والوں کو بلا بلا کر نماز میں شریک کرانا اور ان کو ان کی جو مزدوری ہوتی تھی وہ دینا، ذکر و فکر کی تاکید بہت تھی۔ آپ کے دائرہ میں اٹھارہ آدمی چشم سر سے خدا کو دیکھنے والے تھے اور آپ کا دعویٰ ہمیشہ یہی تھا کہ

بیزارم ازاں کہنہ خدائے کہ تو داری
ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگرے ہست

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنے ایک خط میں جو میاں عبداللہ خاں نیازی کو لکھا گیا ہے لکھتے ہیں کہ "خدائے رحیم و کریم کا شکر ہے کہ ہم میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جس کے ارکان اور قول و عمل میں تضاد نہیں ہے جس کا عمل محمد ﷺ کے عمل اور قول کے مطابق ہے۔ شیخ عبدالحق کا یہ اشارہ میاں عبداللہ خاں کے فقراء کی طرف ہے۔

بندگی میاں شیخ علائیؒ نے حضرت میاں عبداللہ خاں نیازی کے طریقہ عمل کو دیکھ کر ہی مہدویت کو قبول کیا اور اپنی مشیخت اور آبائی طریقے کو چھوڑ دیا اور مہدوی ہو گئے۔ اس زمانے میں سلیم شاہ دہلی کا بادشاہ تھا وہ نیازیوں کا سخت دشمن تھا اس کے دربار میں مخدوم الملک اور عبداللہ سلطان پوری دونوں اس کے مقرب تھے جن کا وہ معتقد تھا وہ مہدویوں کے سخت دشمن تھے مہدویوں کی ترقی دیکھ کر آتش حسد میں جلنے لگے ان دونوں نے بادشاہ کو عبداللہ خاں نیازی کے خلاف بھڑکایا اور کہا کہ مہدی بادشاہ روئے زمیں ہوگا۔ عبداللہ خاں کے ساتھ چھ سات سو آزمودہ کار آدمی ہتھیار بند موجود ہیں ممکن ہے بغاوت کریں یہ سن کر سلیم شاہ نے حاکم بیانہ کو حکم دیا کہ عبداللہ خاں کو دربار میں بھیج دے۔ میاں حاکم بیانہ عبداللہ خاں کے معتقد تھے ان کو کہیں نکل جانے کی رائے دی مگر حضرت نے نہیں مانا اور دربار میں حاضر ہو گئے۔ سلیم شاہ جانے کے لئے تیار کھڑا تھا۔ میاں عبداللہ خاں نے دربار میں پہونچ کر سلام علیک کیا۔ میاں بہوہ ساتھ تھے انہوں نے آپ کی گردن پکڑ کر جھکا کر کہا کہ بادشاہوں کو سلام اس طرح کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو سلام رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ اور صحابہ رسول اللہ ﷺ کو کرتے تھے میں اس کے سوا دوسرا سلام نہیں جانتا۔ سلیم شاہ نے مخدوم الملک کے اشارے پر آپ کو مارنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اس کے اشارے پر آپ کو لات، لکڑیاں اور کوڑے مارے۔ مار کھاتے ہوئے جب تک ہوش رہا آپ یہ آیت ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدالنا و انصرنا علی القوم الکافرین۔ سلیم شاہ نے پوچھا کیا کہتا ہے مخدوم الملک نے کہا تم اور ہم کو کافر کہتا ہے۔ سلیم

شاہ کو اور غصہ آیا اور زیادہ مارنے کا حکم دیا۔ جب سمجھا کہ دم نکل گیا ان کو چھوڑ کر چلا گیا لیکن میاں عبداللہ خاں میں کچھ جان باقی تھی لوگ دوڑے اور ان کو چمڑے میں لپیٹ کر ایک رات دن آگ کی گرمی میں رکھا۔ یہ واقعہ ۹۵۵ھ کا ہے جب حواس ٹھکانے ہوئے آپ نے بیانہ چھوڑ کر سیاحت اختیار کی پھر آخر میں سرہند میں مقام کیا اور طریقہ مہدویہ پر قائم رہے زندگی بھر متوکل اور دنیا سے مستغنی رہے۔ جب اکبر بادشاہ ایک بار جاتے ہوئے آپ کے پاس آیا آپ پیر دراز کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ پیر نہیں کھینچے نہ بادشاہ کو تعظیم دی۔ اکبر نے مدد معاش کے لئے جاگیر دینی چاہی قبول نہیں کی۔ وہ جاگیر آپ کے بیٹوں کے نام کردی۔ آپ کا انتقال سرہند میں ۱۰۰۰ھ میں ہوا اس وقت آپ کی عمر ۹۰ سال کی تھی۔

آپ پر بحوالہ منتخب التواریخ ارتداد کا الزام لگایا گیا ہے جو بہت غلط ہے۔ عبدالقادر بدایونی نے ہرگز آپ کے متعلق ایسا نہ لکھا ہوگا جب سلیم شاہ کی سختی اور ظلم کے باوجود آپ صابر اور مذہب پر قائم رہے تو ایسے وقت میں جب کہ اکبر آپ کا معتقد ہو چکا تھا اور آپ کو کوئی خطرہ نہ تھا آپ کا پلٹ جانا بالکل سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے۔ بات یہ ہے منتخب التواریخ کے لکھے جانے کے زمانے میں چھاپے خانے نہیں تھے اس کی نقلیں لوگ کرنے لگے کسی مخالف مہدی نے نقل کرتے ہوئے آپ کے تعلق سے یہ بات بڑھادی (خدا ظالموں کا خرابہ کرے)

بندگی میاں شیخ علائیرح :۔ آپ بنگال کے رہنے والے اور وہاں کے مشائخین سے تھے۔ آپ کے والد کا نام شیخ حسن ہے۔ علوم ظاہری کی تکمیل آپ نے اپنے والد سے کی ہے حج کے لئے اپنے والد کے ہمراہ گئے۔ واپسی میں آپ اور آپ کے والد نے بیانہ میں قیام کیا۔ علوم ظاہری میں آپ کو بہت مہارت حاصل تھی کسی کو بھی خیال میں نہیں لاتے تھے جو شخص بھی علم ظاہر میں مشہور ہوتا اس سے بحث کر کے اس کو ذلیل کرتے امر معروف اور نہی عن المنکر میں بہت سخت تھے۔ ایک دن آپ کا گزر میاں عبداللہ خاں نیازی کے دائرے

پر سے ہوا ان کا طریقہ آپ کو بہت پسند آیا کہ نہایت سادہ زندگی اور متوکل و متقی ہیں اور لکڑ
ہاروں کو جمع کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ جو عذر کرے اس قدر کرے اس کو اپنے پاس سے پیسے
دیتے ہیں۔ آپ نے اس طریقے کو بہت پسند کیا اور اپنے خادموں سے کہا کہ دین و ایمان اسی کا
نام ہے جو میاں عبداللہ خاں نیازی کا برتاؤ ہے اور ہم جس طریقہ میں گرفتار ہیں وہ محض بت
پرستی اور زنار داری ہے۔ اسی وقت اپنے باپ دادا کا طریقہ چھوڑ دیا اور مہدوی مذہب اختیار
کرلیا مقتدائی اور مشیخت درہم برہم کردی اور جو لوگ آپ سے ناراض تھے ان کو
عاجزی سے راضی کرلیا اور اپنا سب مال و دولت لٹادیا۔ بیوی سے کہا کہ اگر فقر و فاقہ منظور
ہے تو تو میرے ساتھ رہو ورنہ تمہارا اختیار تمہارے ہاتھ میں ہے۔ حضرت بندگی میاں لاڑ
شہؒ سیاحت کرتے ہوئے ایک مرتبہ دہلی آئے تھے اور چند روز وہاں قیام فرمایا ایک روز آپ
بازار گئے۔ اتفاق سے میاں شیخ علائی بھی وہاں آگئے میاں شیخ علائی کو بادشاہ کی طرف سے مدد
معاش مقرر تھی۔ بندگی میاں لاڑ شہ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ دیہ دار (گاؤں رکھنے والا یعنی
جاگیردار) دیندار نہیں ہوتا یہ بات میاں شیخ علائی کے دل میں اتر گئی۔ چند آدمیوں کو حضرت
کے پیچھے بھیجا کہ حضرت کہاں ہیں دیکھ آئیں۔ جب ٹھکانہ معلوم ہوا خدمت میں حاضر
ہوئے اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت کر کے مرید ہوئے اور تربیت ہوگئے اور ذکر کی تلقین
حاصل کی اور پاس انفاس کا طریقہ سیکھا پھر ذکر میں مشغول ہوگئے اس کی برکت سے قرآن
کے معنی آپ پر کھل گئے جب بندگیمیاں لاڑ شہ گجرات واپس آگئے آپ بیانہ آکر چند روز
میاں عبداللہ خاں نیازی کے دائرہ میں ٹھیرے پھر اپنا دائرہ الگ کرلیا اور توکل و تسلیم و رضا پر
قائم رہے آپ کے جو لوگ مرید ہوتے ان میں جو گھر بار والے تھے وہ تین سو تھے اور جو
لوگ مجرد تھے وہ ان سے بڑھ کر تھے سب کے سب تارک الدنیا اور متوکل تھے۔ کوئی پیشہ یا
تجارت نہیں کرتے تھے جو کچھ اللہ کے راستہ میں ملتا وہ سب میں سویت ہو جاتا اوقات ذکر
کی سخت پابندی تھی۔ رات میں نوبت جاگنے کا لزوم تھا اگر کوئی کاسب آپ کی اجازت سے

کسب کرتا تو اس کا پورا اثر آپ کی خدمت پیش کر دیتا روزانہ بیان قرآن کی پابندی تھی جس میں پورے اہل دائرہ شریک رہتے جو آپ کا بیان سن لیا وہ سارے گھربار، بال بچوں کو چھوڑ کر ترک دنیا کر کے دائرہ میں آجاتا۔ آپ کے بیان میں ایسا اثر تھا کہ جو سن لیتا وہ آپ کا ہی ہو جاتا پھر اس کی توجہ کسی اور طرف نہ ہوتی جو آپ کا بیان سن لیتا وہ دو میں سے ایک بات ضرور کرتا یا تو بیان سن کر ترک دنیا کر کے دائرہ میں آجاتا یا کم از کم اپنے گناہوں سے توبہ کر کے زاہد اور متقی اور پرہیزگار بن جاتا۔ آپ کے دائرہ میں توکل کا یہ حال تھا کہ رات کا کھانا دن کے لئے اور دن کا کھانا رات کے لئے اٹھا نہ رکھتے۔ پانی بھی نہ رکھتے۔ پانی کے برتن الٹے کر کے رکھ دیتے۔ محض اللہ کی رزاقی پر بھروسہ رکھتے تھے مگر سب کے سب با ہتھیار ضرور ہوتے۔ یہ لوگ جو بات خلاف شرع دیکھتے سختی سے اس سے منع کرتے جو نہ مانتے اس کو جبراً و قہراً روک دیتے۔ آپ کی تبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ ہزاروں آدمیوں نے مذہب مہدی کو قبول کر لیا۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ باپ بیٹے کو بھائی بھائی کی اور خاوند بیوی کو چھوڑ کر دائرہ دین میں داخل ہو جاتا۔ شیر شاہ سوری کے انتقال کے بعد جب اس کا بیٹا سلیم شاہ تخت پر بیٹھا تو اس کو مخدوم الملک اور ملا عبداللہ سلطان پوری نے میاں شیخ علائی کے خلاف بھڑکایا اور حضرت کو دربار میں بلایا۔ آپ چند خادموں کے ساتھ دربار میں آئے اور طریق سنت پر اسلام علیکم کہا۔ سلیم شاہ نے نہایت کراہت سے اس کا جواب دیا۔ مخدوم الملک نے یہ کہکر بادشاہ کو بھڑکایا کہ شیخ علائی مہدوی ہے اور امام مہدی تمام جہاں کے بادشاہ ہوں گے۔ اس لئے شیخ علائی کا ارادہ خروج و بغاوت کا ہوگا۔ غرض جب گفتگو شروع ہوئی بندگی میاں شیخ علائی نے قرآن کا بیان شروع کیا اور دنیا کی مذمت اور احوال قیامت اور دنیادار علماء کی اہانت اس طرح بیان کی کہ سلیم شاہ اور دربار کے لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سلیم شاہ نے محل میں جا کر حضرت کے لئے کھانا بھیجا۔ مگر حضرت نے کھانے سے انکار کیا۔ جب سلیم شاہ دوبارہ دربار میں آیا تو اس کی کوئی تعظیم نہیں کی اور کھانا نہ کھانے کی وجہ یہ بیان کی کہ تم

نے جو اپنے حق سے زیادہ خزانہ کا روپیہ خلاف شرع اپنے تصرف میں رکھا ہے وہ سب مسلمانوں کا حق ہے تمہاری ملکیت نہیں اور تمہارا کھانا بھی اسی قسم کا ہے پھر علمائے دربار نے مسئلہ مہدیت پر بحث کی حضرت اپنی قوت تقریر اور خدا کے فضل سے سب پر غالب آئے۔ ملا عبداللہ کو دم مارنے کی گنجائش نہ رہی۔ میاں شیخ مبارک (ابوالفضل اور فیضی کے والد) بھی اس مجلس میں شریک تھے سلیم شاہ بندگی میاں شیخ علائی کی تقریر پر فریفتہ ہو گیا اور کہا آپ ہمیشہ ان کا بیان مجھے سنایا کریں مگر مہدوی مذہب کو چھوڑ دیں میں آپ کو تمام ملک کا محتسب مقرر کر دوں گا مگر حضرت نے اپنا عقیدہ چھوڑنے سے انکار کیا۔ جب بڑے بڑے امیر اور سردار میاں شیخ علائی کے ہاتھ پر مہدوی ہونے لگے تو مخدوم الملک نے بار بار سلیم شاہ کو حضرت کے قتل کر دینے پر ترغیب دیتا رہا۔ آخر سلیم شاہ نے حضرت کو دکن چلے جانے کا حکم دیا۔ حضرت بے تکلف دکن کی طرف روانہ ہو گئے سرحد دکن پر ہندیہ کا حاکم مہدوی ہو گیا اس خیال سے کہ شاید وہ بغاوت نہ کر دے بادشاہ نے پھر بندگیمیاں شیخ علائی کو بلایا جب آپ آئے تو آپ کو شیخ بڈھ کے پاس بہار بھیجدیا اور بندگیمیاں شیخ علائی کے تعلق سے ان سے استفسار کیا کہ ان کے حق میں کیا حکم ہے۔ شیخ بڈھ نے مخدوم الملک کے خوف سے لکھدیا کہ جو فیصلہ ملا عبداللہ مخدوم الملک کرے وہی ٹھیک ہے۔ یہ خط پڑھ کر سلیم شاہ نے پھر بندگیمیاں شیخ علائی کو مذہب مہدویہ سے باز آجانے کے لئے کہا اور کہا میرے کان میں انکار مہدی کر دو مگر حضرت نے انکار نہیں کیا پھر سلیم شاہ نے آپ کو ملا مخدوم الملک کے حوالے کر دیا اور کہا اب تم کو اختیار ہے مخدوم الملک (دنیا کے کتے) نے آپ کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ آپ اس وقت مریض تھے۔ آپ کی گردن میں طاعون کا پھوڑا تھا اور سفر کی وجہ سے بہت مضمحل ہو گئے تھے تیسرے کوڑے میں آپ کی روح مبارک خدا میں واصل ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون . مخدوم الملک نے لاش مبارک کو دفن تک کرنے نہیں دیا مگر قدرت الٰہی سے ایسی تیز ہوا چلی کہ لوگوں کو خوف ہو گیا کہ قیامت آگئی ہے۔ اور حضرت کی نعش مبارک

پر اس کثرت سے پھول آگرے کہ پوری نعش پھولوں میں چھپ گئی اور وہیں قبر ہو گئی۔
آپ کی شہادت ۹۸۸ھ میں ہوئی ہے۔ سقٰھم ربھم شرباً اور ذکر اللہ آپ کی تاریخ ہے۔ آپ کے بعد دو سال بھی سلیم شاہ کی حکومت قائم نہ رہی۔ اور عبد اللہ سلطان پوری اور مخدوم الملک کا جو حشر اکبر کے دربار میں ہوا وہ تاریخ سے ظاہر ہے۔ میاں شیخ علائی کے دائرہ میں نو سو آدمی عیالدار اور مجرد فقرا کا شمار تو بہت زیادہ تھا۔

میاں عبد الرشیدؓ:۔ جس زمانے میں حضرت مہدی علیہ السلام بڑلی میں مقیم تھے۔ آپ کی خدمت میں میاں ادریس آئے اور حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کی۔ مہدی علیہ السلام کے بعد صحابہؓ فرہ سے گجرات آگئے اور مختلف مقامات پر مہاجرین مہدی علیہ السلام کے دائرے بنے تو حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی خدمت میں میاں اولیس کے بھائی اور قطب جہاں دونوں حضرت بندگی میاں سید خوندمیر ہی کی خدمت میں رہے۔ حضرت میاں سید قطب الدین صاحب خوندمیری عرف خوب میاں صاحب پالن پوری نے اور حضرت اسعد العلماء سید محمود عرف مرشد میاں صاحب تشریف اللہی نے میاں عبد الرشید کو حضرت مہدی علیہ السلام کا صحابی بتایا ہے۔ میاں عبد الرشید پٹن میں بحیثیت فاضل تبحر کے مشہور تھے جب اکبر بادشاہ فتح گجرات کے خیال سے ڈیسہ آکر پٹن آیا میاں مصطفیٰ فرزند میاں عبد الرشید کو بلا کر مخالفین مہدی کی ان کے ساتھ مخالفت دیکھ کر کہا کہ آپ پٹن چھوڑ کر کہیں چلے جائیں۔ آپ اپنے والد محترم میاں عبد الرشید کے ساتھ موربی آگئے سنجر اکبر کی طرف سے موربی پر شاہی عمل قائم کرنے آیا۔ سنجر اور علم خاں حاکم موربی میں جنگ ہو کر علم خاں مارا گیا اس کے بعد شاہی فوج نے میاں عبد الرشید کے دائرہ میں گھس کر لوٹ مار کی اور فقیروں کو بڑی اذیت دی اور بہت سے فقرا کو قید کر لیا اسی دار و گیر میں میاں عبد الرشید اور آپ کے ساتھ آپ کے فرزند اور دوسرے فقیر شہید ہو گئے۔

آپ کے ساتھ جملہ دس جانثار شہید ہوگئے۔ تاریخ شہادت ۲۴/رمضان ۹۸۰ھ ہے۔ مزار مبارک موریاریاست موربی میں ہے۔ میاں عبدالرشید نے حضرت مہدی علیہ السلام کے فرامین بھی جمع کئے ہیں۔ اس کتاب کا نام نقلیات میاں عبدالرشید ہے یہ کتاب دارالاشاعت کتب سلف الصالحین کی طرف سے چھپ گئی ہے۔اس کے علاوہ حضرت اسعد العلماء میاں سید محمود صاحب تشریف اللہی نے ان نقلیات کی توضیحات لکھ کر علیحدہ چھپوایا ہے۔ میاں عبدالرشید کی شہادت کے بعد سنجر نے آپ کے فرزند میاں شیخ مصطفیٰ کو قید کر کے احمد آباد لے گیااور اکبر کے حضور میں آپ کو پیش کیا۔

میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی:۔ آپ بندگی میاں عبدالرشید کے فرزند ہیں۔ نہایت عالی حوصلہ تھے ایک دن بندگیمیاں سید خوندمیر میاں عبدالرشید کے گھر تشریف لائے۔ اُن کی حرم محترم حضرت کی قدمبوسی کے لئے آئیں۔ بندگی میاں نے ان کی تعظیم کی وجہ پوچھنے پر فرمایا کہ اس بی بی کے شکم سے ایک فرزند دیندار پیدا ہوگا اس طرح میاں شیخ مصطفیٰ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے مبشر ہیں۔ جنگ بدر ولایت کے تین سال بعد پیدا ہوئے۔ زمانہ شیر خوارگی ہی سے رشد وہدایت کے آثار ان میں پیدا تھے۔ ایام طفلی ہی سے تحصیل علم میں مشغول ہوگئے اور حضرت صدیق ولایت سے آپ کو بہت محبت تھی اور اکثر و بیشتر حضرت کے روضہ مبارک میں جاکر بیٹھے رہتے تھے ایک روز اپ بیٹھے ہوئے تھے دیکھا کہ حضرت بندگی میاں قبر شریف سے بر آمد ہوئے اور آپ کو موچھن (مصطفیٰ کا مخفف) کہا اور پوچھا تو کس کا مرید ہوا ہے۔ آپ نے عرض کیا کسی کا ابھی تک مرید نہیں۔ پھر حضرت صدیق ولایت نے میاں مصطفیٰ کو اپنا مرید کر کے تربیت کیا۔ اور ذکر کی تعلیم دی۔ حضرت خوب میاں صاحب کہتے ہیں کہ حضرت بندگی میاں نے آپ کے سینہ سے اپنا سینہ لگا کر ذکر کی تعلیم دی ہے۔ پھر آپ جس کے پاس تربیت ہونے جاتے یہ واقعہ سن کر کوئی آپ کو

تربیت نہ کرتا اور کہتا میری کیا مجال ہے کہ صدیق ولایت کے دم کے او پر تم کو ذکر دوں۔ تمام اولوالالباب آپ کی مصاحبت، عظمت اور دانشمندی اور چرب نوازی سے بہت خوش تھے۔

آپ بندگی ملک پیر محمد (فرزند حضرت خلیفہ گروہؓ) کی صحبت میں بھی رہے ہیں پھر حضرت ملک پیر محمد کے حکم پر حضرت شہاب الحق کی خدمت میں آکر کچھ عرصہ صحبت میں رہے۔ پھر حضرت سید نجی خاتم المرشدؓ کے غصہ کرنے پر حضرت شہاب الحق نے آپ کو خلافت عطا کر کے دوسری جگہ دائرہ باندھنے کی اجازت دی۔ اس زمانے میں بندگی میاں لاڑشاہؓ نے ایک رسالہ تصنیف کیا تھا اور لکھا تھا کہ منکر مہدی کافر نہیں ہے۔ بزرگوں نے میاں شیخ مصطفیٰ کو مجبور کیا کہ بندگی میاں لاڑشہ کی خدمت میں جاکر اس رسالہ کو منسوخ کرائیں۔ حضرت بندگی میاں لاڑشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوسی کے بعد حضرت کے حضور میں بیٹھ کر پسخوردہ طلب کر کے پیا پھر باادب رسالہ طلب کر کے پڑھا اور حضرت کی تحریر کی بہت تعریف و توصیف کی پھر نہایت ادب سے عرض کیا خوندکار اگر کوئی اس تحریر پر ایسا اعتراض کرے تو کیا کرنا چاہیئے۔ فرمایا اس عبارت کو نکال دے میاں مصطفیٰ نے عرض کیا بندہ کی مجال ہے کہ حضرت کی تحریر کو میٹے۔ مگر الرضا خوق الادب اس عبارت کو دور کر دیا۔ اس طرح دیگر دلائل بھی باادب نہایت عاجزی سے دور کرادئے۔ ایک دفعہ بزرگان دین میں میاں مصطفیٰ اور میاں عبدالملک کے علم کے تعلق سے گفتگو ہوئی اور یہ طئے پایا کہ دونوں کے علم میں یہ تفاوت ہے کہ میاں عبدالملک کا علم روپیہ (چاندی کا سکہ) ہے اور میاں مصطفیٰ کا علم اشرفی (سونے کا سکہ) ہے مگر روپیہ ٹکسال شدہ ہے اور اشرفی غیر دارالضرب ہے میاں شیخ مبارک ناگوری نے بندگی عبدالملک سجاوندی سے جو سوالات کئے تھے وہ سوالات میاں مصطفیٰ کے پاس بھی بھیجے۔ آپ نے ان کے جوابات نہایت حقائق سے مملو لکھے ہیں۔ آپ کے مکتوبات بھی ہیں جن سے غربت اور فنا کی بو ٹپکتی ہے۔ یہ مکتوبات چھپ گئے ہیں جس زمانے میں آپ پٹن میں تھے آپ کے والد میاں عبدالرشید بھی یہاں تھے۔

جب آپ حضرت بندگی ملک پیر محمد کی ہدایت پر کھانبیل آکر حضرت شہاب الحق کی خدمت میں ٹھیرے تھے چونکہ آپ بہت بڑے عالم تھے اس لئے فقیروں کے بعض عمل پر آپ کو اعتراض تھا۔ آپ کہتے تھے جب سنت فوت ہو جائے تو اس کی قضاء کیوں نہیں پڑھتے اور سنت کی آخری دو رکعتوں میں ضم سورہ کیوں نہیں کرتے اور تراویح پورے تیس دن کیوں نہیں پڑھتے اس طرح کے اعتراضات فقرا پر کرتے۔ حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدؒ نے یہ دیکھکر خیال کیا کہ اگر یہ شخص کسی فقیر کے دل سے گر جائے تو بلا میں مبتلا ہو گا یہ سوچ کر حضرت شہاب الحق کے پاس آکر حضرت کو رضامند کرا کر ان کو دوسری جگہ دائرہ باندھ کر رہنے کی رضا دے دی۔ آپ پٹن آگئے پھر والد کے ساتھ موربی جاکر ٹھیرے۔ اکبر کے گجرات آنے پر اس کے غلام سنجر نے اور موربی جاکر علم خان کو مار ڈالا اور میاں عبدالرشید اور آپ کے ساتھ دس آدمیوں کو شہید کیا اور آپ کو قید کر کے اکبر کے پاس لایا اس زمانے میں پٹن میں ملا طاہر مہدویوں کا سخت مخالف اور دشمن تھا وہ اکبر کے پاس ڈیسہ کو گیا اور اپنی پگڑی اکبر کے پیروں پر ڈالدی اور میاں مصطفیٰ کی شکایت کی جس بنا پر اوپر کا بیان کردہ واقعہ ظاہر ہوا۔ ملا طاہر کی مخالفت روز افزوں تھی ملا وجیہ الدین گجراتی نے ملا طاہر کو بہت منع کیا کہ مہدوی فقرا کی جماعت سے ہیں ان کو مت ستاؤ مگر ملا طاہر نہ سنی۔ اس کے نتیجہ میں میاں سید مصطفیٰ (حضرت بندگی میاں کے پوترے) نے ملا طاہر کو مار ڈالا۔ اور خود شہید ہوگئے اور آپ قید کر لئے گئے۔ جب اکبر احمد آباد سے فتح پور سیکری واپس ہوا میاں مصطفیٰ اس کے سامنے پیش کئے گئے اور مباحثے کی مجلس قائم ہوئی۔ آپ ملا عبدالنبی اور مخدوم الملک کے حکم سے ایک خاردار پنجرے میں قید کئے گئے اور ہاتھ اور پاؤں میں بیڑیاں، ہتکڑیاں ڈالدی گئیں۔ اس پنجرہ میں نہ آپ کھڑے رہ سکتے تھے نہ بیٹھ سکتے تھے نہ لیٹ سکتے تھے۔ حالت رکوع میں رہتے۔ آپ کمزور و نحیف ہوگئے۔ اکبر دیکھکر سمجھ گیا اور کہا اے مصطفیٰ تم کو بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ آپ نے جواب دیا۔

من از بیگانہ گاں ہر گز نہ رنجم   کہ بر انچہ کرد آں آشنا کرد

جب آپ حالت قید میں تھے اور آپ پر بے حد تکلیف گزر رہی تھی آپ کا عزم و استقلال آزمانے حضرت امیر کبیر بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت کی روح مبارک گھوڑے پر سوار ہو کر منہ پر سبز نقاب ڈالے قید خانہ میں حضرت میاں مصطفیٰ سے ملاقی ہوئے اور فرمایا اے مصطفیٰ تم پر سخت تکلیف گزر رہی ہے اگر تم چاہو تو ہم تم کو چھڑا دیتے ہیں۔ آپ نے حضرت بندگی میاں کو پہچان لیا اور یہ دوہرہ عرض کیا

جگ کے ڈہانڈے ڈپیٹ پیا   تو موہے ٹھگن کا بھیس لیا

تل سر اوپر برے گھن   آرے سیتی چیرے تن

تب بھی نکلے یا ہی سخن   مہدی آن گذشت کیا

ترجمہ:۔ دنیا کی سیر کرنے والے شوخ جان من تو نے میری آزمائش کے لئے بھیس بدلا ہے اگر میرا سر گھن سے پھوڑ دیا جائے اور میرا جسم آرے سے چیر دیا جائے جب بھی میری زبان سے یہی بات نکلے گی کہ مہدی آیا اور گیا۔ حضرت صدیق یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور چہرے سے نقاب الٹا کر اپنے دیدار سے مشرف کر کے اظہار خوشنودی کیا۔

بہر حال اٹھارہ مہینے برابر آپ اس تکلیف کو برداشت کرتے رہے۔ اکبر بادشاہ کے دربار میں مجلسیں ہوتیں ہر مہینہ ایک مجلس ہوتی اس طرح اٹھارہ مجلسیں ہوئی جس میں ثبوت مہدیؑ کے لئے سوال و جواب ہوتے میاں مصطفیٰ ہر بحث میں علماء پر غالب آتے اکبر دل سے آپ کا معتقد ہو گیا وہ ہر مہینہ سب علماء کو جمع کرتا اور تمام علماء بادشاہ کے ساتھ کھانے میں شریک رہتے۔ میاں مصطفیٰ بھی رہتے مگر کھانا نہ کھاتے قید خانہ میں آپ کے لئے جو کھانا بھجوایا جاتا وہ بھی نہ کھاتے وہ کھانا قید کے محافظین کو دیدیتے ایک بوڑھیا جو چرخہ کاتتی تھی وہ اپنی کمائی سے کچھ پکا کر لا کر دیتی وہی کھا لیتے ایک روز اکبر نے سو اشرفیاں اور پرکالر کا تھان میاں مصطفیٰ کو دیا۔ میاں مصطفیٰ نے باہر نکل کر اشرفیاں لٹا دیں جب بادشاہ سے آپ کو

کچھ ملتا قید خانہ کے محافظین کو دیدیتے۔ وہ سب کے سب آپ کے خیر خواہ اور ہمدرد ہو گئے۔ بادشاہ کے دربار میں جو اٹھارہ مجلسیں ہوئی ہیں میاں نے خود ہی ان سب کو قلمبند کیا۔ اس میں سے پانچ مجالس "مجالس خمسہ" کے نام سے چھپ گئی ہیں۔ ایک دن اکبر نے آپ کو جاگیر میں ایک گاؤں قبول کرنے کے لئے کہا آپ نے انکار کیا پھر اس نے کہا کیا قرآن شریف دوں تو لےلوگے حضرت نے قبول کرنے کا وعدہ کیا۔ اکبر نے قرآن میں اشرفیاں رکھ کر آپ کو دیا۔ آپ نے وزن زیادہ دیکھ کر قرآن کو پکڑ کر جھٹکا اشرفیاں نیچے گر پڑیں علماء ان کو سمٹنے کے لئے جھپٹے۔ اکبر نے کہا تم میں اور میاں مصطفیٰ میں یہ فرق ہے اکبر نے آپ کو چتوارہ گاؤں میں جاگیریں لکھدیا آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر اکبر نے آپ کے فقیر اسمعیل اور آپ کے فرزند میاں عبداللہ کے حوالے اس گاؤں کی سند کر دی اور میاں مصطفیٰ کو چھوڑ دیا۔ میاں مصطفیٰ کی تبلیغ سے ہزاروں آدمیوں نے مہدی کی تصدیق کی ہے اور بڑے بڑے امیر امراء مہدوی ہو گئے۔ شیر شاہ سوری کا بھانجا عثمان خاں سور اور وزیر اعظم ہمایوں دونوں مصدق ہو گئے۔ جب عثمان خاں سور نے ترک دنیا کیا بارہ سو من سونا خدا کے راستہ میں میاں مصطفیٰ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے وہ سب سونا سویت کرادیا۔ جب آپ قید سے رہا ہوئے آپ کے فرزند میاں عبداللہؓ آپ کو لے کر بیانہ کی طرف چلے میاں مصطفیٰ بہت کمزور ہو گئے تھے بیانہ پہونچنے کے بعد آبادی کے باہر قیام کیا۔ یہاں آپ علیل ہو گئے آپ کا دل حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشد کی طرف راغب ہو گیا اور فرمایا اب مجھے حضرت سید نجی کے جو مراتب بتائے جاتے ہیں اگر پہلے بتائے جاتے تو کبھی حضرت کی خدمت سے جدا نہ ہوتا اور فرمایا مارواڑ کا اونٹ مارواڑ کی طرف منہ کر کے مرتا ہے۔ میرے مرنے پر میرا منہ سید نجی کے دائرہ کی طرف کردو۔ ذی قعدہ کی ۱۹/ تاریخ حالت قریب المرگ ہو گئی اپنے فرزند سے فرمایا کہ اگر میری موت آج ہو جائے تو پہلے حضرت مہدی علیہ السلام کا عرس مبارک کرو اور سب لوگوں کو کھانا کھلاؤ اس کے بعد میری تجہیز و تکفین

کر کے مجھے دفن کرو۔اسی تاریخ ۱۹/ذی قعدہ ۹۸۴ھ آپ ۵۲(باون) سال کی عمر میں دنیا سے دارالخلد کی جانب رحلت کر گئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون.

میاں عبداللہ فرزند میاں مصطفیٰؒ گجراتی:۔ میاں عبداللہ بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی کے فرزند ہیں۔باپ کے ساتھ اکبر کے دربار میں تھے۔جب اکبر بادشاہ نے میاں مصطفیٰ کو جاگیر دینا چاہی آپ نے انکار کیا۔اکبر نے میاں عبداللہ میاں اسمعیل اور میاں خضر فقرائے میاں مصطفیٰ کو سمجھا کر خفیہ طور پر جاگیر کی سند ان کے حوالے کی جس سے میاں عبداللہ اور میاں مصطفیٰ کے دیگر اہل وعیال مستفید ہوتے رہے۔میاں مصطفیٰ کے بعد میاں عبداللہؒ ان کے جانشین ہوئے اور بیانہ چھوڑ کر کئی مقام بدلتے ہوئے کھنڈیلہ آکر ٹھہرے۔کہا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت خاتم المرشد کی بیعت نہیں کی اور یہ ایک نئی بات نکالی کہ میاں مصطفیٰ کو کسی کا واسطہ نہیں ہے۔حالانکہ میاں مصطفیٰ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے روحانی طور پر اور بندگی میاں ملک پیر محمد کے شرعی اور ظاہری طور پر مرید ہو کر حضرت شہاب الحق کی خدمت میں چھ ماہ رہے ہیں اور حضرت شہاب الحق کی اجازت سے علیحدہ ہوئے اس کے بعد آپ پر وہ مصیبت نازل ہوئی جس کا ذکر اوپر ہوا۔حضرت خاتم المرشدؓ نے بے واسطگی کے عقیدے سے میاں عبداللہ کو منع کیا۔اور اس مسئلہ میں دونوں میں گفت و شنید ہوئی اور خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا مگر میاں عبداللہ اپنی بات پر مصرر ہے۔آج تک آپ کی اولاد کھنڈیلے میں موجود ہے اور صاحب ارشاد ہے۔جناب سید معزالدین صاحب آپ ہی کی اولاد میں تھے جن کا قیام حیدر آباد کے محلے مشیر آباد میں کئی سال رہا۔حضرت مولانا سید نصرت المجتہدی صاحب کے مرید ہوئے پھر اورنگ آباد میں انتقال کر گئے۔مزار دولت آباد میں ہے جناب سید علاءالدین صاحب بھی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی کی اولاد سے ہیں اور اب دائرہ کھنڈیلہ پر فائزرہ کر ارشادی کر رہے ہیں۔نہایت بااخلاق اور مہمان نواز ہیں۔

حضرت ضیاء الدین عاشق اللہؒ:۔ آپ بیدر کے سجادے تھے بہت سے امیر اور اعلیٰ وادنیٰ آپ کے مرید تھے۔جب حضرت مہدی علیہ السلام بیدر تشریف لائے آپ مجلس بیان میں حاضر ہوئے اور بیان سن کر حضرت کی تصدیق کرلی اور روزانہ بیان قرآن میں شریک ہونے لگے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کو عاشق اللہ کا خطاب دیا ہے۔جب حضرت مہدی علیہ السلام بیدر سے روانہ ہوئے آپ بھی ساتھ ہوگئے۔جب حضرت مہدی علیہ السلام بیدر سے دو منزل دور چلے گئے میاں ضیاء الدین کے مرید سینکڑوں کی تعداد میں آپ کے پاس آئے اور عرض کیا ہماری معیشت اور روزی کا دار ومدار سب کا سب حضرت ضیاء الدین پر ہے۔ ہماری بھوک پیاس اور غربت پر رحم فرماکر ان کو ہمارے حوالے کردیں ان لوگوں کے گڑگڑانے سے حضرت مہدی علیہ السلام نے مولانا ضیاء الدین کو رخصت دی اور فرمایا خدائے تعالیٰ تم کو بندہ سے دور نہ رکھے گا مولانا خادموں کے ساتھ ہوگئے۔ خادم آپ کو ساتھ لے گئے لیکن مولانا حضرت مہدی علیہ السلام کی جدائی سے بے چین تھے خادموں نے دیکھا کہ یہ نہیں رہیں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس چلے جائیں گے جب تو ان کو دیوانہ مشہور کیا اور ان کے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں پہنا کر ان کو حجرہ میں بند کردیا اور قفل لگادیا مولانا کو جوش عشق نے ابھارا ایک نعرہ مار کر دروازہ پر ہاتھ مارا دروازہ کھل گیا اور قفل ٹوٹ کر گر گیا آپ اُسی وقت حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آگئے خادم سب جمع ہوکر حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس آئے اور اپنے پیر کو طلب کیا لیکن حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ایک مرتبہ تمہاری بات میں نے سنی ہے اب خدا ان کا حامی ومددگار ہوا تمہاری قید سے ان کو چھڑایا میں بھی اللہ واسطے ان کی تائید کرتا ہوں اب واپس جاؤ اس فرمان پر سب خادم واپس چلے گئے حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد آپ نے ہندوستان کے مختلف مقامات پر دائرہ کیا۔ آخری دائرہ موضع چچونڈ (قریب احمد نگر) میں تھا وہیں آپ کی وفات ہوئی بی بی ہدیۃ اللہ کے روضہ مطہرہ میں آپ کا مزار ہے۔

بندگی میاں شیخ مومن توکلی بیدری:۔ جس وقت حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی رونق افروزی بیدر میں ہوئی حضرت شیخ مومن توکلی بیدری جو بڑے اہل دل محقق اور دیندار زاہد متقی وعالم تھے بہت سارے بدری اور اطراف وجوانب دور دور کے لوگ ان کے مرید و معتقد تھے انہوں نے حضرت سیدنا مہدی موعود کے اخلاق وعادات اور حالات وغیرہ کو بہت دوراندیشی کے ساتھ ملاحظہ کیا اور یقین جانا کہ یہی ذات مہدی موعود کی ہے اس لئے وہ حضرت کے حضور سے جدا نہ ہوتے تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام جب وضو کرتے حضرت شیخ مومن لوٹا ہاتھ میں لے کر پانی ڈالا کرتے جب پاؤں دھونے کی نوبت آتی اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام لوٹا آپ کے ہاتھ سے لے لیتے اور شیخ مومن اپنے دونوں ہاتھ پسار کر قدموں کے نیچے لاتے اور وضو سے پاؤں کو دھویا ہوا پانی پی لیتے تھے یہ بھی حضرت شاہ عبدالمجید نور نوش کے مانند نور نوش تھے ایک روز میاں شیخ مومن نے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ فدوی کو بے انتہا آرزو ہے کہ حضرت اپنے مبارک قدم سے میرے قیام گاہ کو زیب زینت بخشیں اگرچہ کہ غلام حضرت کی مہمانی کرنے کے لائق نہیں ہے لیکن کمال اشتیاق نے اس معروضہ کرنے کی جرأت دلائی ہے۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے مسکرا کر قبول فرمایا۔ شیخ مومن ایسے متوکل تھے کہ ان کے پاس ایک چھری کے سوائے اور کچھ نہ تھا غرض چھری بیچ کر جس طرح ہوسکا جوار باجرہ کی روٹی پکائی جب حضرت مہدی علیہ السلام شیخ مومن کے گھر تشریف لائے شیخ نے کہا غسل کا پانی تیار ہے حمام میں چلئے جس وقت حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے نہانے کیلئے کپڑے اتارے میاں شیخ مومن جھٹ سے حضرت مہدی علیہ السلام کی پشت مبارک کی طرف ہوگئے اور خوب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ مہر ولایت کا نقشہ پشت مبارک پر موجود ہے۔ اچھی طرح دیکھ بھال کر اسکو بوسہ دیا اور آنکھوں سے ملا، نہایت ادب سے حضرت کے پائے مبارک کو بوسہ دے کر کہا کہ حضور یہ ساری گستاخی اسی سبب سے ہوئی ہے۔ فدوی نے

خیال کیا کہ آثار و علامات کے نظر کرتے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ذات پاک حضرت خاتم الاولیاء ہے۔اگر خاتم الاولیاء آپ کی ذات ہے تو جس طرح خاتم الانبیاء کی پشت مبارک پر مہر نبوت تھی اسی طرح حضرت کی پشت مبارک پر بھی مہر ولایت ہونی چاہیئے۔ غلام نے اسکو جس طرح دیکھنا چاہیئے تھا دیکھ لیا اور یقین جانا کہ یہی مقدس ذات مہدی موعود آخر الزمان کی ہے

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا قیام بیدر میں ڈیڑھ سال رہا جب تک حضرت مہدی علیہ السلام بیدر میں رہے میاں شیخ مومن حضرت کی خدمت میں گذاری، ذرا بھی جدا نہ ہوئے۔

نقل ہے کہ جس وقت حضرت مہدی علیہ السلام بیدر سے نکلے میاں شیخ مومن بھی ساتھ ہو گئے لیکن حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں شیخ مومن کو بوڑھاپے کے سبب موضع اتّم (اڑم) میں چھوڑا اور فرمایا تمہارا دلی مقصد اسی جائے پر خدائے تعالیٰ بر لائے گا۔

گر بہ منی در یمنی پیش منی　　　　در بے منی پیش منی در یمنی

ترجمہ: اگر تو میرے خیال میں رہ کر یمن میں بھی رہے تو میرے سامنے ہی ہے اگر بغیر میرے خیال کے میرے آگے بھی رہے تو یمن میں ہے۔ بہر حال حضرت مہدی علیہ السلام ان کو تشفی دے کر آگے بڑھ گئے شیخ مومن حضرت کے عاشق زار تھے رات دن حضرت مہدی علیہ السلام کا ہی سبق پڑھتے تھے۔ایک دن آپ نے اپنے مریدوں کے حلقے میں کہا اگر حشر کے دن خدائے تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا مومنؔ تو میری درگاہ میں کیا تحفہ لایا عرض کروں گا الٰہی یہ دو آنکھیں ہیں جو میں لایا ہوں جس سے سیدنا مہدی موعود علیہ السلام اور حضرت کی مہر ولایت کو دیکھا ہوں اور یقین جانا کہ سچا مہدی یہی ہے۔

آپ کا قیام تاعمر اڑم (قریب اکیلی ظہیر آباد) ہی میں رہا۔وہیں انتقال فرمایا۔اڑم بیجاپور سے آٹھ منزل ہے۔ آپ کے بعد آپ کے مرید و معتقدین اور اولاد کے لوگ اڑم میں نسل ہا نسل تک رہے۔

میاں شیخ صدر الدین سندھی:۔ آپ سندھ کے بہت بڑے عالم تھے تمام علوم میں دستگاہ رکھتے تھے بادشاہ سندھ جام نندہ کے مرشد تھے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام شہر ٹھٹھ (پایۂ تخت سندھ) کو تشریف لائے سندھ کے دنیادار علماء نے بادشاہ سندھ کو حضرت کا مخالف بنادیا۔ بادشاہ سندھ کی طرف سے بہت سے علماء نے حضرت مہدی علیہ السلام سے مباحثہ کیا مگر کوئی بھی غالب نہ ہوسکا۔ تنگ آکر علمائے سو نے بادشاہ کو ترغیب دی کہ آپ کو قتل کرادے۔ بالآخر بادشاہ نے دریاخاں سپہ سالار فوج کو حضرت کو تباہ کرنے کا حکم دیا لیکن دریاخان حضرت مہدی علیہ السلام کو دیکھتے ہی گھوڑے سے گر پڑااور آکر قدمبوسی کی وہ اور اس کا بیٹا احمد خاں دونوں مصدق ہو گئے اور حضرت کی بیعت کرلی۔ حضرت نے دونوں کو ذکر کی تعلیم دی پھر دریاخاں واپس ہو گیا، جام نندا نے اپنے مرشد صدر الدین کو بلا کر حضرت مہدی علیہ السلام سے مباحثہ کرنے کہا۔ مولانا صدر الدین حضرت کی خدمت میں آئے دیکھاکہ حضرت سپاہیانہ لباس پہن کر کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ کا لباس دیکھ کر مولانا صدر الدین نے خیال کیا یہ کیاخاک دعوئ مہدیت کر سکتے ہیں بغیر مباحثہ کے پلٹ گئے راستہ میں ان کو آواز آئی صدر الدین کہاں جاتا ہے یہی ذات مہدی موعود ہے انہوں نے کوئی خیال نہیں کیا پھر ایک کالے پتھر سے یہی آواز آئی پھر ان کو خیال ہوااس میں کچھ نہ کچھ بھید ہے پلٹ کر حضرت کی خدمت میں آئے حضرت اس وقت نماز عصر کے بعد قرآن کا بیان کررہے تھے سن کر خیال کیااس قسم کا بیان سوائے صاحب الزماں کے دوسرا نہیں کر سکتا بیان سن کر مولانا نے وہیں شب باشی کی اور مناظرہ کیا ہر بات میں ان کی تشفی ہو گئی جب مباحثہ ختم ہو گیا شیخ صدر الدین نے سکوت کیا حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تم کو میری مہدیت کے قبول کرنے میں کیا تامل ہے بندہ نے کوئی تازہ شریعت نہیں لائی نہ احکام شریعت میں کچھ الٹ پھیر کیا شریعت کے احکام کی اتباع میں مجھ میں اور تم میں کوئی فرق

نہیں ہے۔ کلمہ پڑھنا، نماز پڑھنا، روزے رکھنا، زکواۃ دینا، حج کرنا اور چار عورتوں تک نکاح میں جمع کرنا جیسا تم کو شرعاً فرض و جائز و مباح ہے اسی طرح مجھ کو بھی ہے مگر مجھ کو خدا کا حکم ہوتا ہے کہ تو مہدیؑ موعود ہے کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ صحابہؓ نے حضرت سرور کائنات کی تصدیق کی باوجود یہ کہ آپ شریعت جدید لائے تھے اور تمام شرائع اور احکام کتب سابقہ منسوخ کر دئے تھے۔ اگلے پیغمبروں کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ آپ نے کعبۃ اللہ کو قبلہ بنایا۔ اُمتوں کے لئے چار عورتیں نکاح میں ٹھہرائیں اور اپنی ذات کے واسطے نو عورتیں مقرر کیں۔ اصحاب رسول کی تعریف کرو کہ باوجود ان مشکلات کے پھر بھی آپ کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ بندہ کوئی بات خلاف شرع نہیں لایا ہے جو قبول کرنے والوں کے لئے باعث دقت ہو شیخ نے کہا اگر آپ بالفرض مہدی موعود ہوں اور میں تصدیق کرلوں تو اس کا مواخذہ کس پر فرمایا تم خدا سے ڈر کر اس قسم کا پہلے اندیشہ کرتے ہو۔ میں مہدی موعود نہ ہو کر مہدیت کا جھوٹا دعویٰ کر بیٹھونگا اور تمہارے برابر بھی خدا سے نہ ڈروں فرمایا من اظلم من افتری علی اللہ کذباً پھر اس کا بیان فرمایا شیخ نے کہا میں چاہتا ہوں چھ مہینے آپ کی صحبت میں رہوں اس کے بعد تصدیق کا ارادہ کروں۔ فرمایا ٹھیک ہے میں کب کہتا ہوں ابھی قبول کرو میں تم کو ایک حجرہ بنا دیتا ہوں جس طرح میں کہتا ہوں اس میں بیٹھ کر عمل کرو۔ حق خود بخود تم پر کھل جائے گا پھر حضرت نے ذکر کی ترکیب ان کو بتلائی۔ شیخ طیب روزہ (تین دن کا روزہ) رکھ کر حجرہ میں بیٹھ گئے تین ہی دن میں حق بات ظاہر ہو گئی۔ تین دن کے بعد جماعت صحابہؓ میں حاضر ہو کر حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کا اعلان کیا اور تمام مناصب و وظائف اور تعلقات چھوڑ کر ترک دنیا کر کے زمرۂ مہاجرین میں داخل ہو گئے۔ آپ حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد پھر ملک سندھ کے شہر ٹھٹھ واپس آگئے اور یہیں دائرہ قائم رکھا۔ مزار مبارک کے تعلق سے تحقیق نہیں ہوئی کہ کہاں ہے۔ غالباً ٹھٹھ ہی میں وفات ہوئی ہو گی۔

قاضی قادنؒ:۔ ملک سندھ کے قاضی تھے ۔جب حضرت مہدی علیہ السلام ٹھٹہ پہونچے آپ مشرکوں کا لباس پہن کر گلے میں زنہار ڈالے خدمت میں آئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا قاضی قادن یہ کیا لباس ہے اسی وقت آپ تصدیق و تلقین سے مشرف ہوگئے۔ آپ کو قاضی قاضن بھی کہتے ہیں آپ انواع علوم و فضائل سے آراستہ تھے حفظ قرآن علم قرأت فقہ تفسیر حدیث اور تصوف عزیمت و انشاء میں پیراستہ تھے حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے ہیں اور سیاحت بہت کی ہے سندھی زبان کا ادب آپ کا مرہون منت ہے موجودہ سندھی رسم الخط آپ ہی کا ایجاد کردہ ہے۔ آپ کی وفات ۹۵۸ھ میں ہوئی۔ بلدہ سوستان میں آپ کا مزار ہے۔ آپ کی ایک بیٹی کا نام بی بی فاطمہ ہے بی بی فاطمہ جو قاضی دتہ بن قاضی قلندر کو دی گئی تھیں ان کے فرزند میاں میر ہیں جو حضرت قاضی قادن کے نواسے ہیں۔

میاں میرؒ:۔ آپ کو میاں میر بالا پیر کہتے ہیں آپ حضرت قاضی قادن کے نواسے آپ کے والد کا نام قاضی دتہ بن قاضی قلندر تھا۔ آپ کی والدہ فاطمہ بی قاضی قادن کی صاحبزادی تھیں بی بی فاطمہ نے عبادت و ریاضت میں اپنے والد کے زیر اثر عبادت میں اتنا کمال حاصل کیا کہ لوگ ان کو رابعہ ثانی کہتے تھے۔

میاں میر نے بارہ سال تک اپنی والدہ سے علوم باطنی حاصل کئے والدہ فاطمہ بی اپنے والد قاضی قادن کی تربیت و تلقین تھیں۔ میاں میر نے شیخ حضرت سیوستانی سے پہلی مرتبہ بیعت کی پھر چند روز ان کے پاس رہ کر مختلف ممالک کا دورہ کیا۔ شیخ خضر سیوستانی حضرت مولانا صدر الدین سندھی کے مرید تھے جن کا مزار سیہ ستان میں ہے۔ میاں میر نے ۲۰ سال کی عمر میں سیاحت اختیار کی اور مختلف شہروں میں پھرتے ہوئے دہلی میں آئے پھر لاہور چلے گئے۔ بادشاہ جہانگیر اور بادشاہ عالمگیر دونوں آپ کے معتقد تھے اور آپ کے

پاس آتے تھے۔ شہزادہ دارا شکوہ میاں میر کا مرید تھا اور حضرت سے بیعت کر کے مہدوی ہو گیا اور مہدوی طریقہ تصوف اور وحدۃ الوجود کا قائل رہا ایک مرتبہ دارا شکوہ سخت بیمار ہو گیا مگر حضرت میاں میر کے پسخوردہ سے اس کو شفاء حاصل ہوئی۔ میاں میر وحدۃ الوجود کے قائل اور وسیع المشرب تھے لاہور کے مشہور گردوارے کا سنگ بنیاد آپ ہی نے رکھا ہے اس لئے سکھ یاتری بڑی عقیدت سے حضرت کے روضہ پر حاضری دیتے ہیں۔ میاں میر کی اقامت قاضی پورہ لاہور میں تھی۔ دارا شکوہ نے آپ کے متعلق ایک کتاب بھی لکھی ہے اس میں مہدویوں کا طریقہ پاس انفاس بھی بتایا ہے۔ شہزادہ دارا شکوہ نے میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ سوال تحریر کر کے بہ طلب جواب روانہ کیا اس کا ترجمہ یہ ہے "ہر روز ارادہ کرتا ہوں خدمت شریف میں پہونچوں لیکن وقت میسر نہیں ہوتا اگر میں ہوں تو میرے خلاف کیوں، اگر میں نہیں ہوں تو میری تقصیر کیا ہے۔ امام حسین علیہ السلام اگر برحق ہیں تو یزید پلید درمیان میں کیوں ہے؟ اگر خلاف مشیت ہے تو یفعل الله مایشاء و بحکم ما یرید کیا ہے حضرت احمد مختار علیہ التحیہ والسلام نے کافروں سے جنگ کی لشکر اسلام کو شکست ہوئی۔ علمائے ظاہری کہتے ہیں کہ صبر کی تعلیم ہے اور حدیث شریف ناطق ہے کہ کنت نبیاً ، آدم بین المآو الطین . میں نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی کے خمیر کے درمیان میں تھے۔ یہ رتبہ اور شکست پس۔ ان تین باتوں کا تحریراً جواب لکھدیں۔ حضرت میاں میر نے یہ جواب ارسال کیا۔ شیر خوار بچہ کو حلوہ نہیں کھلاتے ، اے شہزادے جب تک تو شاہزادگی سے باہر نہیں آئے گا حضرت بادشاہ نہ ہوگا باقی من سکت سلم و من سلم نجا جو شخص خاموش رہا اس کو سلامتی ملی اور جس کو سلامتی ملی اس نے نجات پائی۔ میاں میر کا انتقال ۷ / ربیع الاول ۱۰۴۵ھ کو ہوا ہے۔ مزار مبارک لاہور سے نصف میل کے فاصلے پر عالم گنج کے مقام پر ہے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۹۷ سال کی تھی۔ آپ کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے ہر جمعرات کو روضہ پر میلہ لگتا ہے۔

بندگی ملک جی بن خواجہ طہ رضؓ:۔ آپ گجرات کے باشندے بڑے عالم فاضل تھے مہری آپ کا تخلص تھا۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام گجرات تشریف لائے آپ بھی تصدیق سے مشرف ہوئے۔ آپ کو بندگی میاں الہ داد حمیدؓ کی شاگردی کا حق اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپ کے کئی تصانیت اور دیوان ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر صدیق ولایت کی صحبت اختیار کی جب بندگی میاں کے حضور میں آئے تو کہا

بلد دریاب جام لعل مہری رچنیں بزے
کہ ساقی شاہ خوندمیر است در وصل وددد امروز

آپ کو خدا طلبی اور آپ کو علم ولیاقت میں کامل دیکھ کر حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی بی بی فاطمہؓ کو آپ کے نکاح میں دیا۔ آپ حضرت صدیق ولایت کے ہمراہ سدراسن میں ۱۴/ شوال ۹۳۰ھ ہجری کو شہید ہوئے اور حضرت کی لاش بے سر کے پائین دفن ہوئے۔

میاں درویش محمد جاگیردار دہاراسیوں (جس کو اب عثمان آباد کہتے ہیں) آپ کے فرزند ارشد تھے جو حضرت بندگیمیاں سید نور محمد خاتم کار سے کمال عقیدت رکھتے تھے اور حضرت کو بڑی محبت سے بلاکر اپنے مقام دہاراسیون میں دائرہ باندھ کر آپ کو وہاں رکھا اور آپ حضرت حاکم الزماں کی بہت خدمت کرتے تھے۔ قیمتی گھوڑے غلہ کی گاڑیاں حضرت کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے اور کپڑے وغیرہ فقیروں کی خدمت میں بھیجتے تھے اور اپنی بیٹی حضرت حاکم الزماںؓ کے فرزند ارشد میاں سید احمدؓ کو دی ہے۔ میاں درویش محمد کے ایک فرزند کا نام بھی ملک جی ہے جو حضرت بندگی ملک جی بن خواجہ طہ کے پوترے ہیں۔

میاں شیخ بابوؒ:۔ آپ نے بیدر میں حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کی ہے بقولے

احمد آباد میں ۹۰۳ھ میں آپ نے تصدیق کی اور امام علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے تلقین ہوئے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام احمد آباد سے پٹن گئے آپ ساتھ تھے۔ مہدی علیہ السلام کے انتقال کے بعد ایک سال تک فرہ میں رہے۔ اور حضرت کے مزار مبارک کے پاس ہی ٹھیرے رہے۔ پھر حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کے ساتھ گجرات آئے اور حضرت ثانی مہدیؓ کے انتقال تک بھیلوٹ میں ہی رہے۔ جب حضرت شاہ نعمت اور شاہ دلاور نے گجرات سے دکن کی طرف ہجرت کر کے احمد نگر کی طرف آئے آپ نے بھی گجرات چھوڑ کر دکن کا رُخ کیا اور خاندیس آکر اپنا دائرہ برہان پور میں باندھا۔ یہاں آپ کے ہاتھ پر بہت سے لوگوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کی اور آپ کے بیان قرآن سے روز بروز مہدویوں میں اضافہ ہوتا گیا یہ حال دیکھ کر برہان پور کے علمائے مخالف نے حاکم برہان پور مصطفیٰ علی خان سے کہکر آپ کا اخراج برہان پور سے کرایا۔ پہلے تو آپ کو تسبیح دینے سے منع کیا گیا جب آپ نے نہیں مانا اور اپنی بات پر مصر رہے تو اس نے آپ کا اخراج کرادیا۔ آپ وہاں سے نکل کر دولت آباد آگئے جب نظام شاہی حکومت کا دولت آباد سے خاتمہ ہوگیا اور مغل یہاں قابض ہوگئے آپ نے دولت آباد سے ہجرت کی اور ناندیڑ کی طرف آکر اس کے قریب ایک موضع ٹاکلی میں اپنا دائرہ قائم کیا اور عرصہ تک یہاں قیام پذیر رہے۔ آپ کی عادت تھی جو فقیر دائرہ کسی دنیادار کے گھر جاتا آپ اس کو دائرہ سے نکالدیتے۔ دو وقت ذکر میں بیٹھتے اور رات میں نوبت جاگنے کی سخت تاکید تھی۔ روزانہ ایک وقت بیان قرآن کرتے۔ آپ کا انتقال ماہ شعبان ۹۴۳ھ میں ہوا۔ مزار مبارک ٹاکلی ضلع ناندیڑ میں ہے۔ ہندو مسلمان سب آ آکر آپ کی مزار کی زیارت کرتے اور منتیں مانتے ہیں اور آپ کی نیاز کرتے آپ کی قبر پر ایک میلہ لگا رہتا ہے۔

خان صاحب بابو خان محلہ گھانس منڈی سکندر آباد کے رہنے والے آپ کی اولاد میں ہیں جو بڑے ہی عالی رتبہ اور دنیاوی جاہ و چشم کے مالک تھے ان کے دو فرزند تھے

عبدالکریم بابو خاں اور بشیر الدین بابو خان دونوں بھی حضرت میاں سید سعداللہ عرف سید نجی میاں صاحب اہل اکیلی عرف مولاناد کن کے مرید تھے۔ حضرت مولاناد کن اور ان کے فرزند میاں سید یعقوب کے بعد حضرت محمد میاں صاحب اہل اکیلی سے علاقہ کیادونوں کا انتقال ہو چکا ہے۔ حظیرہ مشیر آباد میں مدفون ہیں۔

میاں علم شیر مہاجرو عجب شیر مہاجر :۔ یہ دونوں مہاجرین حضرت میراں سید محمود ثانی مہدی کے بعد حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی صحبت میں رہے ہیں اس کے بعد حضرت بندگی ملک الہ داد کی صحبت میں رہے اور خلافت سے مبشر ہوئے اور رویت کالبصر کی شہادت دی ہے اور حضرت شہاب الحقؓ کے پاس بھی رہے ہیں حضرت خاتم المرشدؓ کے زمانے میں جالور میں رحلت کی اور وہیں دفن ہیں۔ جالور میں ان دونوں کے پائین چار قبریں ہیں۔

میاں شیر ملکؒ :۔ مہاجر ہیں حضرت کے عرس کی تاریخ اور مکان مرقد معلوم نہیں۔ ایک دن حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے مجلس اجماع سے قاعدین (غیر مہاجروں) کو اٹھادیا میاں شیر ملک بھی اٹھنے لگے۔ آپ نے فرمایا بیٹھے رہیں آپ حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ تھے۔

میاں شاہ جیوداسجی :۔ مہاجرین یا تابعی لیکن حضرت صدیق ولایتؓ نے اجازت دے کر آپکو اپنے گھر میں بلا کر کھانا کھلایا ہے۔ حضرت صدیق ولایت کو آپ کی حرمت بہت تھی

میاں فرض اللہ مہاجر میاں حبیب اللہ مہاجر :۔ موضع انوندرہ میں تالاب کے کٹے پر شاہ نظامؒ کے روضہ کے قریب آسودہ ہیں حضرت ثانی مہدیؓ کے بعد حضرت شاہ نظامؒ کی خدمت میں آکر رہ گئے تھے۔ حضرت شاہ نظام ہی کی زندگی میں انتقال فرما

گئے سنہ رحلت معلوم نہیں۔

میاں رتن مہاجرؓ :۔ آپ بھی حضرت ثانی مہدیؓ کے بعد حضرت شاہ نظامؓ کی صحبت میں آکر رہے۔ آپ کی قبر حضرت شاہ نظامؓ کے روضہ کے باہر مغرب کی جانب ہے۔ حضرت شاہ نظامؓ کی زندگی میں انتقال فرمایا۔

بندگی ملک نصرتؓ :۔ آپ مہاجر ہیں لیکن آپ کا وطن معلوم نہیں موضع نگرہ میں جو کھمبات سے دو کوس ہے۔ آپ کا مزار ہے۔ آپ کے پائیں پانچ چھ قدم پر میاں ولی جی غازی بن یوسف کا مزار ہے۔

میاں شاہ سعد اللہ :۔ مہاجر ہیں موضع تھراد میں آپ کا دائرہ تھا۔ وہیں واصل حق ہوئے ہیں اور مرقد مبارک بھی وہیں ہے۔

میاں کبیرؓ :۔ حضرت امام الابرار کے اصحاب کبار سے ہیں اور مہاجرین اشراف گجرات سے ہیں۔ بلدہ احمد آباد میں حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کی اور تلقین ہوئے۔ آپ نقل کرتے ہیں ایک دن میں باجری کوٹ رہا تھا۔ حضرت مہدی علیہ السلام آئے اور پوچھا کہ کیا کرتے ہو میں نے عرض کیا میرانجی باجری کوٹ رہا ہوں فرمایا میاں اگر ایک مٹھی بھر دانے کسی کو دے دیتے تو یہ کام ہو جاتا اپنا وقت کیوں ضائع کر رہے ہو ایک مٹھی کسی کو دے دو اور اس سے یہ کام لو۔ اور خود اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہو۔ حضرت میراں علیہ السلام نے ملک سندہ سے آپ کو اور حضرت بندگی میاں شاہ نعمت کو اپنے اپنے قبیلوں کو لانے گجرات بھیجا تھا۔ آپ نے حضرت ثانی مہدیؓ کے بعد بندگی میاں شاہ نعمت کی صحبت اختیار کی اور حضرت شاہ نعمت کے خلفاء میں آپ کا شمار ہے۔

بندگی ملک برخوردار عرف ملک بخن :۔ آپ کے والد کا نام ملک احمد بن

ملک یعقوب ہے۔ حضرت سید ولی صاحب سوانح مہدی موعود میں لکھتے ہیں کہ ملک یعقوب حضرت یحیٰ منیری کی اولاد سے ہیں۔ حضرت ملک بخن جن کا خاندانی اور پیدائشی نام ملک برخوردار ہے شاہی منصب داروں میں تھے۔ آپ نہایت عقلمند ہوشیار تحمل بردبار تھے ان کی بیوی راجے فتح ملکؒ پیر جی کی بیٹی تھیں۔ میاں بیوی میں بہت محبت تھی بی بی کی رحلت پر ان کو بہت رنج ہوا ہر جمعہ یا جمعرات کو بی بی کی قبر پر فاتحہ پڑھنے جاتے جو قاضی قاضن کے مقبرے میں دفن ہوئی تھیں۔ ایک دن بعد ادائے نماز جمعہ فاتحہ پڑھنے گئے حضرت مہدی علیہ السلام احمد آباد سے پٹن تشریف لاکر اسی مقام پر ٹھیرے ہوئے تھے انہوں نے دیکھا کہ حضرت کی جماعت کے لوگ نہ سوداگر ہوتے ہیں نہ سپاہی نہ فقیر نزدیک گئے جب حضرت مہدی علیہ السلام کی نظر ان پر پڑی فرمایا آئیے ملک برخوردار ملک کو بہت حیرت ہوئی کیونکہ ان کے اس نام سے سوائے گھر والوں کے کوئی واقف نہ تھا ملک گرویدہ ہوگئے جب حضرت کا بیان قرآن سنا دل قابو سے نکل گیا اسی وقت بیعت کرکے تلقین حاصل کی پھر عرض کیا فدوی ایک خدا کے طالب کو لاتا ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بندہ بھی خدا کے حکم سے اسی کے لئے یہاں آیا ہے پھر ملک بخن گئے اور بندگی میاںؒ کو ساتھ لے کر آئے حضرت مہدی علیہ السلام کے پٹن میں رہنے تک آپ ہر روز حضرت کی خدمت میں آتے رہے جب حضرت مہدی علیہ السلام نے پٹن سے ہجرت کی ملک بخن بھی ترک دنیا کرکے حضرت کے ہمراہ ہوگئے۔ جالور ناگور جیسلمیر سندھ وغیرہ میں حضرت ملک بخن کے ساتھ مال بہت تھا حضرت مہدی علیہ السلام کی نذر کیا پھر ہجرت کے وقت بہت سامال وزر اپنے ساتھ رکھ لیا حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ مال ان کو یہ کہکر اپنے پاس رکھنے کی اجازت دی اگر اللہ نے دیا ہے تو خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ جمع رکھنے اور بڑھانے کی فکر مت کرو۔ آپ ہر روز عمدہ عمدہ کھانے کھاتے اور بہت سا مصالحہ پڑا ہوا بگارا گوشت پکا پکاکر خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے۔ دائرہ کے ایک فقیر کی شکایت کرنے پر کہ

دائرہ کے بعض فقیر مرغیاں کھاتے ہیں اور مجھے اضطرار ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جاؤ خدا سے کہو بندہ نہیں دیتا خدا دیتا ہے۔ ایک دن حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کو جونپور کے طریقے پر گوشت پکانا سکھایا جس میں مرچ مصالحہ اور گھی وغیرہ ایکدم ڈال کر ڈھکن لگا کر چولھے پر رکھ دینے سے خوشبو باہر نکلنے نہیں پاتی جس کی وجہ مضطر فقیروں کی شکایت جو گوشت کی خوشبو سونگھ کر بے چین ہوتے تھے رفع ہو جائے گی۔ ایک دن حضرت ملک بخن نے مختلف قسم کے کھانے پکا کر اپنے والد کا عرس کیا اور حضرت مہدی علیہ السلام کو دعوت دی۔ حضرت مہدی علیہ السلام تشریف لائے اور دستر خواں پر قسم قسم کے کھانے دیکھ کر ملک بخن سے پوچھا کہ آج کیا ہے کہ قسم قسم کے کھانے ہیں۔ ملک بخن نے عرض کیا میراں جی آج میرے والد کا عرس ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا عرس کس لئے کرتے ہیں۔ ملک بخن نے کہا غلام کیا جانے حضرت فرمائیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ عرس کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس روز کھانا زیادہ پکتا ہے بس اگر روح عذاب میں ہے تو جب تک بندہ خدا کھانا کھاتا ہے عذاب موقوف ہو جاتا ہے۔ بندگی ملک بخن بول اُٹھے زہے نصیب غلام کے والد کے (یعنی ملک احمد بن ملک یعقوب) کے کہ ان کے عرس پر حضرت میراں جی کھانا کھائیں۔ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا تمہارے والد بخشے گئے۔

حضرت ملک بخن پٹن شریف ترک دنیا کر کے فرہ مبارک تک حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ رہے۔ مال و زر جو ساتھ تھا وہ روزانہ کھانے کھلانے سے سب کا سب ختم ہو گیا اور نوبت فاقہ کی پہونچی۔ ایک دن آپ پچھلی رات کو یاد خدا میں بیٹھے تھے دل میں خطرہ آیا کہ شاہی ملازمت چھوڑ کر اور دنیا کا عیش و آرام ترک کر کے اے بخن تو فاقہ کشی اور ہر قسم کی محتاجی میں مبتلا ہو گیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام اسی وقت آپ کے حجرہ میں تشریف لائے اور فرمایا ملک بخن کیا فکر کرتے ہو، جاؤ تمہاری خدمت پر کوئی مامور نہیں ہوا تم جاتے ہی ملازمت مل جائے گی۔ ملک بخن روانہ ہو کر پٹن آئے معلوم ہوا کہ جیسا کہ حضرت

مہدی علیہ السلام نے فرمایا تھا منصب خالی ہے۔ چاپانیر جاتے ہی آپ فوراً وزارت پر مامور ہو گئے۔ آپ نے سو سال سے زیادہ عمر پائی ہے۔ خاتم المرشدؓ کے زمانے میں از سر نو ترک دنیا کیا اور ۶/ محرم ۹۰۲ھ میں وفات پائی اور پٹن شریف میں مدفون ہوئے۔ آپ حضرت مہدی علیہ السلام کے مقبول اور اس بشارت سے مبشر ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کے متعلق فرمایا برخوردار این جا خورد آں جا برد (برخوردار نے یہاں کھایا اور وہاں لے گیا) حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت چھوڑ کر چلے جانے سے آپ نے اس قدر نقصان اٹھایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ کے حق میں فرمایا اگر رہتے تو تیسرے صحابی ہوتے۔ اس کے علاوہ ان کا شمار مہاجرین میں نہ رہا۔ اصحاب مہدیؑ میں سب سے آخر آپ کا انتقال ہوا ہے

چوتھا باب

تابعین کرام رحمهم الله

ملک باڑی وال اور ان کی اولاد:۔ ملک یعقوب باڑی وال حضرت یحییٰ منیری کی اولاد سے ہیں ان کے اور یحییٰ منیریؒ کے درمیان چھ واسطے ہیں۔ ملک یعقوب کے باپ دادا، باڑی اور بیانہ میں جو قریب اگرہ کے ہے رہتے تھے ملک سلیمان باڑی وال جو پٹن گجرات کے صوبہ دار تھے ان کے صرف ایک لڑکی تھی۔ گجرات میں ان کے قبیلے کا کوئی شخص نہیں تھا جو اس سے وہ لڑکی بیاہی جاتی اس نے ملک یعقوب کو جو ان کے قبیلے کا لڑکا تھا باڑی سے طلب کر کے بیاہ دیا تھا اور اپنے حین حیات ہی میں وزارت کے منصب کو داماد کے نام منتقل کر دیا تھا۔ پٹن ان کی جاگیر تھی اور دو ہزار سوار ان کی ذات کے ملازم تھے اور غربا تمام اس ملک کے صوبہ دار صاحب سے راضی تھے باوجود اس امارت و منصب کے بڑے دیندار اور خدا ترس حق پرست تھے عمر طبعی کو پہونچ کر پٹن ہی میں رحلت کی پٹن کے شمال میں پاٹی پال دروازہ کے باہر ندی کے کنارے ان کا مقبرہ مشہور و معروف ہے۔ سنگ مرمر کی منقش قبر ان کی اس وقت تک موجود ہے۔

ملک یعقوب کے آٹھ فرزند تھے ملک محمد، ملک نصیر الدین، ملک مودود شاہ، ملک یوسف، ملک عیسیٰ، ملک وزیر الدین، ملک انبامین ملک احمد۔ جب حضرت مہدی موعود علیہ السلام پٹن میں رونق افروز ہوئے اس وقت ملک یعقوب کے فرزندان میں صرف ملک نصیر الدین المخاطب مبارز الملک صوبہ دار پٹن کے سواسب کا انتقال ہو گیا تھا۔

ملک محمد بن ملک یعقوب:۔ ملک محمد کے چار فرزند تھے ملک حسین ، ملک عبداللطیف، ملک فخرالدین ، ملک شرف الدین۔

ملک حسینؓ :۔ احمد آباد کے راجپورہ میں (اُس وقت راجپورہ گویا دوسر احمد آباد تھا) اقامت گزیں تھے چند جاگیریں ان کے منصب میں دی گئی تھیں سر انداز خاں خطاب تھا اور امراء میں نامی تھے۔ جس وقت پٹن میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام آئے حضرت کی تصدیق کرلی۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے انتقال کے بعد حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کی خدمت اختیار کی۔

ملک عبداللطیف شرزہ خاں:۔ ملک عبداللطیف کے منصب میں سلطان گجرات نے کئی جاگیریں دی تھیں اور شرزہ خاں کا خطاب دیا تھا۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے پٹن میں تشریف لانے کے بعد تلقین ہو کر مہدیت کی تصدیق کی۔ مظفر شاہ خلف سلطان محمود بیگڑہ کے مرنے کے بعد گجرات کی سلطنت میں تفرقہ پڑگیا۔ خاندیس کا بادشاہ عماد شاہ نے ملک عبداللطیف کو انکے منصب کے اضافہ کے ساتھ فرمان لکھ کر طلب کیا۔ شرزہ خان اپنے ہمراہ حضرت بندگی میاں سید حمید (فرزند حضرت مہدی علیہ السلام) کو حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی اجازت سے خاندیس لے گئے۔ عماد شاہ نے ان دونوں کی بڑی تعظیم کی اور جس وقت کہ شاہ خاندیس اور حاکم بگلانہ کے فدیاں جو مشرک تھا لڑائی ہوئی ملک عبداللطیف شرزہ خاں اور بندگیمیاں سید حمیدؓ دونوں اس لڑائی میں شہید ہوئے

ملک فخرالدین قتلو خاں:۔ ملک فخرالدین مبارز الملک صوبہ دار پٹن کے داماد تھے سلطان گجرات سے قتلو خاں کا خطاب ملا تھا اور منصب و جاگیر بھی دی گئی تھی۔ بہت نامی امیر تھے۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے تلقین ہو کر تصدیق کی۔ حضرت مہدی علیہ السلام

کی رحلت کے بعد حضرت صدیق ولایت سے عقیدت رکھتے تھے۔ اخیر عمر میں ترک دنیا کی۔ جب ہمایوں بادشاہ دہلی نے گجرات پر حملہ کیا تمام گجرات میں تہلکہ مچ گیا اور ہر طرف افرا تفری پھیل گئی اُس وقت ملک فخر الدین ترک دنیا کر کے حضرت بندگی الہ داد خلیفہ گروہ کی خدمت میں آگئے۔ حضرت خلیفہ گروہ نے انکے آنے پر فرمایا کہ تمام گجرات کو تہ بالا کرنے میں خدائے تعالیٰ کا مقصود یہ تھا کہ ملک فخر الدین ترک دنیا کر کے بندہ کے پاس آجائیں۔

ملک شرف الدین:۔ سلطان گجرات کے عمائد امیران سے تھے پٹن سے بارہ کوس سدراسن ان کی جاگیر تھی۔ جس وقت حضرت مہدی موعود علیہ السلام پٹن آئے ملک شرف الدین نے بھی تصدیق کر لی۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی رحلت کے بعد حضرت صدیق ولایت سے بے انتہا عقیدت رکھتے تھے جس وقت کھانبیل پر حضرت صدیق ولایت سے جنگ کرنے چاہی فوج مثل موروملخ کے عین الملک کی سرکردگی میں حضرت بندگی میاں پر چڑھائی کی شاہی فوج کو حسب بشارت حضرت مہدی موعود علیہ السلام عزیمت ہوئی اور حضرت صدیق ولایتؓ کو فتح ہوئی جب ملک شرف الدین نے یہ کیفیت سنی اسی سوار ساتھ لے کر حضرت صدیق ولایتؓ کے حضور کھانبیل گئے اور اپنی غیر حاضری اور لاعلمی پر افسوس کیا۔ اور معذرت کی اور حضرت کو معہ اہل و عیال و اطفال کے کھانبیل سے اپنی جاگیر سدراسن لے گئے۔ تیسرے روز سدراسن پر پھر فوج کشی ہوئی اور خوب ہی گھمسان کی لڑائی ہوئی اس وقت ملک شرف الدین بھی جنگ میں شریک تھے اور حضرت بندگی میاں اور آپ کے دیگر ساتھیوں کے ساتھ شہید ہو گئے۔

ملک نصیر الدین مبارز الملک بن ملک یعقوبؓ:۔ پٹن گجرات کے صوبہ دار تھے باپ کے بعد صوبیدار کا منصب ان ہی کو ملا۔ آپ بڑے ہوشیار اور شجاعت میں بے نظیر تھے سلطنت گجرات کے مدار المہام اور امیر الامرا تھے۔ اکثر گجرات کے مواضعات اور

پٹن کے دیہات ان کے بھائی بھتیجوں اور خویش واقربا کے جاگیرات تھے جس وقت حضرت مہدی موعود علیہ السلام پٹن تشریف لائے مبارز الملک کے تمام بنی عم اور قبیلے والے سب نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کرلی۔ آپ بھی شرف ملاقات کے خواہشمند تھے ایک دفعہ فرصت کے وقت حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی ملاقات حاصل کی۔ جب واپس ہوئے اپنے خاص لوگوں میں کہا کہ سبحان اللہ (مہدی علیہ السلام) کی کیا شان و شوکت ہے سر سے پا تک حضرت میں شجاعت بھری ہوئی ہے اور بال بال سے جوانمردی ٹپک رہی ہے اس کیفیت کو ان کے بھتیجے ملک برخوردار (ملک بخن) نے حضرت مہدی علیہ السلام کے روبرو بیان کیا چونکہ خود ملک نصیر الدین بڑے بہادر سپاہی اور جوانمرد تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے سن کر فرمایا بے شک مبارز الملک بڑے شجیع اور جوانمرد ہیں بندہ کی مثال مانند آئینہ کے ہے ہر شخص اس میں اپنی ذاتی قابلیت کو دیکھتا ہے۔ ملک نصیر الدین بکثرت ملکی سلطنتی امور میں مشغول رہا کرتے تھے۔ جب بادشاہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کو پٹن سے اخراج کا فرمان لکھ کر ملک نصیر الدین کے پاس بھجوایا۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے ان سے کہا کہ خود حضرت تشریف لے جانے والے ہیں اس لئے شاہی فرمان حضرت کو نہ بتلائیں۔ لیکن انہوں نے نہیں مانا اور شاہی فرمان حضور مہدی میں پیش کردیا جس کی وجہ حضرت صدیق ولایت نے ان سے ملاقات ترک کردی اور تمام عمر ان کی صورت نہیں دیکھی۔

ملک مودود شاہ بن ملک یعقوب:۔ ملک مودود شاہ کو اولاد نرینہ نہیں تھی۔ آپ کی بیٹی بوا تاج حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر کی والدہ ہیں۔

ملک یوسف بن ملک یعقوب:۔ ملک یوسف کے تین فرزند تھے ملک خدا بخش ، ملک میاں، ملک ابو محمد ، ملک خدا بخش اپنے چچا ملک مودود شاہ کے متبنیٰ تھے ملک میاں اور ملک ابو محمد ان دونوں نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کرلی۔

ملک عیسیٰ بن ملک یعقوب:۔ ملک عیسیٰ کے دو فرزند تھے ملک شاہ محمد، ملک عثمان، ملک شاہ محمد کے احوال معلوم نہ ہوئے۔

ملک عثمان بن ملک عیسیٰ:۔ ملک عثمان چاپانیر میں سلطان محمود بیگڑہ کے مقرب امیروں سے تھے۔ ہمیشہ حضوری میں رہا کرتے تھے اور حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق سے فیضیاب ہوئے۔ جب میراں سید محمودؓ (فرزند حضرت مہدی علیہ السلام) حضرت مہدی علیہ السلام کی اجازت پر کسب معاش کے لئے چاپانیر گئے ملک عثمان نے حضرت کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور محمود بیگڑہ سے عرض کر کے آپ کو منصب جلیلہ دلایا اور اپنی بیٹی بی بی کدبانوؓ کا فرط عقیدت سے حضرت میراں سید محمود کے ساتھ عقد کر دیا۔ دوسری بیٹی میاں سید عطاءاللہ کو دی گئی جن کے فرزند میاں محمود شاہ ہیں۔

میاں محمود شاہ بن میاں سید عطاءاللہ حضرت بی بی کدبانو کے بھانجے:۔ میاں محمود شاہ بی بی کدبانوؓ کے بھانجے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے میراں محمود شاہ بن میاں سید عطاءاللہ بن شاہ ہاشم بن شاہ فخر الدین بن شاہ جلال بن شاہ امان اللہ بن شاہ وجیہ الدین بن سید خضر بن سید الیاس بن سید بزمی بن سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانیؓ

میاں سید عطاءاللہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کر لی تھی۔ میاں سید محمود شاہ ترک دنیا کر کے حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی کی صحبت اختیار کر لی اور خدمت میں رہ کر مستفیض ہوئے۔ ایک دن حضرت ثانی مہدیؓ نے میاں سید محمود شاہ سے نام پوچھا انہوں نے عرض کیا آنحضرت کا نام مبارک میراں سید محمود ہے اور بندہ کا نام سید محمود ہے۔ حضرت ثانی مہدی نے خوش ہو کر فرمایا ہم تم کو محمود شاہ کہا کریں گے۔ اور کمال عنایت سے دائرہ کی امامت آپ کے سپرد کی۔ حضرت ثانی مہدی کی ایک بیٹی بی بی خونزا گوہرؓ تھیں جو حضرت روشن منور کے بعد تولد ہوئی تھیں حضرت ثانی مہدی کے حضور میں بی بی خونزا گوہر کم عمر تھیں اور حضرت ثانی مہدی کی منظور نظر تھیں اور بشارت یافتہ ہیں۔ بی بی

کے مناقب بہت ہیں میراں سید محمود ثانی مہدی کی وفات کے بعد حضرت بی بی کد بانوؓ نے اپنے بھانجے میاں سید محمود شاہ سے بی بی خونزا گوہر کا عقد کردیا۔ بی بی کد بانوؓ کا انتقال ۲۶/ رجب کو ہوا ہے۔ مزار بھیلوٹ میں ہے۔

میاں محمود شاہ کا دائرہ موضع بڑھاسن میں جو قصبہ کڑی سے جانب شمال مشرق دو کوس پر واقع ہے تھا۔ وہیں آپ کا وصال ہوا۔ تاریخ وصال ۲۲/ ربیع الثانی ۹۷۱ھ ہے۔ مرقد اطہر بھی موضع بڑھاسن کے دائرہ کے باہر ہے۔ بندگی میاں محمود شاہ کو بی بی خونزا گوہر بنت حضرت ثانی مہدی سے تین فرزند اور دوسری روایت سے چار فرزند ہوئے۔ ان فرزندوں کو لے کر بی بی خونزا گوہر کھانبیل میں حضرت بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحق بن حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہما کے دائرہ میں آکر قیام پذیر ہوئیں۔ میاں محمود شاہ کے فرزندوں کے نام میاں سید شریف محمد، میاں سید راجے محمد، میاں سید خلیل محمد، میاں سید عزیز محمد ہیں۔

میاں سید شریف محمد:۔ آپ حضرت بندگیمیاں سید شہاب الدین شہاب الحق کے تلقین و تربیت ہیں۔ حضرت ہی کی صحبت اختیار کی۔ حضرت شہاب الحق نے آپ کے حق میں بشارت دی ہے اور آپ کو اپنی بیٹی بھی دی ہے۔ اور فرمایا اگر قیامت کے دن خدائے تعالٰی پوچھے گا ہماری درگاہ میں تو کیا تحفہ لایا ہے تو عرض کروں گا کہ اس اپنے فرزند سید شریف محمد کو لایا ہوں، بی بی خونزا گوہر اور میاں محمود شاہ موضع کھانبیل میں آسودہ ہیں۔ میاں سید شریف محمد کی بیوی حضرت شہاب الحق کی بیٹی کا نام بو اسلام ہے۔ میاں سید شریف محمد کو بی بی بو اسلام سے ایک فرزند میاں راجے محمدؒ اور ایک دختر بی بی خونجی المعروف بہ خونزی ہوئیں جو میاں سید محمد بن سید عمر شہید بن سید خانجی شہید کو دی گئیں۔

میاں سید راجے محمد بن میاں سید شریف محمد:۔ آپ بہت بزرگ اور

کامل تھے والد محترم ہی کے تربیت تھے اور صحبت میں بھی والد ہی کی رہے ہیں۔ آپ ہجرت فرما کر گجرات سے دکن تشریف لائے اور چنچل گوڑہ حیدر آباد میں دائرہ قائم کیا اس وقت گولکنڈہ کے بادشاہ قطب شاہ تھے۔ نقل ہے کہ سلطان عبداللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ کا ایک لڑکا اور لڑکی انتقال کر گئے۔ بادشاہ کو بڑا صدمہ ہوا۔ اس کے دل سے یہ غم کبھی دور نہ ہوتا تھا درباریوں نے ہر طرح کوشش کی لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ آخر کار بادشاہ کے دربار میں جو مہدوی امراء تھے انہوں نے تجویز پیش کی کہ اگر حضرت میاں سید راج محمد کسی طرح دربار میں تشریف لائیں اور بادشاہ کو بیان قرآن سنائیں تو یقین ہے کہ بادشاہ کا یہ غم برطرف ہو۔ غرض بندگی میاں سید راج محمد کو تبلیغ دین واشاعت مذہب کی غرض بتلا کر دربار سلطانی میں آپ کو لے گئے۔ آپ کے بیان قرآن سے بادشاہ اور ملکہ کے دل کو نہایت سکون حاصل ہوا۔ غرض آپ کا بیان قرآن نہایت پُر تاثیر تھا۔ آپ کی کرامتیں مشہور ہیں۔ واقعہ شہادت چنچل گوڑہ سے قبل حضرت میاں سید نجم الدین عرف روشن میاں شہید بندگی میاں سید راجے محمد کے دائرہ چنچل گوڑہ میں جا کر حضرت کے توسل سے خدا سے دعا فرماتے تھے کہ مجھے شہادت نصیب ہو۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور یہ واقعہ مشہور ہے چنانچہ ایسے بے شمار واقعات ہیں۔ چنچل گوڑہ میں حضرت کی اولاد اہل ارشاد بھی تھی۔ مگر اب آپ کی اولاد میں چنچل گوڑہ میں کوئی اہل ارشاد نہیں ہے۔ مسجد یادگار میں باقی ہے۔

ملک الہ دادؒ :۔ حضرت میاں سید راجے محمد کو ایک فرزند ہوئے جن کا نام ملک الہ داد رکھا گیا۔ میاں ملک الہ داد کے پیدا ہونے کے پہلے آپ کو کوئی اولاد نہیں تھی۔ آپ کی بیوی نے خواب میں بندگی ملک الہ داد خلیفہ گروہؓ کو دیکھا اس کے بعد فرزند تولد ہوا۔ فرزند کا نام ملک الہ داد رکھا۔ میاں ملک الہ داد تربیت میاں سید عبداللطیف کے ہیں اور وہ تربیت میاں سید شریف کے ہیں اور میاں سید شریف محمد تربیت حضرت شہاب الحقؒ کے ہیں اور صحبت

میں بندگیمیاں سید نصرتؒ (لال گڑھی) کی رہ کر مستفیض ہوئے ہیں آپ کا دائرہ موضع بلگونڈا میں تھا اسی جگہ واصل حق ہو کر آسودہ ہیں۔ آپ کی زوجہ کی قبر ارکاٹ میں میاں سید نجی کے مکان کے پیچھے ہے۔

ملک الہ داد کو تین فرزند ہوئے۔ سیدن میاں، میاں صاحب میاں، اچھو میاں اور تین لڑکیاں ہوئیں۔ بڑی بی زوجہ اچی میاں سگی بی زوجہ خوزادے میاں اور راجہ صاحب شادی کے قبل انتقال ہوا۔

سیدن میاں جلو خانہ حیدر آباد کی جنگ میں شامل تھے جو ۱۲۳۸ھ میں واقع ہوئی اس میں آپ غازی ہوئے۔ سیدن میاں ملک پیر محمد کی صحبت میں تھے وہ بندگیمیاں سید نصرتؒ کے خلیفہ اور فیض یافتہ ہیں۔

سیدن میاں کو ایک فرزند میاں سید داؤد ہوئے ان کو سید جعفر ہوئے ان کو میاں سید محمود ہوئے ان کے فرزند کا نام سید عمر ہے۔ سید عمر کو اچھو بی سے تین فرزند ہوئے۔ سید محمود، سید داؤد، سید قاسم (یہ جوانی میں انتقال کر گئے)

میاں خلیل محمد بن حضرت سید محمود شاہؒ:۔ آپ کو صحبت اور خلافت بندگی میراں سید یعقوب حسن ولایتؒ تربیت و تلقین بھی حضرت کے ہیں۔ آپ کے طفلی کے ایام کھانبیل میں حضرت شہاب الحق کے دائرہ میں گذرے ہیں۔ وہاں آپ نے ایک مرغ پالا تھا وہ مرغ بغل میں دبا کر دائرہ کے باہر مرغوں کی جنگ کے لئے ہمیشہ جایا کرتے تھے مرغ نہ پالنے کے تعلق حضرت شہاب الحق کی تاکید تمام فقرا کو تھی ایک روز لوگوں نے حضرت شہاب الحق سے عرض کیا کہ میاں خلیل نے مرغ پالا ہے ہر روز وہ مرغ لئے ہوئے دائرہ کے باہر جاتے ہیں۔ حضرت شہاب الحق نے فرمایا جس وقت میاں خلیل محمد مرغ لے کر دائرہ سے باہر جانے لگیں تو ان کو اس فقیر کے پاس لے کر آنا کہتے ہیں کہ میاں کو سب

کیفیت ان کے مرغ پالنے کی معلوم تھی لیکن خلیل جی کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے ان کو مجلس اور اجماع میں طلب کیا جب میاں خلیل محمد مرغ آغوش میں لئے ہوئے دائرہ کے باہر جانے لگے فقیران دائرہ ان کے سامنے آئے اور کہا تم کو میاں جی نے طلب کیا ہے۔ میاں خلیل محمد وہاں جانے پس و پیش کیا لیکن فقیروں نے نہ چھوڑا اور ان کو میاں کے سامنے لائے۔ میاں خلیل محمد حضرت شہاب الحق ؒ کے سامنے بیٹھ گئے حضرت نے پوچھا تمہاری بغل میں کیا ہے انہوں نے کہا مرغ ہے تو فرمایا کس کام کے لئے پالا ہے انہوں نے کہا جنگ کے لئے۔ میاں نے فرمایا دائرہ میں مرغ تو نہیں ہے تم مرغ کہاں لے جاتے ہو میاں خلیل محمد نے عرض کیا کہ یہ خادم جب مرغ لے کر دائرہ کے باہر جاتا ہے تو چند فرشتے مجھ کو پکڑ کر آسمان پر لے جاتے ہیں میں وہاں جاکر بیٹھ جاتا ہوں اس کے بعد ایک گوشہ سے ایک مرغ آتا ہے اس وقت میں اپنا مرغ چھوڑتا ہوں تاکہ ہر دو میں جنگ ہو ان کا میں تماشہ دیکھتا ہوں اس کے بعد حضرت شہاب الحق ؒ نے فرمایا کس کا مرغ بازی لے جاتا ہے کہا میرا مرغ اس مرغ کو مارتا ہے اور بازی لے جاتا ہے ایک قول ہے کہ کبھی یہ مارتا ہے کبھی وہ مارتا ہے اس کے بعد میں اپنا مرغ لے کر مکان کو آجاتا ہوں۔ حضرت شہاب الحق نے یہ سن کر کچھ نہ کہا اور رضا دیدی پھر میاں خلیل محمد وہاں سے اُٹھ کر اپنے کام میں مشغول ہوگئے۔

میاں خلیل محمد والد اور والدہ کے انتقال کے بعد دکن چلے گئے اور شہر دولت آباد میں ماہ صفر کی ۵/ تاریخ کو واصل حق ہوئے۔ بندگی میاں سید یعقوب حسن ولایت اور میاں سید خوندمیر بنی اسرائیل کے پہلو میں آسودہ ہیں۔

میاں خلیل محمد کو چار فرزند ہوئے میاں محمود شاہ، میاں عبدالکریم، میاں سید عبدالرحیم، میاں عبدالرزاق

میاں عبدالرحیم کی وفات ۲۲/ رجب کو ہے ان کو دو فرزند ہوئے سید زین العابدین عرف خوب میاں، میاں سید احمد عرف شاہ صاحب میاں۔ خوب میاں کو دو فرزند

ہوئے مٹھے میاں اور الیاس میاں۔ مٹھے میاں کو اولاد نہیں ہے۔ الیاس میاں کو دو فرزند ہوئے خوب میاں، شاہ صاحب میاں۔

بندگی میاں سید عزیز محمد بن میاں محمود شاہ:۔ بندگی میاں سید عزیز محمد سالک کامل اور مقتدائے واصل تھے۔ بندگی میاں شیخ مصطفیٰؒ سے تربیت ہوئے تھے اور بقولے بندگی میاں سید عبدالحئی روشن منور سے تربیت ہو کر ان سے فیض حاصل کیا۔

نقل ہے کہ حضرت بندگیمیاں سید عزیز محمدؒ ہمیشہ فرماتے تھے کہ میں اپنے پروردگار کو ساتھ لے کر سوتا ہوں (ذکر اللہ کی مداومت سے آپ پر ذات اللہ کی تجلی عیاں ہوتی تھی)

نقل ہے کہ ایک روز میاں سید عزیز محمد اپنے حجرے میں آرام فرمارہے تھے اتفاقاً میاں سید راجے محمد بن میاں سید سعد اللہ نے آکر عرض کیا اے عزیز چچا آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ آپ کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے آپ وہ کریں بندہ کے دل میں بڑی آرزو ہے کہ عادل شاہ بادشاہ بیجاپور جگت گرو خود ہی آکر ہماری ملاقات کرے اس کے بجائے آنحضرت نے فرمایا بابا سید راجے محمد تم نے کیوں نہ کہا کہ اے چچا عزیز ہماری خدائے تعالیٰ سے ملاقات کرادو یہ سن کر میاں سید راجے محمد خاموش کھڑے ہو گئے۔ میاں سید عزیز محمد نے فرمایا جو تمہارے دل میں ہے ویسا ہی ہوگا۔ آج ملاقات ہو گی ویسا ہی ہوا۔ میاں سید راجے محمد نے بادشاہ سے ملاقات کے بعد بیان قرآن کیا اور اللہ نور السمٰوات والارض کی تفسیر بیان کی اس بیان کے بعد بادشاہ کو وداع کیا۔

حضرت بندگی میاں سید عزیز محمد کا دائرہ بیجاپور میں محلہ شاہ پور میں تھا ایک وقت ایک زمانے تک بارش نہیں ہوئی خلق اللہ پریشان ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بہت آہ وزاری اور عاجزی سے پانی برسنے کی دعا کے طالب ہوئے اس وقت آپکے دائرہ میں بڑا فقر و فاقہ تھا۔ حضرت نے فرمایا شہر کے باہر جا کر میدہ شکر گھی ہموزن لیکر ملیدہ بنا کر پہلے

فقیروں کو اللہ کھلاؤ تا کہ خدا کی رحمت نازل ہو۔ اسی ارشاد عالی کے مطابق لوگوں نے عمل کیا حضرت نے یہ بھی فرمایا تھا بارش اب نازل ہو گی جلد اپنے گھروں کو جاؤ بارش جاری ہونے کی کنجی گھومنے کی آواز سنائی دیتی ہے فوراً بارش ہونے لگی اور خلق کو راحت حاصل ہوئی۔

نقل ہے کہ آپ کے برادر نسبتی یا آپ کے فرزند نے آنحضرت سے عرض کیا میاں اگر بارش برسے تو خوب نہ برسے تو کیا کیا جائے حضرت نے فرمایا تمہارا بندہ پر ایسا ہی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ صدقہ سے مہدی موعودؑ کے ابر کو پکڑ کر نچوڑتا ہوں اور پانی باہر لاتا ہوں اور دست مبارک میں رومال تھا اس کو پیچ دینا شروع کیا اس رومال سے پانی گرنا شروع ہوا دوسرے قول کے مطابق اپنے دامن کو نچوڑا۔

نقل ہے بندگی میاں سید عزیز محمد فرماتے تھے کہ بارش کی کنجیاں میرے حوالے کی گئی ہیں آپ کی اولاد کا بیان ہے کہ جنت اور دوزخ کی کنجیاں بنت ثانی مہدیؑ کے حوالے ہوں تو کیا عجب ہے۔ بیجاپور کے امرائیں میراں جی داؤد خاں میاں عزیز محمد کے تربیت تھے وہ سخنوری میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ بڑی فصاحت سے شعر کہتے تھے اپنے مرشد کی تعریف میں قصیدہ لکھا ہے اور لکھا ہے کہ قدر و قیمت اس جوہر (مرشد) کی خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے فی احسن تقویم

نقل ہیکہ آکا وصال مبارک ۹/ ذی الحجہ کو ہوا۔ آپ کا روضہ شاہ پور کے دائرہ مذکور میں ہے۔ میاں سید عزیز محمد کو تین فرزند اشرف میاں، عبداللطیف اور میرانجی میاں ہوئے۔
اشرف میاں بن میاں سید محمد کو ایک فرزند حسین میراں اور انکو ایک فرزند اشرف میاں۔

میاں سید عبداللطیف بن میاں سید عزیز محمد کے فرزندوں کا حال سننے میں نہیں آیا

ملک وزیر الدین و ملک ابنا مین ابنان ملک یعقوب:۔ ملک وزیر الدین اور ملک ابنا مین نے نہ آنجناب مہدی علیہ السلام کو دیکھا ہے نہ انکی پوری کیفیت معلوم ہے۔ سوانح مہدی موعود مولفہ حضرت سید ولی صاحب میں ہے کہ حضرت ملک برہان الدینؒ داخل

اثناو عشر مبشر جو حضرت مہدی علیہ السلام کے داماد ہیں ملک ابنامین کے فرزند تھے۔

ملک احمد بن ملک یعقوب:۔ ملک احمد کے چار فرزند تھے ملک برخوردار عرف ملک بخن ملک الہ داد خلیفہ گروہ، ملک فواد، ملک خدا بخش۔ بقولے ملک منجو ملک خدا بخش کی بچپن میں رحلت ہو گئی۔ ان بزرگوں میں حضرت ملک بخن کے حالات اصحاب کرام کے تذکرہ میں اوپر گذرے ہیں۔

بندگی ملک الہ داد خلیفہ گروہؓ:۔ حضرت ملک الہ داد علم و عمل اور عرفان میں کامل دستگاہ رکھتے تھے محمود بیگڑہ کے نامی امیروں میں عالی منصب سے فائز تھے جب حضرت مہدی علیہ السلام پٹن تشریف لائے آپ نے بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تصدیق و تلقین کا شرف حاصل کیا۔ جب تک حضرت مہدی علیہ السلام کا قیام پٹن میں رہا ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام نے پٹن سے ہجرت کی آپ کو ساتھ جانے کا اتفاق نہ ہوا۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام نے سندھ سے حضرت صدیق ولایت کو گجرات روانہ کیا تھا حضرت ملک الہ داد کے لئے اپنا ایک کمر بند بھجوایا تھا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد اصحاب تمام حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کی خدمت میں رہے اور آپ ہی کے حکم و اجازت پر اصحاب و مہاجرین نے اپنے اپنے دائرہ الگ الگ باندھے جب حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک ہو گیا اور حضرت بندگی ملک الہ داد کو تصدیق مہدی کر کے دس بارہ سال بھی ہو گئے تھے اس لئے ترک دنیا کر کے آپ نے حضرت بندگی میاں شاہ نظام کی صحبت اختیار کی اور تین سال حضرت کی صحبت میں رہے۔ پھر معلومات ایزدی سے حضرت شاہ نظام سے اجازت لے کر حضرت بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایتؓ کی خدمت میں آگئے۔ حضرت شاہ نظام کے خلفاء میں آپ کا بھی شمار ہے۔ حضرت شاہ نظام کے چار چراغ مشہور ہیں۔ (۱) بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن

(فرزند شاہ نظام) (۲) بندگی ملک الہ داد خلیفہ گروہ (۳) بندگی میاں عبدالفتح (داماد مہدی موعود) اور (۴) احمد شہ قدن۔ ان میں سب سے پہلا نمبر بندگی ملک الہ داد کا ہے۔

حضرت بندگی ملک الہ داد کی پوری روش اصحاب مہدی کی روش کے مانند تھی۔

ایک روز اصحاب مہدی علیہ السلام کسی مسئلہ کے تصفیہ کے لئے اجماع کیا اس میں اصحاب و مہاجرین کے علاوہ قاعدین بھی شریک تھے جب بحث و گفتگو طویل ہوئی حضرت بندگی میاںؓ نے فرمایا اصحاب و مہاجرین کے علاوہ دوسرے لوگ مجلس سے اُٹھ جائیں یہ سن کر حضرت ملک الہ داد بھی اُٹھنے لگے۔ حضرت ثانی مہدیؓ نے آپ کا کمربند پکڑ کر بٹھالیا اور فرمایا بھائی داد و تم ہم میں کے ہو۔ جس چشمہ سے ہم کو فیض ملتا ہے اسی چشمہ سے تم کو بھی فیض ملتا ہے۔

حضرت ملک الہ داد نے یہ عہد کیا تھا کہ جب نفس و شیطان حاضر ہو کر مجھے گمراہ نہ کرنے کا عہد نہ کریں میں اس وقت ترک دنیا کر کے دائرہ میں نہ جاؤں گا۔ آپ اپنا اکثر وقت خلوت میں گزارنے کی خاطر شکار وغیرہ کا بہانہ کر کے گھر سے نکل جاتے۔

جس وقت حضرت مہدی علیہ السلام پٹن میں تھے حضرت ملک الہ داد کے فرزند کی ولادت ہوئی۔ آپ اس وقت گھر میں نہیں تھے۔ آپ کی اہلیہؒ محترمہ نے بچہ کو حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا اور عرض کیا حضرت بچہ کے لئے دعا فرمائیں۔ میرے بچے زندہ نہیں رہتے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا مہدی جس کے لئے دعا کرتا ہے وہ بچہ مرجاتا ہے یہ سن کر تمام گھر والے رونے لگے اتنے میں حضرت ملک الہ داد گھر میں آئے اور ماجرا دریافت کیا اور فرمایا کہ یہ تو مرگ معنوی کی بشارت ہے (یعنی موتو اقبل تمو تو یعنی مرنے کے پہلے مرجاؤ) کی یہ بشارت بچے کی فنا فی اللہ ہونے کی ہے بچہ طویل العمر ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت کے فرزند بندگی ملک پیر محمد بہت طویل العمر ہوئے ۹۰۵ھ کے پہلے پیدا ہوئے اور ۹۷۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

حضرت ملک الہ داد خلیفہ گروہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کا یہ لقب آپ کے

اسم گرامی سے زیادہ مشہور ہے۔ آپ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے پانچوں خلفاء کرام سے فیض حاصل کیا ہے۔ اس لئے خلیفہ گروہ سے مشہور ہیں۔ خدائے تعالیٰ سے آپ کو عبدالمومن کا خطاب عطا ہوا۔ اصحاب مہدی علیہ السلام آپ کو بھائی دادو کہ کر بلاتے تھے۔ جب نفس شیطان نے آپ کے مرید ہونے کا اقرار کیا آپ نے جاگیر کے اسناد طلب کر کے جلادئے اور ترک دنیا کر کے چلے جانے کا خیال سے اپنے فرزند ملک پیر محمد کو بلایا اور واقعہ کہا۔ حضرت بندگی ملک پیر محمد اس کے پہلے ہی ترک دنیا کر کے حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی خدمت میں چلے گئے تھے پھر آپ ترک دنیا کر کے حضرت شاہ نظامؓ کی خدمت میں آئے اور تین سال تک حضرت شاہ نظامؓ کی خدمت میں رہے اس کے بعد حضرت بندگی میاں کی خدمت میں آئے کیونکہ باطنی طور پر آپ کو حضرت بندگی میاں سے بھی فیض مل رہا تھا اس لئے بندگی میاں نے فرمایا بھائی نوکری ایک جگہ کرتے ہیں اور تنخواہ ایک جگہ سے لیتے ہیں۔ آپ ترک دنیا کر کے پہلے ہی بندگی میاں کی خدمت میں اس لئے نہیں آئے تھے کہ آپ کہتے تھے کہ میاں کی داڑھی سیاہ ہے اور بندہ کی داڑھی سفید ہو گئی ہے ممکن ہے اطاعت کا حق پورا نہ ہو سکے۔

آپ حضرت مہدی علیہ السلام کے پانچوں خلفاء کے مبشر اور ان سے فیض یافتہ ہیں۔ حضرت بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؓ نے بوقت اجماع جب قاعدین بندگی میاں کے اعلان پر اُٹھ گئے آپ کو کمر بند پکڑ کر بٹھالیا اور فرمایا تم ہم میں کے ہو جس چشمہ سے ہم کو فیض ملتا ہے اس چشمہ سے تم کو بھی ملتا ہے۔ حضرت شاہ نظامؓ کے پاس آپ رہے۔ بندگی میاں کی صحبت اختیار کر کے آپ کی خلافت حاصل کی حضرت شاہ نعمت نے بوقت روانگی دکن آپ کو اپنا دائرہ جالور میں حوالہ کر کے خود دکن تشریف لے گئے۔ حضرت شاہ دلاور سے اس طرح مستفید ہوئے کہ جب اثناء بیان قرآن اور اشعار چنندہ دوہرہ وغیرہ آپ کی زبان پر بے ساختہ آجاتے تھے تو آپ کو شبہ ہوا کہ یہ کیا حال ہے چونکہ حضرت شاہ دلاور اور

مکاشفات وغیرہ کے لئے مبشر مہدی ہیں۔ اس لئے آپ نے حضرت سے رجوع کیا اور اپنا حال بیان کیا حضرت شاہ دلاور نے سنکر فرمایا پہلے اپنا حال بیان کرو۔ آپ نے دوہرہ پڑھا۔

تن پیو من پیو سیج پیو پیو روند ہے سب ٹھام   واری پھیری بل گئی راول راول تیرا نام

حضرت شاہ دلاورؓ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا بیان کا سلسلہ جاری رکھو۔

جب آپ حضرت شاہ نظامؓ کی صحبت میں تھے خدا کی طرف سے آپ کو معلوم ہوا کہ اے عبدالمومن تو صحبت میں میاں شاہ نظامؓ کی ہے اور تجھ کو سید خوند میر کی طرف سے دیا جا رہا ہے اور حضرت شاہ نظامؓ کو بھی معلوم ہوا مگر حضرت شاہ نظام نے اجازت نہ دی۔ ایک دن حضرت بندگی ملک الہداد نے معاملہ دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ اور حضرت مہدی مراد اللہ دونوں بندگی ملک الہداد کے حجرے میں تشریف لائے اور ایک قیمتی قباء خلعت کے طور پر دونوں نے بندگی ملک الہ داد کو پہنائی اور فرمایا بھائی داد و تم کو خلافت برادرم سید خوند میر دی گئی ہے۔ حضرت شاہ نظامؓ نے اس معاملہ کو صحیح و ثابت رکھا مگر جانے کی اجازت نہ دی۔ جب حضرت شاہ نظامؓ کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ اے نظام جو کچھ تیرے خوان سے ملک کا رزق میں نے مقدور کیا تھا وہ تو نے پہونچا دیا اب اس کو رخصت دے کہ میں نے اس کو میاں سید خوند میر کی خلافت دی ہے پس حضرت شاہ نظامؓ نے آپ کو بندگی میاں سید خوند میر کے پاس جانے کی اجازت دی۔

وداع کے وقت حضرت ملک الہ داد کی پشت پر ہاتھ رکھ کر حضرت شاہ نظامؓ نے فرمایا الہ داد الہ داد جو کچھ دیا گیا ہے تیرے سے پہلے کسی کو نہیں دیا گیا نہ تیرے بعد کسی کو دیا جائے گا حضرت خلیفہ گروہ کے جانے کے بعد حضرت بندگی میاں شاہ نظام نے بیان قرآن موقوف کر دیا۔ فرمایا سننے والا ایک تھا بھائی دادو، وہ چلا گیا اب کس کے لئے بیان کروں لیکن چھ ماہ کے بعد بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؒ کی کوشش سے بیان قرآن پھر شروع کیا۔

جب تک حضرت خلیفہ گروہ بندگی میاں شاہ نظام کی خدمت میں رہے۔ آپ کی

گرانباری خدمت گزاری دیانت داری اور جانثاری سے حضرت شاہ نظام بہت خوش تھے جب آپ بندگی میاں کی خدمت میں پہونچے بندگی میاں بہت خوش ہو گئے حضرت بندگی میاں اپنے زمانہ ہجرت میں جہاں بھی دائرہ بناتے اپنے گھر سے ملا ہوا خلیفہ گروہ کے لئے گھر بناتے آپ ہمیشہ اپنی مشکل بندگی میاںؓ سے پوچھ کر حل کرتے ملک حماد نے اس کو برا مانا اور چاہا کہ آپ کو روکیں لیکن حضرت بندگی میاںؓ نے فرمایا بھائی داد و جو پوچھنا ہو پوچھو بیان قرآن کے وقت ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت بندگی میاں نے آپ کو بہت سی بشارتیں دی ہیں فرمایا جو کچھ حضرت مہدی علیہ السلام بندے سے فرمایا بندہ وہ تم سے کہتا ہے۔ فرمایا جو کچھ یہاں ریختہ ہے وہاں ریختہ ہے۔ فرمایا جو کچھ بندہ کے سینہ میں ظہور ہو رہا ہے تمہارے سینہ میں بھی ظہور ہو رہا ہے فرمایا جو تمہارا دشمن ہے وہ بندہ کا دشمن ہے جو بندہ کا دشمن ہے وہ حضرت میراں علیہ السلام کا دشمن ہے جو حضرت میراں علیہ السلام کا دشمن ہے وہ حضرت رسول خدا کا دشمن ہے جو رسول خدا کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے۔ آپ بندگی میاں کی صحبت میں ۱۱ سال تک رہے ہیں۔ حضرت بندگی میاں نے جب فہرست شہدا تیار کی حضرت خلیفہ گروہ کا نام اس میں نہیں لکھا۔ حضرت خلیفہ گروہ رنجیدہ ہوئے فرمایا تمہاری حیات میرے بعد ہو گی اور مہاجران مہید سے گفتگو ہو گی جنہوں نے بندہ کی مخالفت کی ہے وہ تم سے رجوع ہوں گے بندگی میاں ہمیشہ آپ کو بھائی کہتے تھے۔

جب قتال کا وقت نزدیک آیا دوسری مرتبہ حضرت صدیق ولایتؓ نے شہیدوں کا شمار کیا۔ بندگی ملک الہ داد نے بندگی میاں کے ساتھ شہید ہو جانے کی بہت ہی آرزو کی۔ بندگی میاں نے فرمایا میرے بعد چند روز تمہاری حیات ہو گی جب جب قتال کے وقت سوار ہوئے اس وقت بھی بندگی ملک نے بہت آرزو کی اس لئے جنگ اول میں ان کو ہمراہ لے کر آئے پھر فرمایا بھائی دادو تمہارے رہنے میں مقصود خدا ہے۔ میرے فرزندوں کو خدا کا نام یاد

دلانے کے لئے تمہارا رہنا بہت ضروری ہے فرمایا تمہارا مقصد جو شہادت ہے وہ بھی تم کو حاصل ہوگا فرمایا جنگ میں تم کو زخم پہونچے گا دیکھو تمہارے تن پر سر ہے یا نہیں۔ دیکھا تو تن سر پر نہیں تھا معرکہ اول میں بندگی میاں نے بندگی ملک الہ داد سے پوچھا کہ کچھ دیکھ رہے ہو کہاہاں دونوں طرف ظہور خدا ہے ایک طرف اپنی نظر جمال ہے دوسری طرف نظر۔ جلال نے جنگ اول میں بندگی ملک الہ داد کے سر مبارک پر دو زخم اور کتف عالی پر ایک زخم پہونچا تھا جنگ کے بعد جب واپس آئے حضرت صدیق ولایتؓ نے آپ کے کاندھے پر ایک کمر بند باندھ دیا جب دوسری جنگ کے لئے بندگی میاں نکلے بندگی ملک الہ داد نے کہا آج میں آپ سے جدا نہ ہونگا۔ حضرت صدیق ولایت نے فرمایا تمہارا سر انجام اسی سے ہوگا مگر خدائے تعالی نے تمہاری عمر چند سال رکھی ہے اس میں مقصود خدا ہے۔ شہادت کے بعد تجہیز و تکفین شہدا مجرد فقیروں اور دائرہ کے چھوٹے بڑوں کو تعلیم ان کی حفاظت اور پرورش تمہارے ذمے ہے۔ حضرت بندگی میاں کی شہادت کے بعد بعض ظالم دائرہ میں آکر قبیلے کو اذیت دینی چاہی لیکن بعض لوگوں نے منع کیا

شہادت کے بعد حضرت خلیفہ گروہؓ کا سدراسن سے دائرہ کے ساتھ اخراج ہوا اور حضرت پر بڑی غربت واقع ہوئی جہاں جاتے بادشاہ کے خوف سے لوگ ٹھیرنے نہ دیتے۔ حضرت کا یہ اخراج ایسا تھا کہ نماز عشاء تین جگہ پڑھی ہے۔ پھر آپ تھراڈ آئے جو جالور جاتے ہوئے راستہ میں ہے وہاں کے دیسمکھ ملک معین الدین عرف ملک مانڈن اور ان کی والدہ بی بی پیاری نہایت عقیدت سے پیش آئے انہوں نے اپنی زمینات اور ملازمت چھوٹ جانے کی کچھ پرواہ نہ کر کے حضرت کو اپنے گاؤں کے پاس للہ دائرہ باندھنے کا پیغام بھیجا اور ساتھ ہی عرض کی دائرہ کے لئے زمین اللہ نے دی ہے۔ چونکہ حضرت نے جالور تشریف لے جانے کا مصمم ارادہ کرلیا اس لئے دائرہ کرنے سے توانکار کیا لیکن ایسے کٹھن وقتوں میں ان کی اس حسن عقیدت اور مہمان نوازی سے آپ بہت خوش ہوئے ملک مانڈن کو جو مدت دراز سے

رعشے کی بیماری کے باعث چارپائی پر کروٹ بدلنا بھی سخت دشوار تھا حضرت کا پسخوردہ آپ پیتے ہی تمام تار نکل پڑے اور آن واحد میں بہت اچھے ہو گئے۔ جس وقت حضرت خلیفہ گروہ تھراد پہونچے ملک ماندن کے گھر میں جو کھانا تمام قبیلے کے لئے پکا تھا وہ سب کا سب بیاری بی نے حضرت کے پاس اللہ دیا کہکر بھیج دیا اور تمام اہل دائرہ کھائے۔

آپ تھراڈ سے جالور آئے یہاں مہدویوں کی حکومت تھی جالور میں حضرت شاہ نعمتؓ کا دائرہ تھا۔ حضرت شاہ نعمت نے اپنا دائرہ حضرت خلیفہ گروہؓ کو اللہ دیا کہہ کر دیدیا اور خود دکن تشریف لے گئے۔ حضرت خلیفہ گروہ نے حضرت بندگی میاں کا چہلم جالور ہی میں کیا جن بزرگوں نے قاتلوا و قتلوا کے معاملے میں حضرت بندگی میاں کی مخالفت کی تھی ان سب نے یہاں حضرت خلیفہ گروہؓ سے رجوع کیا۔ چہلم کر کے حضرت خلیفہ گروہؓ نے تمام مردوں اور عورتوں کو کھانا کھلایا۔ بندگی میاں کے سب فرزند آپ کی خدمت میں رہے اور جو فرزند حضرت بندگی میاںؓ کے تلقین نہیں ہوئے تھے وہ آپ کے تلقین ہوئے۔

اصحاب مہدی علیہ السلام آپ کی بڑی عزت و توقیر کرتے تھے اور سب آپ کی فضیلت پر متحد ہیں۔ پوری قوم آپ کو افضل التابعین مانتی ہے اور آپ کی کرامت اور بزرگی میں کسی کو شبہ نہیں۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت شاہ دلاور کو یہ دوہا لکھ کر بھیجا۔

ماتھے پیر شر پر جل کڑک کلیجے مانہ پنجر توٹ پر انٹر گیو کی تیں سمرت ناہ

یہ سن کر حضرت شاہ دلاورؓ نے فرمایا تم دیکھ رہے جو ناچی اور بیان قرآن کرنے فرمایا اور فرمایا اگر کچھ نقصان ہو تو بندہ کا دامن پکڑلو۔ آپ کا دائرہ جب ڈونگرپور میں تھا سخت فاقہ کشی رہی۔ فاقہ سے روزانہ دس دس میتیں ہو جاتی تھیں۔ آپ دائرہ کی گلیوں میں پھرتے ہوئے فرماتے مرجاؤ مرجاؤ اے بھائیو مرجاؤ یہ وقت مرنے کا ہے۔ حالانکہ اس زمانے میں دو پیسے کو سیر بھر باجرہ ملتا تھا۔ فقرائے دائرہ فقر و فاقہ کی نعمت عظمیٰ سے روزانہ پانچ پانچ سات سات دس دس نعیم رویت سے سرفراز ہو کر سائر الی اللہ ہو جاتے تھے کیونکہ بوجہ عزیمت پر

قدم ہونے کے نہ تو اپنا حال کسی کے سامنے بیان کر سکتے تھے نہ کسی سے مانگ سکتے تھے۔ بلکہ پیسہ دو پیسہ کا قرض لینے سے بھی احتراض کرتے تھے کہ مبادا انتقال ہو جائے اور قرضہ ویسا ہی سر پر رہ جائے ان ہی ایام فاقہ کشی میں ایک روز پچھلی پہر رات کو حضرت خلیفہ گروہؒ اپنے دائرہ کی گلیوں میں گشت کرتے اور آواز فرماتے جاتے تھے کہ اے بھائیو مر جاؤ۔ اے بھائیو مر جاؤ۔ میاں ابراہیم نامی ایک فقیر نے جو آپ کے پیچھے پیچھے آرہے تھے حضرت سے عرض کی کہ چند لوگوں کو تو رہنے دیں آپ نے ان کی طرف منہ پھیر کر فرمایا اے بھائی جانتا ہے میں ایسا کس کے لئے کہہ رہا ہوں اس واسطے سے ایسا کہہ رہا ہوں کہ جو شخص ان ایام میں اس مقام پر اس فقر و فاقہ تام کی حالت میں ملک العلام کے حکم قضا پر مر جائے بندہ اس کا جنازہ مستور کر کے اپنے کندھے پر اٹھا کر جب اس کو قبر میں لٹاتا ہے اور خدائے کریم کو سونپتا ہے ابھی پیٹھ زمین پر بھی نہیں لگتی کہ خدائے تعالیٰ اپنے ہاتھ سے اس کو قبول کر لیتا ہے۔ یہ وقت عطائے وہبی ہے پھر ایسا وقت عنایت ہونا مشکل ہے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ مر جاؤ۔

مقام ڈونگر پور پر جب آپ کا دائرہ تھا ہمایوں بادشاہ اپنے بھائیوں ہندال عسکری اور کامران کے ساتھ آپ کی ملاقات کو آیا اور حضرت بندگی میاں کی مکتوب ملتانی آپ نے اس کو پیش کی اس نے اس کو پڑھ کر سُنا پھر اس کی نقل آب زر سے کرا کر اس کو اپنے پاس رکھ لیا۔

خلیفہ گروہ کا قدم ہمیشہ عالیت پر رہا جس زمانے میں حضرت شاہ نظامؒ کی صحبت میں آپ تھے ایک دفعہ حضرت نے آپ سے فرمایا بھائی دادو تم ایک سویت زیادہ لو آپ نے انکار کیا اور نہیں لیا۔ کسی نے ایک بار آپ سے پوچھا باڑ کیا ہے کہا یہی کانٹی کی باڑ (جو دائرہ کے اطراف ہے) کہا کیا جو دائرہ کی باڑ کے اندر مر جائے وہ مومن ہے فرمایا مومن حقیقی ہے۔ دائرہ کی ایک فقیر عورت فاقہ سے مجبور ہو کر دائرہ کے باہر بھیک مانگنے چلے گئی واپسی میں اس کا انتقال دائرہ کے دروازے پر ہو گیا۔ آپ نے کہا دیکھو وہ دائرہ کے اندر زیادہ ہے یا باہر؟ اس کا جسد دائرہ کے اندر زیادہ تھا۔ آپ نے اس کی لاش منگوا کر بعد غسل میت اس کی نماز

جنازہ پڑھی جب نماز پڑھ چکے اس کا سر ہلنے لگا آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھدیا ہلنا بند ہو گیا لوگوں نے وجہ پوچھنے پر فرمایا کہ اُس کو خدائے تعالیٰ رابعہ بصری کا مقام دے رہا تھا مگر وہ انکار کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ میں گروہ مہدی سے ہوں مہدی کی تصدیق کی ہے اور ملک الہ داد کی مرید و فقیر ہوں یہ کیا مقام ہے میں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھدیا، خدا نے اس کا مرتبہ بڑھادیا۔

ایک روز سید غالب کی طرف سے سو تنکے حضرت شاہ نظامؒ کو آئے۔ آپ نے پچاس تنکے اسی وقت سویت کرادئے اور پچاس حضرت خلیفہ گروہ کے پاس امانت رکھادیئے۔ حضرت نے وہ تنکے اُٹھاکر رکھدیئے اور بھول گئے ایک عرصہ کے بعد جب پھر فاقہ شروع ہوا ہاتف سے آواز آئی کہ اے عبدالمومن وہ تنکے کیوں اٹھاکر رکھے ہیں تب آپ کو یاد آیا اسی وقت لاکر حضرت شاہ نظام کو دیئے حضرت نے اس کی سویت کرادی اور فرمایا اس کو اٹھاکر رکھادینے میں مقصود یہی تھا کہ اضطرار کے وقت کام آئیں اور فرمایا آج یہ مہمانی الہ داد کی طرف سے ہے۔

ایک دن حضرت خلیفہ گروہ نے دو فقراء کو سامان لانے بازار بھیجے ۔ ملک علی شیر حاکم جالور کو معلوم ہونے پر ان کو اپنے چوبدار کے ذریعہ بلویا اور کھانا کھلاکر پچاس پچاس فیروزیاں تھیلوں میں رکھ کر ان کو دیں۔ انہوں نے لینے سے انکار کیا اور چلے آئے ایک روز ملک علی شیر کو معلوم ہوا کہ دائرہ میں سخت فاقہ ہے انہوں نے بہت سی تھلیاں اس میں فیروزیاں رکھ کر دائرہ میں پہونچوائیں۔ لانے والوں نے ہر فقیر کے حجرے میں ایک ایک تھیلی رکھدی۔ مگر اللہ دیا نہیں کہا۔ چند روز کے بعد پھر علی شیر کو معلوم ہوا کہ دائرہ میں فاقہ ہے علی شیر نے کہا میں نے فیروزیاں بھجوائی ہیں فاقہ کیسے۔ کسی نے کہا شاید تھلیاں نہ پہونچی ہوں۔ علی شیر نے باندیوں کو دریافت حال کے لئے بھیجا انہوں نے دیکھا کہ فیروزیوں کی تھلیاں فقراء کے حجروں میں ادھر ادھر جوں کی توں پڑی ہوئی ہیں۔ کسی نے اس کو جھاڑ د

سے ہٹادیا ہے کسی نے کسی طرف ڈال دیا ہے۔ یہ حال دیکھ کر باندیاں وہ سب تھیلیاں اٹھا کر لائیں اور ملک علی شیر کے حضور میں پیش کر کے سارا حال کہا۔

ایک دن بہاریوں اور مندوزیوں میں جالور میں آپس میں جنگ ہوئی۔ مندوزئی ہزیمت اٹھائے۔ بہاریوں نے ان کے مکانوں اور اموال کو لوٹ لیا۔ بعض لوگ اس میں کا غلہ خرید کر دائرہ میں لائے۔ حضرت بندگی ملک الہ داد نے وہ غلہ واپس کر دیا اس لئے کہ وہ کلمہ گو لوگوں سے لوٹا گیا تھا۔ کسی شخص نے ایک دفعہ بندگی ملک الہ داد سے کہا کہ بندہ نے عشر کی نیت کی ہے لیکن بندہ کے پاس دیانت دار نوکر نہیں ہے۔ خوندکار میرے ساتھ دو خدا کے بندوں کو بھیجیں تاکہ وہ دیہات سے عشر وصول کر کے لائیں۔ بندگی ملک الہ داد نے فرمایا لعنت ہے تجھ پر اور اس پر جو عشر وصول کرنے گاؤں گاؤں پھرے۔ حاکم جالور ملک علی شیر نے ہر گاؤں کی حیثیت کے موافق دیرا یعنی غیر معمولی ٹیکس ڈالا اور محصلین کو ہدایت کی کہ رقم جمع کر کے فقرائے دائرہ کی معاونت کی جائے۔ اس تدبیر سے تیس ہزار فیروزیاں یعنی (۲۲۵۰۰) روپیہ جمع ہو گیا۔ آپ یہ رقم حضرت خلیفہ گروہؓ کی خدمت میں بھیجنا ہی چاہتے تھے کہ حضرت کو اطلاع ہو گئی۔ آپ نے دائرہ کی ایک فقیرنی بلوچ بی بی آسودی کے ذریعہ ملک علی شیر سے کہلوایا کہ جالور میں ہمارے دائرے اتنے اتنے سال سے رہے ہیں تم کو اتنی بھی خبر نہیں کہ چندہ چارن بھاٹوں کے لئے کیا جاتا ہے فقرائے دائرہ کے لئے چندہ کی رقم قطعاً حرام ہے۔ تم نے دائرہ کے فقیروں کو بھی چارن بھائیوں اور میراثیوں کے جیسا سمجھا ہے۔ کہلا کر آپ دائرہ چھوڑ کر روانہ ہو گئے ادھر ملک علی شیر کو حضرت کے ہجرت فرمانے کی کیفیت معلوم ہونے پر انہوں نے اپنے مصاحبوں سے کہا تم پہلے حضرت کی خدمت میں چلے جاؤ میں بعد میں آتا ہوں۔ دروغ مصلحت آمیز کو پیش نظر رکھ کر خوندکار سے یہ عرض کرنا کہ کسی دشمن نے ملک علی شیر پر محض افترا کیا ہے میں بھی عرض کروں گا۔ چندہ کی رقم جو آپ کی خدمت میں بھیجے جانے کی بات آپ نے سنی ہے محض غلط ہے۔ کسی دشمن نے آپ

کی نظر عاطفت سے اس تعلق بردار کو گرانے کی غرض سے اڑائی ہے۔ خدا کے لئے آپ ٹھہر جائیں اور کہیں جانے کا قصد نہ فرمائیں۔ آپ کے وجود باجود سے ہم عقیدت کیشاں بلکہ جمیع مصدقان جالور فیضیاب ہوتے ہیں۔ آپ ہی کے چشمہ فیض سے ہمارے دین و دولت کی بہبودی ہے یہ کہ کر ملک علی شیر خوندکار کی گاڑی کے راستہ میں ہو گئے۔ حضرت خلیفہ گروہ نے ان کی حسن عقیدت اور فدائیت دیکھ کر گاڑی پلٹائی اور دائرہ عالیہ میں واپس تشریف لائے ایک دفعہ جب کہ دائرہ میں سخت فاقہ کشی کا عالم تھا۔ کسی فقیر نے کسی دوسرے فقیر سے اس کا حال پوچھا انہوں نے روٹی کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت خلیفہ گروہ کو یہ دیکھ کر بہت رنج ہوا عرض کیا یاالٰہی یہ تیرے بندے محض تیرے لئے ترک دنیا کر کے یہ اذیت برداشت کر رہے ہیں پھر یہ روٹی کا اشارہ کیا معنی۔ خدا کا حکم ہوا اے عبدالمومن یہ تقاضائے بشریت ہے تو اس سے دلگیر مت ہو، حضرت خلیفہ گروہ فرماتے ہیں کہ دائرہ کے اندر گھانس کے ٹوکرے مزدوری میں ڈال کر رہ مگر دائرہ کے باہر جاکر گھوڑے پر سوار ہونے کی آرزو مت کرو۔ آپ فقرا کے کاسبوں کے گھر جانے سے سخت ناراض ہوتے، آپ کے دائرہ تھراڈ سانچور اور موضع بار کر میں رہے ہیں۔ آخری دائرہ آپ کا موضع کپڑونج میں تھا۔

میاں شیخ محمد دہلوی مہاجر مہدی کو جھاڑا پھونکی کا عمل اور آسیب کا علم یاد تھا انہوں نے میاں کرم اللہ کو جو حضرت خلیفہ گروہ کے دائرہ کے فقیر تھے اس کی تعلیم دی۔ حضرت خلیفہ گروہ کو معلوم ہونے پر دھمکایا اور فرمایا یہ طریقہ حضرت میراں علیہ السلام اور آپ کے یاروں کا نہیں ہے انہوں نے کہا خوندکار میں یہ عمل محض خدا واسطے کرتا ہوں پیسے لینے کی غرض سے نہیں اور اس سے لوگوں کو فائدہ بھی ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا جب میراں علیہ السلام سے اس کو ممانعت ہے خواہ کسی غرض سے کریں جائز نہیں۔ انہوں نے حضرت کا کہانہ مانا اور عمل جاری رکھا۔ حضرت نے ان کو دائرہ سے نکال دیا۔ جب حضرت خلیفہ گروہ کا دائرہ پٹن میں تھا دائرہ کے بعض مرد اور عورتیں سب اپنے سگوں کے گھر ملاقات کے لئے

گئے۔ حضرت کو معلوم ہونے پر میاں بابن کو سر راہ کھڑا کر دیا اور فرمایا شہر سے آنے والوں کو دہائی دیں کہ میرے دائرہ میں نہ آئیں۔ ایک دن شہر پٹن سے آپ سدراسن زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ بندگی میاں کے فرزند بھی تھے جب سدراسن نظر آیا بندگی میاں کے فرزند گاڑی سے اتر کر سدراسن چلے گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت خلیفہ گروہ نے گاڑی واپس پلٹائی۔ فرزندان بندگی میاں نے یہ دیکھ کر جلدی سے زیارت سے فارغ ہو کر دوڑتے ہوئے آکر گاڑی میں سوار ہوئے۔ حضرت نے پوچھا کہاں گئے تھے کہا زیارت کے لئے۔ فرمایا بندگی میاں تو پٹن سے میری گاڑی میں میرے ساتھ ہیں تم کہاں گئے تھے۔

ایک دن ملک علی شیر نے اپنے محل میں مارواڑ کے دستور کے موافق بسنت بازی کرنے لگے۔ حضرت خلیفہ گروہ کو معلوم ہونے پر آپ نے اپنا دائرہ اٹھالیا اور روانہ ہو گئے۔ ملک علی شیر کو معلوم ہونے پر انہوں نے اپنے فرزندوں کو بھیجا کہ حضرت کو روکیں اور خود بھی آکر عرض کیا کہ خوندکار نہ جائیں اور فرزندوں کو گاڑی کے سامنے سلادیا۔ حضرت نے فرمایا تم مشرکوں کی عید پر مشرکوں کی طرح گلال سے بسنت بازی کرتے ہو۔ ملک علی شیر نے کہا خادم کو معلوم نہیں تھا کہ یہ فعل برا ہے توبہ کرتا ہوں مجھے تعذیر ماریں۔ حضرت نے ان کی عاجزی دیکھ کر ان کا رجوع قبول کیا۔

حضرت نے بندگی میاں کے فرزند کی تربیت جیسی کرنی چاہئے تھی کی۔ آپ کی حدود دائرہ اور حدود شریف پر بہت نگاہ تھی ذرہ بھر بھی خلاف گوارا نہ کرتے۔ تکبیر نماز کے بعد سنت گزارنے کو آپ منع فرماتے ایک دفعہ حضرت خاتم المرشد سنت پڑھ رہے تھے کہ تکبیر ہو گئی۔ آپ نے حضرت خاتم المرشدؒ کے ہاتھ کھول کر فرمایا کہ تکبیر ہو گئی ہے فرض میں شریک ہو جاؤ۔

حضرت صدیق ولایتؓ کے بعد آپ چودہ یا پندرہ برس زندہ رہے۔ اس مدت میں بیس دفعہ آپ کا اخراج ہوا اور بیس جگہ دائرہ رہا۔

آپ کا دائرہ سروہی میں بھی رہا ہے۔ راؤ جگدل سروہی کا راجہ آپ کا دل سے معتقد تھا۔ وہ حضرت شاہ نعمتؓ کا مرید تھا۔ حضرت شاہ نعمتؓ کے بعد حضرت خلیفہ گروہ کی خدمت میں آنے جانے لگا۔ جب بھی آتا حضرت کا پسخوردہ پی کر جاتا۔ ایک دن اپنے مصاحبوں کے ساتھ آیا اور حسب عادت پسخوردہ پینے لگا۔ ایک مصاحب نے غم و غصہ میں کہا کہ مہاراج یہ کیا کرتے ہیں ایک مسلمان کا جھوٹا پی رہے ہیں۔ راؤ نے کہا مجھے ان کی ذات میں پریشور کا درشن ہو رہا ہے اس لئے پی رہا ہوں۔ جب راؤ کا انتقال ہو گیا اس کی میت جلانے پر جلی نہیں۔ حضرت خلیفہ گروہ نے اس کی میت دائرہ میں منگوائی راؤ نبی اور مہدی کے صدقہ سے جنت میں داخل ہو گیا۔

آپ نے حضرت بندگی میاں کے فرزندوں کی تعلیم و تربیت میں بہت کوشش کی اور ہمیشہ ان پر نگرانی رکھی۔

ایک دن نماز عصر کی جماعت میں دیکھا کہ بندگی میاں کے فرزند سید عبد القادر نہیں ہیں۔ پوچھا عبد القادر کہاں ہیں، حاضرین نے کہا ظہر پڑھ کر ضروری کام کے لئے ساہوڑا گئے ہیں اس ایک وقت کی نماز جماعت کی غیر حاضری آپ کو گراں گزری فی الفور زخم پیشانی کے ٹانکے (جو صدیق ولایت کے جنگ میں شرکت پر زخم آئے تھے) تڑکے اور کھل گئے اور خون بہنے لگا اور حالت غیر ہو گئی۔ سب لوگ جمع ہو گئے اس وقت دائرہ کپڑ ونج میں تھا اور دائرہ میں فاقوں کی بہت شدت تھی۔ آپ نے سب فقیروں کو بلایا اور ایمان کی سویت کی سویت کا طریق یہ تھا کہ ہر ایک فقیر حضور میں آکر دامن پسارتا اور حضرت خلیفہ گروہ اپنے ہاتھ کا خالی پسو دامن میں اس طرح انڈیلتے گویا کوئی چیز ڈال رہے ہیں۔ بظاہر پسو بھی خالی اور دامن بھی خالی لیکن فیض دینے والا ہی جانتا کہ کیا دیا اور لینے والا جانتا کہ کیا لیا۔ اس طرح سویت کرتے کرتے جب بندگی میاں سید اشرف بن بندگی میاں سید یعقوب حسن ولایتؓ کی باری آئی آپ نے فرمایا لو شہزادے یہ تمہارا حصہ پھر دوسرا پسو ڈالتے وقت فرمایا کہ لو یہ

تمہارے والد کا حصہ۔ اس وقت بندگی میراں سید اشرف سات سال کے تھے اور حضرت خلیفہ گروہ کے دائرہ میں رہتے تھے۔۔ بہر حال اسی روز مغرب کے وقت ۱۴/ رمضان ۹۴۵ھ کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ مزار مبارک کپڑونج میں ہے۔

بہرہ عام کے موقع پر ناریزہ کی ابتدا حضرت خلیفہ گروہ سے ہے۔ جب بہرہ عام کے لئے لوگ جمع ہوتے تمام کام لکڑی، پانی لانا ختم ہونے کے بعد ان کو کھچڑی پکا کر کھلائی جاتی۔ ایک روز کھچڑی کا انتظام نہیں تھا چند چپاتیاں کہیں سے آ گئی تھیں حضرت خلیفہ گروہ نے ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے بانٹ دیئے۔ جب سے اس کا نام نان ریزہ (ناریزہ) ہو گیا۔ ایک مرتبہ چنے ابال کر تقسیم کیے جس کا رواج آج تک ہے۔

حضرت خلیفہ گروہ کے خلفاء یہ ہیں۔ بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحق، بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدؓ ، بندگی میاں سید شریف تشریف اللہؓ، بندگی میاں سید عبد القادر ، بندگی میاں سید احمد ، بندگی میاں سید خدا بخش۔ یہ چھ حضرت بندگی میاں صدیق ولایت کے فرزند ہیں۔ بندگی میاں سید حسین و بندگی میاں سید حسن (یہ دونوں بندگیمیاں سید عطن جو سید عطاء اللہ سے بھی مشہور ہیں کے فرزند ہیں) بندگی ملک پیر محمد فرزند حضرت خلیفہ گروہ اور ملک اسماعیل و ملک سلیمان و ملک یوسف و ملک احمد یہ چاروں بندگی ملک حماد کے فرزند ہیں۔ حضرت سید عمر، حضرت سید اسحاق، سید عبد اللہ، میاں علم شیر مہاجر و عجب شیر مہاجر خاتم سلیمانی میں ہے یہ وہ اٹھارہ آدمی ہیں جو چشم سر سے خدا کو دیکھتے تھے۔

بندگی ملک پیر محمدؓ:۔ آپ حضرت بندگی ملک الہ داد خلیفہ گروہ کے فرزند ہیں۔ جو بی بی میمونہ بنت ملک عیسیٰ کے بطن سے ہیں۔ بی بی میمونہ کو جو فرزند ہوتا فوت ہو جاتا جب حضرت مہدی علیہ السلام پٹن تشریف لائے۔ حضرت ملک پیر محمد پیدا ہوئے۔ بی بی نے آپ

کودایہ کے ذریعہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجاکہ آپ کی زندگی کے لئے دعا کریں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بندہ جس کے لئے دعا کرتا ہے وہ مرجاتا ہے یہ سن کر دایہ نے آکر بی بی سے کہا بی بی رونے لگیں اور گھر کے تمام لوگ پریشان ہوگئے۔ حضرت ملک الہ داد گھر میں نہیں تھے جب گھر میں آئے ماجرہ پوچھا جب سب کیفیت سنی تو کہا کہ یہ تو موت معنوی کی خبر حضرت مہدی علیہ السلام نے دی ہے۔ بچہ بہت بڑی عمر کا ہوگا اور فنافی اللہ کا مرتبہ حاصل کرے گا (اسی کو موت معنوی کہتے ہیں)۔ حضرت بندگی ملک الہ داد خلیفہ گروہ نے بندگی ملک پیر محمد کو ان کی خورد سالگی میں حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت کا مرید کرایا ہے۔ آپ صدیق ولایتؓ ہی کے تربیت و تلقین ہیں۔ جب آپ بلوغ کو پہونچے حضرت خلیفہ گروہ نے آپ کو بلا کر اپنی جاگیر اور منصب کے اسناد آپ کے حوالے کئے اور فرمایا پیرو بھائی اب بندہ دنیا کو ترک کردیتا ہے اب تم دنیا کرو، آپ نے پوچھا دنیا کو بہتر سمجھ کر چھوڑ رہے ہیں یا بری، حضرت خلیفہ گروہ نے فرمایا بری، اور دین کی دشمن سمجھ کر چھوڑ رہا ہوں۔ بندگی ملک پیر محمد نے کہا میں ہر گز ان اسناد کو قبول نہ کروں گا اور دنیاداری میں مشغول نہ رہوں گا۔ حضرت خلیفہ گروہؓ بہت خوش ہوئے اور اسناد کو جلادیا۔ غیب سے آواز آئی تو نے رزق کے اسناد جلائے ہیں۔ تیرے فرزند دنیا میں لطف و لذت دنیا سے بے نصیب رہیں گے۔ اس کے بعد حضرت خلیفہؓ گروہ کے پہلے ہی بندگی ملک پیر محمد ترک دنیا کر کے حضرت صدیق ولایتؓ کی خدمت میں آگئے اور حضرت خلیفہ گروہ حضرت شاہ نظام کی خدمت میں چلے گئے اور انہی کی صحبت میں رہے۔

نقل ہے ایک روز حضرت شیخ احمد کھٹوؒ (مبشر مہدی) کے عرس کے روز احمد آباد کے تمام علماء سرکھیج میں جمع ہوئے۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت بھی اتفاقاً اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ وہاں گئے۔ سانبھرمتی ندی کے کنارے ان علماء سے حضرت کی ملاقات ہوئی اور بحث ہوئی۔ بحث میں علماء فہزم ہوئے اور حضرت سے معجزہ طلب

کیا۔ حضرت صدیق ولایت نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ، تین سو تیرہ نبی مرسل اور چھ اولوالعزم پیغمبروں میں سے جس نبی کا معجزہ چاہتے ہو اس میری جماعت کے جس کمتر سے کمتر فقیر سے چاہتے ہو آپ لوگ طلب کر سکتے ہیں۔ مگر علماء نے اس خوف سے معجزہ طلب نہیں کیا۔ اگر معجزہ کے بعد انکار کریں گے تو خدا کا غضب نازل ہو گا یہ سمجھ کر وہ سب کے سب بھاگ گئے۔ حضرت بندگی ملک پیر محمد اُس وقت حضرت بندگی میاںؓ کی جماعت میں موجود تھے ،ایک وقت (بندگی میاں کی شہادت کے بعد) فرمانے لگے مجھ سے جو کوئی کسی بھی پیغمبر کا معجزہ طلب کرے میں بتاؤں گا لوگ کہنے لگے معجزہ پیغمبروں سے مخصوص ہے۔ آپ کیا بتا سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اس مجلس میں جو سرکھیچ میں حضرت بندگیمیاں اور علماء کی بحث کے لئے ہوئی تھی بندگی میاں کی جماعت میں موجود تھا۔ حضرت بندگی میاں کے فرمان سے کہ میرے ان ساتھیوں میں سے جس فقیر سے چاہو معجزہ طلب کرلو۔ مجھ میں ہمت پیدا ہو کر میری روحانیت بہت ہی افضل واعلیٰ ہو گئی اور اظہار معجزہ کی مجھ میں قوت پیدا ہو گئی ہے یہ روحانی قوت مجھ میں تادم مرگ رہے گی۔ یہ حضرت صدیق ولایت کے فرمودہ کا اثر ہے ورنہ بندہ کچھ نہیں۔ حضرت صدیق ولایت کے بعد حضرت خلیفہ گروہ نے بندگی ملک پیر محمد سے اپنے سے علاقہ کرنے فرمایا مگر حضرت ملک پیر محمد نے کہا کہ ایک ہاتھ حضرت صدیق ولایتؓ کے ہاتھ میں دیا ہوں دوسرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دینے کے لائق نہیں ہے۔ حضرت خلیفہ گروہؓ کو اس کا افسوس ہوا مگر حضرت خلیفہ گروہؓ کے انتقال تک حضرت بندگی ملک پیر محمدؓ باپ کی صحبت سے جدا نہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ گروہ کے اٹھارہ خلفاء میں آپ کا نام بھی ہے۔ بندگی ملک پیر محمد بہت گرانبار باوقار تھے۔ حضرت خلیفہ گروہ کے انتقال کے بعد ڈھائی سال تک آپ دائرہ پر قائم رہے اور مرشدی کی ہے اس کے بعد حضرت شہاب الحق کے دائرہ علیحدہ قائم کر لینے پر بندگی ملک پیر محمد جالور چلے آئے۔ ایک دن بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے پوچھا تم کس کے مرید ہو عرض

کیا حضرت بندگی میاں کی روح مبارک نے قبر سے نکل کر بندہ کو تربیت و تلقین کیا ہے۔ میں بندگی میاں کا مرید ہوں۔ حضرت ملک پیر محمد نے فرمایا شریعت کا حکم ظاہر پر ہے، یہ سن کر حضرت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی مکرر آپ سے تربیت ہوئے پھر کچھ دن کے بعد حضرت شہاب الحق کی صحبت اختیار کی۔ چھ ماہ صحبت میں رہنے کے بعد حضرت شہاب الحقؒ نے آپ کو اجازت دے کر علیحدہ دائرہ باندھ کر رہنے کے لئے الگ کیا۔

نقل ہے کہ جب بندگی ملک پیر محمد کا دائرہ جالور میں تھا اور حضرت شہاب الحق کھانبیل میں تھے۔ حضرت شہاب الحق جالور آئے حضرت بندگی ملک پیر محمد نے آنے کی وجہ پوچھی فرمایا آپ کی صحبت میں رہنے آیا ہوں۔ حضرت ملک پیر محمد نے فرمایا کیسی صحبت ہے اکیلے آئے ہو اور قبیلے کو ہمراہ نہیں لائے جا کر اپنے قبیلے کو لاؤ۔ اور فرمایا جو ہم میں سے پہلے پہونچے وہ اسی کے پاس رہے۔ حضرت شہاب الحق کھانبیل روانہ ہوئے بندگی ملک پیر محمد نے اپنا دائرہ اپنے فرزند بندگی ملک عبدالفتح کے حوالے کر کے خود کھانبیل گئے اور حضرت شہاب الحق سے پہلے پہنچ گئے۔ جب شہاب الحق کھانبیل آئے آپ کو وہاں موجود پایا پھر آپ حضرت شہاب الحق کے دائرہ ہی میں رہ گئے۔

جنگ بدر ولایت کے وقت حضرت بندگی ملک پیر محمدؓ کی عمر ستائیس سال کی تھی جنگ میں شریک رہ کر غازی ہوئے ہیں۔

جب اس جنگ میں حضرت بندگی میاں سید جلال (فرزند حضرت صدیق ولایت) شہید ہوگئے، حضرت صدیق ولایت نے فرمایا کہ ان (بادشاہان گجرات) کی نسل پر چھری پھر جائے گی (یعنی بادشاہ مظفر کی اولاد پر) مظفر اختتام جنگ کے ایک سال کے بعد مر گیا اس کے بعد اس کا بیٹا سکندر بادشاہ ہوا اس کے حسن کی وجہ لوگ اس کو یوسف ثانی کہتے تھے۔ وہ تخت پر بیٹھا ایک دو مہینے کے بعد عماد الملک خوش قدم نے اس کو مار ڈالا اور اس کا بھائی محمود شاہ تخت پر بیٹھا اس کا بھائی بہادر اس وقت جب کہ حضرت خلیفہ گروہؓ کا دائرہ ماونگر پور میں تھا حضرت

کی خدمت میں آیا اور عرض کیا اگر بنظر التفات عفو تقصیر کر کے پھر تخت و تاج عطا فرمائیں تو عجب نہیں کہ میں ہدایت پاکر تصدیق مہدی کرلوں۔ حضرت خلیفہ گروہ نے حضرت بندگی ملک پیر محمد سے فرمایا کہ بہادر کو لے جاکر تخت پر بٹھادو۔ بہادر کی آوارگی کی وجہ یہ ہوئی کہ ہمایوں بادشاہ دہلی گجرات پر قابض ہو گیا تھا۔ ہمایوں ڈونگر میں حضرت خلیفہ گروہؓ کی خدمت میں آیا اس کے ساتھ اس کے بھائی ھندال، کامراں اور عسکری بھی تھے۔ حضرت کی قدموسی کے بعد حضرت بندگی میاں کا رسالہ مکتوب ملتانی حضرت سے لے کر پڑھا اور اس کو آب زر سے لکھ کر شاہی کتب خانہ میں داخل کیا۔ بندگی ملک پیر محمد بہادر کو لے کر دارالسلطنت آئے اور بہادر کو تخت پر بٹھادیا۔ جب بہادر کے بھائی نے جو بادشاہ ہو گیا تھا حضرت بندگی ملک پیر محمدؓ کے آنے کی خبر سنی ہیبت زدہ ہو کر بھاگا اور راستہ میں استرے سے اپنا گلا کاٹ لیا اس کے بعد بہادر شاہ کو پرتگیزیوں نے فریب سے قتل کر کے اس کی لاش سمندر میں پھینک دی اس کے بعد محمد شاہ سوم بادشاہ ہوا۔ جو قتل کر دیا گیا پھر محمود شاہ سوم بادشاہ ہوا اس کے ملازم نے اس کو مار ڈالا پھر احمد شاہ دوم بادشاہ ہوا مگر وہ بھی مارا گیا۔ پھر مظفر سوم بادشاہ ہوا جس کو اکبر بادشاہ نے آگرہ میں نو سال قید میں رکھا اس نے قید خانہ میں خودکشی کرلی۔ ۱۵۷۲ء میں ملک گجرات سلطنت دہلی سے ملحق کر لیا گیا، حضرت خلیفہ گروہ نے بندگی ملک پیر محمد کو ہمایوں بادشاہ کے پاس بھی بھیجا ہے حضرت بندگی ملک پیر محمد کی عمر دراز ہو کر ستر سال کی عمر میں کھانیل میں انتقال کیا۔ حضرت خاتم المرشدؓ نے آپ کی تجہیز و تکفین کی۔ آپ کے فرزند کا نام ملک عبدالفتح ہے ان کے دو بھائی نظام الدین اور نصیر الدین اور دو بیٹیاں خونزا ہوا، خونزا ہو ہوئے۔

بندگی ملک عبدالفتح:۔ آپ بندگی ملک پیر محمد کے بیٹے ہیں۔ حضرت بندگی میاں کے حضور میں پیدا ہوئے۔ جنگ بدر ولایت کے وقت بہت چھوٹے تھے۔ تربیت و صحبت و

سند حضرت خلیفہ گروہؓ سے رکھتے ہیں۔ جب بندگی ملک پیر محمد جالور سے حضرت شہاب الحق کی خدمت میں کھانبیل آئے اپنا دائرہ اپنے فرزند ملک عبدالفتح کے حوالے کردیا اور خلافت کا حکم دیا۔ ملک عبدالفتح اپنے دائرہ کے ساتھ مدت تک جالور میں تھے۔ جب حضرت خاتم المرشد فتنہ مغل کی وجہ سے ترک مقام کر کے جالور آئے ملک عبدالفتح بہت خوش ہوگئے اور اپنا دائرہ خدا کی راہ میں حضرت خاتم المرشدؓ کو دیدیا اور کہا آب آمد و تیمم برخواست۔ آپ نے جالور میں حضرت خاتم المرشد کے حضور میں وفات پائی ہے اور بندگی ملک معروف کے پائیں دفن ہوئے ہیں۔ عمر آپ کی ساٹھ سال کے اوپر تھی۔ آپ کو چار بیٹے ہوئے ہیں جب بندگی ملک پیر محمد نے حضرت خلیفہ گروہ سے عرض کیا خوندکار فتو بھائی کو بیٹا ہوا ہے کیا نام رکھیں۔ آپ نے چار نام بتائے۔ حضرت ملک عبدالفتح نے اپنے بند جامہ کو چار گرہیں دے دیں اور فرمایا فتو بھائی کو چار بیٹے ہوں گے۔ آپ کے فرزندوں کے نام ملک نصیر الدین، ملک نظام الدین، ملک قیام الدین اور ملک نجم الدین تھے اور دو بیٹیاں خونزا بوا اور حونزا بو ہوئے۔ ان فرزندوں میں ملک نصیر الدین اپنے دادا کے ساتھ حضرت شہاب الحقؒ کے تربیت ہوئے اور صحبت میں دادا کی رہے ہیں ستودہ اطوار اور حمیدہ کردار تھے۔ آپ کو چار بیٹے ہوئے۔ ایک ملک میراں دوسرے ملک ابراہیم تیسرے ملک معروف چوتھے شیخن ملک۔ ملک میراں جامع کمالات اور منبع حسنات تھے۔ تربیت حضرت خاتم المرشد کے ہیں۔ اور حضرت حاکم الزماں (بندگی میاں سید نور محمدؓ) کی خلافت سے مبشر ہوئے ہیں۔ آپ کا قدم عالیت پر تھا۔ آپ کو دو بیٹے ہوئے ملک خدا بخش جو بہت اخلاق حمیدہ رکھتے تھے ان کو ایک فرزند ملک تاج محمد ہوئے اور دو بیٹیاں بوماں اور بوا رحیم ہوئیں جو ملک میراں کو دیئے۔ ملک نصیر الدین بن ملک میراں بہت خوب طبیعت اور نرم دل تھے اور ستودہ اخلاق رکھتے تھے۔ بندگی میاں سید راجو شہید سے صحبت رکھی ہے اور ڈبھوئی میں مدت تک رہے ہیں۔ پھر پالن پور آکر میاں سید مرتضیٰ سے علاقہ کیا ہے۔ ایک روز کپڑے دھونے، تالاب پر گئے وہاں باد سموم سے متاثر

ہو کر کپڑے نکال کر سرہانے رکھ کر سو گئے اور اسی حالت میں جاں بحق تسلیم ہوئے۔ پھر حضرت دوڑے اور لاکر بندگی میاں سید اشرف کے دائرہ میں دفن کیا۔ آپ کو تین بیٹے ہوئے ملک الہ داد، ملک شیخن اور ملک میراں اور ایک بیٹی بوبو تھی۔ اور بواصاحب ڈبھوئی میں آسودہ ہیں اور ملک الہ داد بن ملک نصیر الدین کو ایک بیٹا تھا ملک حسن، ان کو ملک یعقوب حافظ کی بیٹی دیئے تھے اور ملک میراں بہت متقی اور پرہیزگار تھے۔ نہایت خداترس اور سلیم الطبع تھے۔ اپنے قبیلے کے ساتھ پالن پور آکر ڈبھوئی آئے اور تربیت میاں سید میراں جی بن بندگیمیاں سید قاسم مجتہد گروہ کے ہیں اور صحبت میں مرشد الزماں میاں سید میراں جی سیدو میاں کی تھے۔ ڈبھوئی میں آپ کی گفت و شنید اور بحث و مباحثہ کی وجہ سے ڈبھوئی کا ایک عالم سید سرندہ آپ کو چار مہینے قید میں رکھا۔ جب آپ کا تقویٰ عبادت شب بیداری اور نماز و ذکر وغیرہ دیکھا معتقد ہو کر آپ کو رہا کر دیا، ڈبھوئی میں آپ بارہ محرم کو عالم بقا کو راہی ہوئے ہیں آپ کا مرقد مبارک ڈبھوئی میں ہے۔

بندگی ملک حماد بن ملک احمد:۔ حضرت ملک حماد بن ملک احمد حضرت ملک الہ داد خلیفہ گروہ کے بھائی ہیں جاگیر و منصب بیش قرار رکھتے تھے۔ خدا طلبی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آغاز جوانی میں بھی نماز تہجد فوت نہ ہوتی تھی۔ جس وقت حضرت مہدی موعود علیہ السلام پٹن تشریف لائے ملک حماد کو اٹھارواں سال تھا۔ حضرت ملک بخن اور حضرت ملک الہ داد کی تصدیق کرنے کے بعد ملک حماد بھی تصدیق سے مشرف ہوگئے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام پٹن سے سندہ کی جانب روانہ ہوئے حضرت ملک حماد کو ساتھ جانے کا اتفاق نہ ہوا پٹن ہی میں اپنے منصب و امارت پہ ٹھیرے رہے جب حضرت مہدی علیہ السلام نے سندہ سے حضرت صدیق ولایت کو گجرات روانہ کیا ایک عمامہ اپنے سر کا حضرت ملک حماد کو بھجوایا۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے رحلت فرمانے کے بعد۔ حضرت

صدیق ولایت پٹن آ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد بندر جیول میں جو کوکن میں ہے جا کر ٹھیرے حضرت ملک حماد بھی ترک دنیا کر کے خدمت میں حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کی جانے کو تیار ہو گئے۔ جوانی اور کم عمری تھی بی بی سے اپنا ارادہ بیان کیا وہ بھی ساتھ چلنے کو مستعد ہو گئیں۔ جب میکے والوں نے اس بات کو سنا کم عمری کا لحاظ کر کے سختی سے روکا اور فقر و فاقہ کا خوف دلایا۔ ملک نے ایک روز قابو پا کر اور سواری کا انتظام کر کے کچھ رات گزرنے پر سب کو غافل دیکھ کر دونوں میاں بی بی خدا کی راہ میں چل نکلے جب صبح ہوئی چاروں طرف سوار جھپٹے۔ بی بی کے ماموں کو بہت رنج ہوا۔ بے تحاشہ سراسیمہ خود بھی نکلے۔ غرض کچھ دور دراز پر میانہ نظر آیا جا کر روکا اور سخت وسست باتیں کیں۔ بی بی نے کہا ماموں اتنا نہ گرمائیے میں اپنے شوہر کے ہمراہ ہوں اور راہ حق میں جا رہی ہوں۔ اس تقریر سے ماموں کا دل نرم ہو گیا اور خدا پر سپرد کر کے خیر باد کہا۔

جس وقت حضرت ملک حماد کے آنے کی خبر حضرت صدیق ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچی استقبال کیا۔

نقل ہے کہ دائرہ حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ میں بے انتہا فقر و فاقہ تھا۔ اس بات کو سن کر پٹن سے بی بی کے ماں باپ نے بہت سا مال و متاع زیور و نقد جنس وغیرہ بیٹی داماد کو بھیجا۔ جب آدمی اس نقد و جنس کو لیے پہنچے دایہ مکان میں گئی اور دریافت کیا بوا امت المنان کہاں ہیں حالانکہ روبرو تھیں اور ان ہی سے پوچھ رہی تھیں۔ بی بی ہنسیں دایہ نے دانتوں کی سنہری پرت سے پہچانا۔ ضعف و ناتوانائی اور لاغری کی وجہ صورت بدل گئی تھی دیکھ کر رونے لگیں۔ میاں بیوی نے اس آئے ہوئے نقد و جنس کو دیکھ کر فرمایا اس کی کون ضرورت تھی ہم خود ہی اس کو چھوڑ کر آئے ہیں۔ پھر اس تمام مال و متاع کو میاں بیوی نے حضرت صدیق ولایت کے حوالے اللہ دیا کہہ کر دیا۔ حضرت صدیق ولایت نے اس میں سے آدھا رکھ کر آدھا فقرا میں سویت کر دیا۔

حضرت ملک حمادؒ حضرت صدیق ولایتؓ کے عاشق صادق تھے۔ایک دفعہ حضرت صدیق ولایت کی پیشانی کو چوکھٹ کی چوٹ لگی تھی حضرت ملک حمادؒ اپنے حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت ان کی پیشانی پر بھی اسی مقام پر چوٹ آئی ۔ لوگ دیکھ کر بہت متحیر ہوئے اور حضرت صدیق ولایت سے اس کیفیت کو بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اس میں شک نہیں میں اور وہ ایک جاں دو جسم ہیں۔

جب حضرت صدیق ولایت سلطان پور علاقہ خاندیس میں تھے آپ کا ارادہ حج کو جانے کا ہوا تو دائرہ حضرت ملک حماد کے سپرد کر کے آپ خود اس نصف نقدو ، جنس سے جو ملک کا آیا ہوا تھا اور اسی غرض سے اس کو امانت رکھا تھا ہمراہ لے کر حج کو گئے۔حج سے آنے کے بعد ملک حماد جنگ بدر ولایت میں حضرت صدیق ولایت کے ساتھ بمقام سدراسن شہید ہوگئے۔ حضرت ملک حمادؒ کو چار فرزند تھے۔ملک اسمعیل ،ملک سلیمان ،ملک یوسف ،ملک احمد ۔ یہ چاروں حضرت بندگی ملک الہ داد خلیفہ گروہ کے تربیت اور حضرت کی ہی صحبت میں رہ کر خلافت حاصل کی ہے۔ حضرت ملک سلیمان بن ملک حماد کے ایک فرزند ملک قطب الدین تھے جب میاں سید مصطفیٰ بن میاں سید احمد بن حضرت صدیق ولایت نے پٹن میں ملا طاہر پٹنی کو (مہدویوں کے خلاف فتویٰ دینے کی وجہ سے) اس کے گھر پر قتل کر دیا۔ خیر الدین جمعدار نے حضرت میاں سید مصطفیٰ کو شہید کر دیا۔(٦/ شوال ٩٨٦ھ)۔ بندگی میاں سید مصطفیٰ کے قصاص میں حضرت ملک قطب الدین نے خیر الدین جمعدار کو احمد آباد کے چوک میں پکڑ کر قتل کر ڈالا۔اس واقعہ سے بلوۂ عظیم رونما ہوا اور جابجا سے شوق شہادت میں مہدویوں کا اس قدر مجمع کثیر ہوگیا کہ ملک سر انداز خاں برادر ملک شرف الدین شہید سدراسن کی جانب سے روزانہ ساڑھے چھ سو من (٢٦٠٠) کلو تقریباً کھچڑی پکتی تھی۔ خیر الدین جمعدار کو مار ڈالنے پر حضرت سید نجی خاتم المرشد نے حضرت ملک قطب الدین کو جنت کی بشارت دی ہے۔ آپ کی وفات ١٣/ ربیع الثانی ٩٨٧ھ کو ہوئی ہے۔ آپ کو ایک فرزند

ملک ابراہیم ہوئے۔ ملک ابراہیم کو دو فرزند ملک شرف الدین اور ملک قطب الدین ہوئے۔
ملک قطب الدین کے ایک فرزند ملک شرف الدین تھے۔

بندگی میاں سید عطن برادر حضرت صدیق ولایت:۔ بندگی میاں سید عطن بن حضرت سید موسیٰ، حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے چھوٹے بھائی ہیں آپ کا نام سید عطا اللہ بھی ہے۔ آپ کا تولد بلدہ پٹن میں ۸۹۳ھ کو ہوا ہے ۔ حضرت صدیق ولایت سے سات سال چھوٹے ہیں۔ آپ کے والد سید موسیٰ شہادت کے بعد آپ کے نانا مبارز الملک نے آپ کو آپ کے والد کا منصب بادشاہ سے کہکر دلادیا۔ آپ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق پٹن میں ۱۱ سال کی عمر میں کی ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے جب نصر پور سے بندگی میاں کو گجرات بھیجا ان کے ہاتھ سے میاں سید عطن کو اپنا کمر بند شریف روانہ فرمایا۔ کرامات بلند اور مقامات ارجمند بھی رکھتے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال شریف کے بعد جب حضرت صدیق ولایت گجرات تشریف لائے میاں سید عطن ترک دنیا کر کے حضرت صدیق ولایت کی خدمت میں آگئے۔ آپ حضرت بندگی میاں رضی اللہ عنہ کو بہت عزیز تھے۔

خدائے تعالیٰ نے بندگی میاں سید عطن کو لحن داودی عطا فرمایا تھا۔ جب آپ ستار بجاتے پرندے ہوا میں ٹھہر جاتے جو سنتا وہ راگ میں محو ہو جاتا۔

آپ نے جنگ بدر ولایت میں روز اول مقام کھانبیل ہزاروں منکروں کو قتل کر کے جہنم میں پہونچا دیا ہے۔ گجرات کی دس تلواروں میں سات تلوار حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں ان میں سے ایک تلوار سے جنگ سدراسن میں آپ کی جوانمردی دیکھ کر عین الملک لعین نے آپ کو زندہ گرفتار کرنے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا مگر آپ نے اس قدر سختی اور بہادری سے مقابلہ کیا کہ جو آگے بڑھتا اس کو قتل کر دیتے اس طرح بہت

سے آدمیوں کو مار ڈالے۔ جب حضرت بندگی میاںؒ نظر نہیں آرہے تھے اور معلوم ہوا کہ حضرت شہید ہوگئے ہیں تو آپ فوج مخالف کو چیرتے پھاڑتے اور جو مقابل آتا اس کو قتل کرتے ہوئے حضرت بندگی میاںؒ جہاں شہید ہوکر پڑے ہوئے تھے وہاں آئے اور حضرت کی نعش مبارک کو دیکھ کر بے چین و بے قرار ہوگئے اور بے جگری سے لڑتے ہوئے بالآخر اپنے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہوکر لڑتے ہوئے حضرت کی نعش مبارک کے پاس شہید ہوگئے۔ یہ واقعہ ۱۴/ شوال ۹۳۰ھ کا ہے۔ آپ کو دو فرزند میاں سید حسن اور میاں سید حسین ہوئے۔

میاں سید حسن بن میاں سید عطن:۔ میاں سید حسن تربیت بندگی میاںؒ کے ہیں اور حضرت کی شہادت کے بعد حضرت بندگی ملک الہ داد خلیفۂ گروہ کی صحبت اختیار کی۔ حضرت خلیفہ گروہ کے انتقال کے بعد بندگی ملک پیر محمد کی صحبت میں ڈھائی سال رہے۔ اس کے بعد جب بندگی میاں شہاب الحق نے اپنا دائرہ الگ کرلیا تو آپ حضرت شہاب الحق کے دائرہ میں آگئے۔ جس زمانے میں حضرت شہاب الحق کا دائرہ موضع سیتا میں تھا موضع دھولقہ کی رعایا پر وہاں کے حاکموں نے ظلم و ستم کیا۔ رعایا بھاگ کر موضع سیتا میں حضرت شہاب الحق کے دائرہ میں آگئی۔ سرکاری سپاہی ان کو لینے آئے۔ حضرت شہاب الحق نے فرمایا رعایا کو سمجھا کر لے جاؤ مگر ان لوگوں نے یہ بات نہیں مانی اور رعایا پر مار دھاڑ شروع کردی۔ حضرت شہاب الحق نے بہت کچھ منع کیا اور سرکاری لوگوں کو سمجھایا اور نصیحت کی مگر وہ لوگ غرور و تکبر میں بدمست تھے آپ کے فرمان کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

یہ حال دیکھ کر حضرت شہاب الحق نے اپنے فقرا کے ساتھ ان سرکاری لوگوں کا مقابلہ کیا۔ جس میں بہت سے سرکاری آدمی قتل ہوگئے۔ دائرہ کے بعض فقراء بھی شہید ہوئے جس میں حضرت میاں سید حسن بھی تھے۔ میاں سید حسن شہید ہوگئے فوجی لوگ ہار گئے اور عجز و عاجزی کرنے لگے اور کہا کہ ہماری رعایا کو ہمارے حوالے کردیجئے۔ حضرت

شہاب الحق ؓ نے وہی فرمایا کہ اپنی رعایا کو سمجھا منا کر لے جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو ہماری حفاظت کی ضمانت دی جائے تو ہم دائرہ میں آتے ہیں اور حضرت سید نجی خاتم المرشد کو دیکھ کر کہا کہ اگر یہ حضرت ہمارے خاص ضامن ہوتے ہیں تو آتے ہیں۔ حضرت سید نجی خاتم المرشد رضی اللہ عنہ نے قبول کیا۔ یہ واقعہ تاریخ ۲۰ / شوال ۹۵۸ھ کا ہے۔ میاں سید حسن شہید کا مزار موضع سیتاہی میں ہے۔

میاں سید حسین بن میاں سید عطن:۔ آپ میاں سید عطن کے چھوٹے فرزند ہیں۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے تربیت ہوئے ہیں اور دائرہ میں حضرت کے رہے ہیں۔ حضرت آپ پر بہت مہربان تھے۔ آپ جنگ بدرولایت میں بھی شریک رہے۔ آپ کو زخم پہونچے ہیں۔ آپ غازی ہوئے۔ حضرت بندگی میاں نے اپنی دختر بی بی امت العزیز سے آپ کا نکاح کر دیا۔ آپ نہایت باوقار اور خوش گفتار تھے۔ حضرت شہاب الحق رضی اللہ اور سید نجی خاتم المرشد آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ آپ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے اکثر اصحاب و مہاجرین کو دیکھا ہے اور اصحاب مہاجرین سے ملتے رہے ہیں۔

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر کی شہادت واقع ہونے کے بعد حضرت خلیفہ گروہ دائرہ کے نگران ہوئے۔ بندگی میاں سید خوندمیر کے تمام فرزند حضرت خلیفہ گروہ سے ہی تربیت ہیں میاں سید حسین بھی صحبت و سند بندگی ملک الہ داد خلیفہ گروہؓ سے رکھتے ہیں۔ بندگی ملک الہ داد کے بعد آپ کے تمام خلفاء دو ڈھائی سال تک بندگی ملک پیر محمدؒ کی صحبت میں رہے اور انہی سے سویت لیتے رہے جن میں حضرت شہاب الحق اور حضرت سید نجی خاتم المرشد بھی تھے۔ مگر میاں سید حسین نے اپنا دائرہ الگ موضع تندیر میں جو کیڑو نچ کے قریب ہے قائم کر لیا۔ ایک دن حضرت شہاب الحق کو آپ نے اپنے پاس بلایا۔ جب وہ آئے تو ان کو

کچھ سکے دے کر اپنا دامن پسار کر کہا کہ مجھے سویت دیجئے۔ حضرت نے انکار کیا اور فرمایا پیرو بھائی برا مانیں گے اور بہت عذر کیا مگر میاں سید حسین سویت دینے کے لئے بہت ہی کوشش کر کے کہا کہ سویت دیجئے ہاتھ پکڑ کر مجبوراً حضرت شہاب الحق نے ان کو سویت دی۔ میاں سید حسین نے باہر نکل کر اعلان کیا کہ جو بندگی میاں کا ہے وہ آکر چھابو جی (شہاب الحقؒ) سے سویت لے۔ تمام اجماع نے آکر سویت لی اس طرح حضرت شہاب الحقؒ حضرت بندگی ملک پیر محمد سے الگ ہوگئے۔ میاں سید حسین ۲۵ سال حضرت شہاب الحقؒ کی صحبت میں رہے۔ حضرت شہاب الحق کے خلفاء میں آپ کو سب سے اول ہیں جب حضرت خاتم المرشد کا دائرہ جالور میں قائم ہوا آپ نے فرمایا مشرق سے مغرب تک جو مرتا ہے اس کو جو دیتے ہیں وہ بندہ کو بھی دیتے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت میاں سید حسین اور میاں سید قادن جو خورد کڑی میں رہتے تھے حضرت سید نجیؒ کی خدمت میں جالور آگئے۔ حضرت خاتم المرشد کے بعد آپ نے اپنا دائرہ الگ باندھ لیا۔

میاں سید حسین کو بوا امت العزیز بنت حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؒ سے دو بیٹے سید عبداللہ اور سید منجلے ہوئے اور لاڑلی سے دو لڑکے ایک سید داؤد۔ ایک سید مصطفیٰ۔ آپ کے پانچویں فرزند کا نام سید بڑے ہے۔

مخدوم زادے میاں سید خانجی کھڑکی وال سادات:۔ سید خانجی بن سید عمر بن سید احمد بن سید قاسم بن مخدوم سید محمد گیسودراز۔ حضرت سید محمد گیسودراز کی اولاد کو مخدوم زادے کہتے ہیں۔ شاہان گجرات کے زمانے میں گجرات آگئے اور پٹن میں مقیم ہوئے۔ باڑی والوں بیانیوں میں اور ان میں قرابت قائم ہوئی۔ باڑی والوں کے محلے کے اطراف ایک حصار تھا اور یہ مخدوم زادے حصار کے باہر تھے انکے کہنے پر باڑی والوں نے حصار میں ایک چھوٹا دروازہ کھولا جس کو کھڑکی کہتے تھے اس لئے کھڑکی والے مشہور تھے جب

حضرت مہدی علیہ السلام پٹن تشریف لائے میاں سید عمر جو نہایت متقی اور دانشور عالی قدر تھے انتقال فرما چکے تھے۔ ان کے فرزند میاں سید خانجی جوان تھے حضرت صدیق ولایت کے سید خانجی بھی مصدق ہو گئے اور حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال تک حالت کسب میں تھے۔ جب حضرت مہدی علیہ السلام فصر پور سے بندگی میاں کو گجرات بھیجا ہے۔ اپنی چادر مبارک اپنے ہاتھ سے میاں سید نجی کو بھیجی ہے۔ وصال میراں علیہ السلام کے بعد جب حضرت صدیق ولایت گجرات آئے تو میاں سید خانجی ترک دنیا کر کے حضرت صدیق ولایت کی صحبت سے ممتاز و سر فراز ہوئے اور سفر اور حضر میں کبھی حضرت سے جدا نہیں ہوئے۔ جنگ بدر ولایت میں شریک تھے۔ جنگ میں سینکڑوں منکروں کو جہنم رسید کیا۔ یہاں تک کہ عینل کا سامنا ہوا۔ عینل آپ کو زندہ پکڑنا چاہا۔ آپ ہاتھ نہ آئے اور لوگوں کو مارتے ہوئے نکل گئے۔ جب بندگی میاں کی شہادت کے بعد آپ کو نہ دیکھا تو آپ کو ڈھونڈتے ہوئے وہاں آئے جہاں حضرت شہید ہو کر پڑے ہوئے تھے۔ آپ بیدل ہو گئے اور بے جگری کے ساتھ لڑتے ہوئے حضرت صدیق ولایت کے قدموں کے پاس شہید ہو کر گر گئے۔ جب عینل نے بندگی میاں اور آپ کے ساتھ شہیدوں کے سات سر الگ کیئے۔ ایک سر ان میں آپکا بھی تھا ان میں تین سر سدراسن میں چھوڑ دیئے گئے پٹن پہونچ کر دو سر واپس دیدئے ایک میاں سید خانجی کا ایک ملک شرف الدین کا میاں سید نجی کے سر کو واپس سدراسن لیجاکر تن کے ساتھ ملا کر دفن کر دیئے۔ بندگی میاں کی شہادت کے بعد حضرت سید خانجی کے اہل و عیال حضرت ملک الہداد کی صحبت میں رہے۔ میاں سید خانجی کو تین فرزند ہوئے۔ میاں سید اسحاق، سید عبداللہ سید عمر۔ یہ تینوں بندگی ملک الہ داد کے تربیت ہیں اور خلافت سے مبشر ہیں۔

میاں سید اسحاق حضرت خلیفہ گروہ کے بعد حضرت شہاب الحق کی صحبت میں رہے موضع ستیا میں جب دھولقہ کی رعایا بھاگ کر آئی اور ان کی حمایت میں حکام سے جنگ ہوئی تو

اس جنگ میں میاں سید اسحاق ۲۰/ شوال کو شہید ہوئے ہیں۔ میاں سید اسحاق کے فرزند میاں سید پیر محمد دانتی واڑ میں میاں سید یحیٰ اور میاں عیسیٰ کے ساتھ شہید ہوئے ہیں۔ میاں سید عبداللہ بن سید خانجی حضرت شہاب الحق کے وصال کے بعد حضرت سید نجی خاتم المرشد کی صحبت میں رہے ہیں اور جالور میں وفات پائی ہے۔ آپ کو ایک فرزند سید موسیٰ ہوئے جو حضرت خاتم المرشد کی صحبت میں تھے۔ سید موسیٰ کو سید عبداللہ اور سید خانجی دو فرزند ہوئے سید خانجی کو ایک فرزند سید احمد ہوئے انکو دو فرزند ہوئے ایک کا نام سید محمد تھا جن کی عرفیت سیدن میاں تھی ان کی اولاد میں سید عمر اور سید احمد عرف شاہ صاحب میاں ہوئے ہیں۔

سید عمر بن سید خانجی مناقب عالی اور کرامت متعالی رکھتے ہیں۔ حسن اخلاق اور حمیدہ اوصاف سے مزین تھے اور حضرت شہاب الحق اور حضرت خاتم المرشد کی نظر میں مقبول تھے۔ میاں سید ولی فرزند حضرت شہاب الحق کی شادی جب علم خاں دساڑیہ کی بیٹی سے دساڑہ میں ہوئی حضرت شہاب الحق نے میاں سید عمر کو میاں سید ولی کا اتالیق مقرر کیا تھا تاکہ کوئی بدعت کا کام نہ ہو جائے۔ جب میاں سید ولی کھانبیل گئے میاں سید عمر بھی ہمراہ تھے اس آمد و رفت میں میاں سید عمر بھی قاطعان الطریق کے ہاتھوں سے میاں سید ولی کے ہمراہ ۵/ جمادی الاول کو شہید ہو گئے۔ اس زمانے میں میاں سید خانجی کی اولاد کا دائرہ کرنول میں قائم ہے۔ کرنول میں کالے کریم کی مسجد کے سامنے جو گلی ہے اس میں جو مسجد ہے وہ مخدوم زادوں کی ہے۔ یہاں کے صاحب دائرہ سید احمد تھے۔

سادات بخاری سید اشرف بخاریؒ :۔ سادات بخاری قطب عالمؒ کی اولاد سے ہیں اور حضرت قطب عالم حضرت جلال الدین بخاری کی اولاد سے ہیں۔ حضرت سید اشرف بخاریؒ بہت بزرگ اور کامل تھے۔ گجرات احمد آباد میں حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہوئے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ میاں سید حسین بن حضرت روشن منورؒ نے اپنی بیٹی آپ کو دی ہے (جن کا نام بوا فتح تھا) ان سے سید عبداللطیف پیدا

ہوئے جو مخزن ولایت اور اور معدن قابلیت تھے اور عادل شاہی بادشاہوں کے مقرب تھے ان کو سید سلطان ، سید یسین، سید میراں اور سید خضر بیٹے ہوئے۔ سید سلطان رستم زمانہ تھے شجاعت کے بہت سے کام آپ سے ظہور میں آئے ہیں۔ ان کو ایک فرزند سید عطن ہوئے اور سید عطن کو دو فرزند ہوئے ایک سیدن میاں دوسرے سید عیسیٰ عرف میراں صاحب میاں۔ میاں سید عیسیٰ بہت متقی اور پرہیزگار تھے اور میاں سید منجو کی صحبت میں تھے اور مرشد کے وقت آخر حاضر تھے اور ایروڈ میں دائرہ تھا وہیں رحمت الٰہی سے جاملے ہیں۔ ان کو سید عطن خوزادے میاں سید محمود نامی فرزند ہوئے اور سید عطن کو سید امیاں اور شاہ صاحب میاں دو فرزند ہوئے۔ میاں سید محمود بخاری بھی اسی قبیلے کے ہیں۔ میاں سید یعقوب، سید جلال، سید ابراہیم، سید نعمت اللہ یہ سب میاں سید لطیف اور سید سلطان کے بیٹے اور بخاری ہیں۔

میاں ولی جی غازی درجنگ بدر ولایت :۔ بندگی میاں ولی جی بن بندگی

میاں یوسف اکثر مہاجران مہدی کی خدمت سے مستفید ہوئے ہیں۔ آپ ایک سال تک حضرت ثانی مہدیؓ کی خدمت میں رہے ہیں۔ چار سال بندگی میاں شاہ نظام کے پاس رہے ہیں اور بندگی میاں شاہ نعمت کی خدمت میں بھی کچھ عرصہ رہے ہیں۔ آخر میں بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت کی خدمت میں دس سال رہے ہیں اور جنگ بدر ولایت میں شریک تھے۔ تمام مہاجروں کو دیکھا ہے اور اکثر اجماعوں اور محضروں میں شریک رہے ہیں۔ مہاجران حضرت مہدی علیہ السلام سے آپ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے جو نقول سنے ہیں وہ سب ایک کتاب میں جمع کر کے اس کا نام انصاف نامہ رکھا ہے۔ یہ قوم کی ایک مشہور کتاب ہے اس کے مندرجہ نقلیات سند صحیح کی حیثیت رکھتے ہیں اور حضرت مہدی علیہ السلام کے معجزات میں بھی ایک علیحدہ کتاب لکھ کر اس کا نام حجۃ المنصفی رکھا ہے یہ دونوں کتابیں

اُردو ترجمہ کے ساتھ چھپ گئی ہیں۔ پھر انصاف نامہ کے حاشیہ پر جو نقول درج کئے ہیں جو شاید درج کرنا بھول گئے تھے اسکو بندگی میاں سید میراں جی عرف سید و میاں نے ایک الگ کتاب کی صورت میں جمع کیا اور اسکا نام حاشیہ انصاف نامہ رکھا۔ یہ کتاب بھی طبع ہو چکی ہے

میاں عبداللہ بھکری:۔ بلدۂ بھکر ملک سندھ کے رہنے والے تھے۔ صاحب حال اور صاحب کمال تھے جب علاقہ، صحبت باندھنے حضرت خاتم المرشد کی خدمت میں آئے حضرت خاتم المرشد نے فرمایا میاں عبداللہ تم بندہ کی صحبت نہ کر سکو گے اسلئے کہ بندہ تم کو جو کچھ کہے گا تم کو، کسبی علم ہے تم میری بات کو کتابوں میں ڈھونڈو گے اگر نہ پاؤ گے تو تمہارے دل میں شک واقع ہوگا۔ میاں عبداللہ نے عرض کیا کہ خوندکار بندہ نے اپنا علم تمام دریائے سندھ میں دھو دیا ہے اب آن منبع کے فیض کے قطرے کا خواہش مند ہوں آنحضرت نے ان کو دائرہ میں سکونت کا حکم دیا جب فتور مغل کی وجہ سے حضرت خاتم المرشدؓ نے جالور سے ت کی اور سروہی میں دائرہ باندھا اکثر لوگوں کو آپ نے اپنی خوشی سے دوسری جگہ دائرہ باندھ کر رہنے کی اجازت دی۔ پس بوقت رضا میاں عبداللہ نے حضرت خاتم المرشدؓ سے عرض کیا خوندکار بندہ کی سکونت ملک ہندوستان میں ہے کبھی کبھی ہولی دیوالی کا کھانا آتا ہے کیا کروں۔ معدن فیض نے فرمایا بندہ ہولی دیوالی کچھ نہیں جانتا خدا کا نام جانتا ہے جو کچھ خدا کے نام پر پہونچے وہ کھالو پھر میاں عبداللہ حضرت سے وداع ہوئے۔ تاریخ وصال اور مکان مرقد معلوم نہیں اور حضرت خاتم المرشد کی خدمت میں آنے کے پہلے کس کے تربیت تھے یہ بھی معلوم نہیں۔

حضرت بندگی میاں منصور خان:۔ آپ شہر برہان پور کے رہنے والے ہیں۔ حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدؓ کے تربیت ہیں اور حضرت ہی کی صحبت میں رہے ہیں اور حضرت بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہؓ سے آپ کی خط و کتابت رہی ہے۔

حضرت مجتہد گروہؒ نے آپ کو اپنے خط میں اودرم (میرے چچا) لکھا ہے۔ یہ خط حضرت مجتہد گروہ کا عقاید کے بارے میں ہے اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا ایک مولود بھی آپ نے لکھا ہے جو جنت الولایت کے نام سے اردو ترجمہ کے ساتھ چھپ گیا۔ آپ حضرت سید نجی خاتم المرشد کی صحبت میں رہ کر اخذ فیض کر کے آپ کی اجازت سے دولت آباد آگئے آپکو حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر صدیق ولایت سے بہت عقیدت تھی حضرت کی توصیف میں ایک قصیدہ بھی لکھا ہے جس میں حضرت صدیق ولایت کو نظیر مہدیؑ لکھا ہے آپ کا قیام دولت آباد میں تھا وہیں واصل حق ہوئے ہیں۔ مزار مبارک وہیں ایک چبوترے پر ہے۔

میاں باگؒ:۔ آپ تابعین سے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کے بعد حضرت ہی کے تربیت ہوئے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد مہاجرین کی صحبت میں رہے اور کامل مکمل ہو کر مقام ہمہ از ذات سے مقام ہمہ اجابت کو پہونچے اور تجلی ولایت کے غلبہ سے عالم سہو سے حضرت مہدی علیہ السلام کو خدا کہتے تھے اصحاب حضرت مہدی علیہ السلام نے ان پر غلو کا الزام لگایا اور ان پر طعن کرنے لگے۔ میاں باگ ایک عرصہ کے بعد سکر سے سہو میں آئے اور اعتقاد صحیح پر قائم رہے۔ بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدؒ نے سن کر فرمایا شیر تھے اب روباہ ہو گئے ہیں۔

میاں سیدن:۔ صاحب کشف و کرامت اور بہت بزرگ تھے اور حضرت شاہ دلاورؒ کے تابعین سے تھے۔ بندگی میاں شاہ دلاور کی وفات کے بعد گجرات آگئے اور بندر کھمبات میں دائرہ کیا اور وہیں واصل حق ہوئے۔ مرقد شریف بھی وہیں ہے۔ چاند جی بھورا کرات مرتد ہو گیا تھا اس نے حضرت سے عداوت مول لے کر حضرت کی بہت بے حرمتی کی (محض دین مہدی کی خاطر) اور گدھے پر یا کسی جانور پر حضرت کو بٹھا کر ہر طرف گشت کرایا ہے۔ حضرت نے فرمایا الحمد للہ آج میرا نام مہدی پر سر گشت ہوا ہے اور بہت خوش ہوئے۔

میاں محمود شاہ:۔ ان کے والد کا نام سید بڑا ہے سادات سے ہیں اور بقولے بخاری ہیں اور مراقبہ و مجاہدہ و مشاہدہ آنحضرت کا بہت عظیم تھا اور قدم عزیمت پر تھا۔ اور حضرت خاتم المرشد کی خدمت میں اخذ فیض کیا ہے اور حضرت نے کمال خوشنودی کے ساتھ ان کو علیحد گی کی اجازت دی ہے۔ حضرت کے پاس آنے کے پہلے سکونت راجہ کے ملک میں تھی۔ میاں عبداللہ بھکری کے ساتھ انہوں نے بھی حضرت خاتم المرشد سے پوچھا تھا کہ ہم ہندوؤں کے ملک میں رہتے ہیں۔ ہولی دیوالی ہندوؤں کی عید کے دن ہم کو وہ لوگ کھانا بھیجتے ہیں کیا یہ کھانا جائز ہے۔ حضرت نے فرمایا بندہ ہولی دیوالی نہیں دیکھتا نام خدا دیکھتا ہے۔ نام خدا پر آئے تو لے لو آپ کا دائرہ پہلے امرسہ میں تھا۔ آپ کی عمر بہت دراز ہوئی ہے جب بندگی میاں سید نجم الدین دھونڈار تشریف لائے اس وقت محمود شاہ باحیات تھے۔ میاں سید نجم الدین کے آنے پر فرمایا آبؔ آمد و تیمم برخواست اور اپنا دائرہ میاں سید نجم الدین کو دیدیا اور حضرت کے تابع ہو گئے اور اپنے فرزند کو میاں سید نجم الدین کے تربیت کرایا۔ آپ کا انتقال موضع نگریہ میں ہوا ہے۔ محمود شاہ کے ایک فرزند قطب عالم ہیں اور قطب عالم کے فرزند سید بدر الدین، سید بدر الدین کے فرزند سید رحمت اللہ۔ میاں شیر محمد بھی ان ہی کی اولاد میں ہیں جو تمام عمر دائرہ کلاں میں رہے۔ ان کو ایک بیٹے میاں کبیر محمد تھے جو اورنگ زیب کے ملازم تھے اور احمد آباد میں میاں سید راجو کے ساتھ شہید ہوئے ان کو دو بیٹے تھے دونوں حضرت چھابو جی صاحب کے تربیت ہیں دونوں بھی ریاضت اور مجاہدہ میں طاق تھے۔ ان کی اولاد کا حال نہیں معلوم ہوا۔

میاں بابن صابوری:۔ بہت صاحب حال اور باکمال تھے۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت کی خدمت میں تھے۔ نقل ہے کہ ایک روز موضع کاکر بھی کے قریب حضرت صدیق ولایتؓ سے ملے حضرت نے فرمایا میاں بابن کیا کر رہے ہو عرض کیا

گھوڑے کا زخم دھو رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا گھوڑے کا زخم کیا دھو رہے ہو دل کا زخم دھوؤ۔ اسی وقت گھوڑا چھوڑ دیا اور ترک دنیا کر کے حضرت کے ساتھ ہو گئے۔ بندگی میاں کی تعلیم کی تاثیر ایسی ہوئی عالم مغائبات پورا کھل گیا اور آپ کی زبان پر عالم غیب کے عجائبات کی باتیں کرنے لگے یہ دیکھ کر لوگ بہت آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت بندگی میاں نے یہ حال دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے، جو واقعہ تھا عرض کیا گیا۔ حضرت نے فرمایا میاں بابن صبر کرو لیکن عشق کی تیزی کی وجہ سے ہوش کھو بیٹھے تھے۔ بار بار وہی کہتے تھے۔ بندگی میاں نے فرمایا ان کا ظرف چھوٹا ہے اس لئے جوش میں آ گیا ہے۔ میاں بابن مجذوب اور بے آگاہ ہو کر وہاں سے چلے گئے اور قصبہ لنگرول جو بندر دیو کے قریب ہے جا کر سکونت اختیار کی جب مظفر بے ظفر کا بیٹا بہادر شاہ اپنے بنی عم کے خوف سے بھاگا چونکہ اس کے امیروں نے اس کی مدد نہیں کی تھی وہ فرنگیوں سے مدد لینے بندر دیو گیا۔ اس نواح میں میاں بابن کے کرامات کی بہت شہرت تھی۔ بادشاہت کی استدعا لے کر بہادر شاہ میاں بابن کے پاس گیا اور بہت ادب اور عقیدت سے پیش آیا لیکن حضرت نے اس کو جواب نفی میں دیا اور کئی مرتبہ اس کے معروضہ پر فرمایا حکم نہیں ہے بہادر نے رنجیدہ ہو کر حضرت کے قتل کا حکم دیا۔ لیکن جلاد میاں کا احسان مند تھا قتل کرنے سے انکار کر دیا۔ میاں نے کہا تو نہیں جانتا میرا احسان تجھ پر آج کے دن کے لئے ہی تھا۔ جب جلاد نے تلوار کھینچی میاں پانچوں انگلیوں سے زمین کھودتے گئے۔ لوگ پوچھے یہ کیا کر رہے ہو فرمایا شاہان گجرات کی حکومت کو ختم کر رہا ہوں اور فرمایا میرا تیسرا دن اور بہادر کا پہلا دن ہو گا۔ میرا گوشت کوئے کھائیں گے اور بہادر کا گوشت مچھلیاں اور دریا کے جانور کھائیں گے۔ یہ کہنے کے بعد آپ کا سر تن سے جدا کیا گیا۔ آپ کے سر مبارک نے تین بار آسمان کی طرف دیکھا اور تبسم کیا یہ کرامت آپ کی تمام لوگوں نے دیکھی اور آپ کی ولایت کے قائل ہوئے۔ دشمنوں کو جان میں لرزہ پیدا ہو گیا پھر بہادر اپنی سلطنت کی طلب میں فرنگیوں (پرتگیزوں) کے پاس گیا۔ پرتگیزوں

نے اس پر اپنا دین پیش کیا اس نے قبول کرلیا۔ فرنگیوں نے خیال کیا جب یہ ہم میں مل گیا ہے ہم سے کیا وفا کرے گا پس بوقت فرصت اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس کو دریا میں پھینک دیا۔ بہادر کی عمر ۱۳۱ سال کی تھی۔

میاں شیخ برہان الدین اہل کالپی :۔ نہایت ہی زاہد متقی پرہیز گار اور متوکل تھے آپ حضرت بندگی ملک الہ داد خلیفہ گروہؓ کے تلقین و تربیت ہیں اور صرف تین دن حضرت کی صحبت میں رہ کر کمال کو پہونچ گئے۔ پھر حضرت کی اجازت سے کالپی آکر مقیم ہوئے اور اپنے لئے ایک حجرہ بنالیا جو بہت چھوٹا اور تنگ و تاریک تھا۔ اسی میں عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ کوئی دائرہ قائم نہیں کیا۔ اور نہ ارشادی کی۔ عبادت و ریاضت میں لگے رہے۔ پچاس برس تک جملہ حیوانات اور اکثر قسم کے کھانے چھوڑ دیئے تھے صرف دودھ اور شیرنی پر اکتفا کرتے۔ زیادہ عالم نہیں تھے مگر قرآن کی تفسیر نہایت اچھی بیان کرتے تھے اور طریقہ مہدویہ کے موافق ہمیشہ پیشہ پاس انفاس میں لگے رہتے تھے۔ آپ کو کشف قلوب بھی حاصل تھا۔ آپ کی عمر سو برس کی ہوئی ہے۔ کالپی میں ۹۷۰ھ میں انتقال کیا۔ آپ کے حجرہ ہی میں دفن کئے گئے۔

میاں ابراہیم خاں بن سکندر خاں :۔ حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کو یہ بشارت دی تھی کہ ان کے آگے سات مہدی ہادی ہوں گے (مہدی یعنی راہ یافتہ خود کامل دوسروں کو کامل کرنے والے) بندگی میاں ان سات خاصان خدا کے اسمائے گرامی یہ بتائے ہیں۔ بندگی ملک الہ داد، بندگی ملک عبداللہ بن لاڑ شاہ، بندگی میاں سید عطن، بندگی ملک حماد برادر خورد حضرت خلیفہ گروہ، بندگی میاں سید خانجی بن سید عمر، بندگی ملک گوہر شہ فولادی، بندگی میاں ابراہیم خان بن سکندر خان۔ ان سات مبشرین حضرت مہدی علیہ السلام کو حضرت صدیق ولایتؓ نے یہ

بشارت دی۔ بندہ کے نزدیک سات چاند ہیں تفاوت مراتب کے ساتھ دو چاند بدر ہو گئے ہیں دو چاند تیر ہویں رات کے ہیں اور دو چاند بار ہویں رات کے ہیں اور ایک چاند گیار ہویں رات کے۔ اس طرح بند گی ملک الہ داد اور بند گی ملک عبد اللہ (چودھویں رات کے چاند)، میاں سید عطن اور میاں ملک حماد (تیر ہویں رات کے چاند)، میاں سید خانجی اور میاں ملک گوہر شہ فولادی (بار ہویں رات کے چاند) اور میاں ابراہیم خان بن سکندر خان (گیار ہویں رات کے چاند)۔

بند گی میاں ابراہیم خان کو شہزادۂ الکھ ستورش کہتے ہیں۔ آپ جب ترک دنیا کر کے حضرت صدیق ولایت کی خدمت میں آئے یہ وہ زمانہ تھا جب کہ اصحاب مہدی علیہ السلام حضرت بند گی میاں کے ساتھ (آپ کی تیاری جنگ کی وجہ) مخالفت کر رہے تھے۔ حضرت صدیق ولایت نے اپنے تابعین سے فرمایا ہشیار رہو یہ اصحاب مہدی ہیں اور مبشر و منظور صاحب زمانؑ ہیں۔ ان کے لئے کوئی نقصان نہیں ہے اگر یہ بندہ کو مار کر ذرہ ذرہ کر دیں گے بھی تو خدائے تعالیٰ ان کو نہ پوچھے گا۔ اگر تم میں کوئی شخص ان کو نظر عیب سے دیکھے گا وہ زیان کار ہو گا۔ اصحاب مہدی کا اور بندہ کا انصاف حضور مہدی علیہ السلام میں ہو جائے گا۔ جب ابراہیم خان بعد ترک دنیا دائرہ میں آگئے یہ حال دیکھا ان کے دل میں یہ دغدغہ پیدا ہوا کہ معاملہ ہے۔ مہاجران مہدی حضرت بند گی میاں کی شان میں ایسا حکم ضلالت کر رہے ہیں اور حضرت بند گی میاں ان کے لئے حکم ایمان قطعی اور نفی ایمان کر رہے ہیں پس سونچا کہ اب ہم کیا کریں اور کہاں جائیں۔ اگر مہاجروں کے کہنے پر بند گی میاں سے بدگمانی کریں تو فرمان مہدی سے نقصان زدہ ہو جائیں گے۔ اور مخالفت بند گی میاں کی وجہ سے مہاجروں پر اعتقاد بد کریں تو بھی حکم بند گی میاں سے زیان زدہ ہو جائیں گے آخر دل میں قرار دیا کہ بہتر یہ ہے کہ کعبۃ اللہ چلے جائیں۔ اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہے اس لئے بغیر رخصت حاصل کئے خانہ کعبہ چلے گئے۔ جب زیارت خانہ کعبہ سے مشرف ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ خانہ کعبہ

کے اندر کی زنجیر بندگی میاں اپنے ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں اور ابراہیم خاں کو دیکھ کر فرمایا اے ابراہیم خان یہاں آگئے بہت اچھا کیا ہم یہاں بھی ہیں اور وہاں بھی ہیں۔ جب ابراہیم خان کو ذات بندگی میاں کے مشاہدہ میں خدا کا دیدار ہوا ان کے سب دغدغے مٹ گئے اور اسی وقت نہایت اعتقاد اور محبت سے بندگی میاں کی خدمت میں آنے کے لئے پلٹ گئے اور حضرت صدیق ولایت کی خدمت میں پہونچ گئے۔ حضرت بندگی میاں نے نہایت کرم اور لطف سے ان کو اپنی ملازمت کا شرف عطا کیا اور ابراہیم خاں بندگی میاں کی صحبت میں رہ گئے ایک دن ابراہیم خان حضرت بندگی میاں کے پاس آئے اور کہا میاں جی مجھے خدا کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ ہم نے تجھ کو آدم صفی اللہ کا مقام عطا کیا۔ حضرت نے فرمایا ابراہیم خان جاؤ جاؤ اپنے کام میں لگے رہو۔ پھر ایک مدت کے بعد خدمت میں آئے اور کہا اب مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ تجھے ہم نے نوح نجی اللہؑ اور ابراہیم خلیل اللہؑ کا مقام دیا۔ بندگی میاں نے وہی جواب دیا کہ اپنے کام میں رہو تا کہ خدا اور ترقی بخشے۔ پھر ایک مدت کے بعد آئے اور کہنے لگے اب ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ ہم نے تجھ کو موسیٰ کلیم اللہؑ اور عیسیٰ روح اللہؑ کا مقام دیا۔ بندگی میاں نے پھر وہی جواب دیا پھر تھوڑی مدت کے بعد آئے اور کہا اب محمد رسول اللہ اور مہدی مراد اللہ کا مقام مجھکو دیا جا رہا ہے۔ بندگی میاںؓ نے فرمایا اپنے کام میں رہو۔ ابراہیم خان نے عرض کیا میاں جی کیا اس کے بعد بھی کوئی مقام ہے۔ بندگی میاں نے تنبیہا فرمایا اے میاں کیا خدا کی خدائی کو متنبہ کر رہے ہو جاؤ اپنے کام میں رہو۔ چند روز کے بعد پھر آئے اور عرض کیا میاں جی اب خدا کی طرف سے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ جا تجھ کو تیرے مرشد کا مقام ہم نے عنایت کیا۔ میاں نے نہایت ہیبت اور جلالت سے فرمایا اے ابراہیم خان ہوشیار ہو جاؤ کیا کہہ رہے ہو۔ اگر ایسا ہے تو دیکھو سر تمہارے تن پر ہے یا نہیں۔ عرض کیا سر میرے تن پر نہیں ہے فرمایا جاؤ تمہارا کام ہو گیا۔ حضرت بندگی میاںؓ نے اس امر کی توجیہہ یہ کی کہ جس طرح شیر خوار بچے کو جب وہ گریہ وزاری کرتا ہے کسی کے بھی سمجھانے پر گریہ زاری

سے باز نہیں آتا۔ مگر جب اس کی دایہ آکر اس کو سمجھاتی ہے سمجھ جاتا اور رونا چھوڑ دیتا ہے اسی طرح بندگی میاں ابراہیم خان کو ان کے مرشد کا مقام بتا کر تسلی کی گئی ہے۔ بندگی میاں ابراہیم خان جنگ بدر ولایت میں شریک رہے ہیں۔ اور حضرت صدیق ولایت کے ساتھ ۱۴/ شوال ۹۳۰ھ م ۱۵/ اگست ۱۵۲۴ء بروز جمعہ بمقام سدراسن شہید ہوئے ہیں اور گنج شہدا آپ کا مدفن بنا۔

بندگی ملک عبداللہ:۔ آپ تابعین سے ہیں۔ حضرت ثانی مہدیؓ کی خدمت میں تھے حضرت ثانی مہدی کی خدمت میں سب اصحاب مہدی علیہ السلام ہی تھے صرف دو تابعین تھے ایک ملک عبداللہ دوسرے بندگی ملک ولی یوسف (غازی در جنگ بدر ولایت) حضرت بندگی ملک عبداللہ حضرت ثانی مہدیؓ کا انتقال کے بعد حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت کی خدمت میں آگئے۔ حضرت بندگی میاں نے آپ کو برادرم عبداللہ سے مبشر فرمایا۔ حضرت صدیق ولایتؓ کے پاس سات چاند تھے اس میں ایک آپ بھی ہیں حضرت صدیق ولایتؓ نے آپ کو چودھویں رات کا چاند فرمایا ہے۔ حضرت بندگی میاںؓ کی شہادت سے ایک سال قبل ۹۲۹ھ میں کھانبیل میں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت بندگی میاں نے حضرت بندگی ملک عبداللہ کے متعلق فرمایا کہ ملک عبداللہ کو سیر ابراہیم خلیل اللہ عنایت ہوئی تھی اگر زندہ رہتے اور ترقی ہوتی۔

میاں شیخ زین الدین عرف ننھے میاںؒ:۔ آپ گجرات کے رہنے والے تھے بچپن ہی میں والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ کی والدہ آپ کو لے کر حضرت بندگی میاں سید خوندمیر کے دائرہ میں آکر رہ گئیں۔ ننھے میاں بندگی میاں کے تربیت و تلقین ہوئے۔ بندگی میاںؓ کی شہادت کے بعد آپ گجرات سے ہجرت کر کے خاندیس آگئے۔ خاندیس اس وقت کا بادشاہ احمد نگر کے زیر حکومت تھا آپ کو یہاں ایک اعلیٰ خدمت مل گئی پھر آپ ترقی کرتے

کرتے بادشاہ احمد نگر نظام الملک کے وزیر ہو گئے اور مدار المہام کی خدمت پر مامور ہوئے آپ نے اپنی دختر بی بی سارہ کی شادی حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ سے کی ہے ان سے بندگی میاں سید عالم فانی فی اللہ باقی باللہ ہوئے۔ جو بندگیمیاں سید نور محمد خاتم کار آخر حاکمؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی طبیعت میں سخاوت بہت تھی۔ اپنی دولت ضرور تمندوں اور غریبوں کی حاجت روائی میں صرف کرتے۔ آپ کا طریقہ تھا جو شخص ثبوت مہدی میں کوئی آیت یا حدیث یا کوئی روایت لے آتا اس کو ایک اشرفی دیتے اس طرح بہت سی آیات واحادیث اور روایتیں جمع کرلیں اور ثبوت مہدی میں ایک کتاب لکھی جس کا نام کشف الاسرار ہے۔ یہ کتاب زبان عربی میں ہے بزرگوں نے اپنی اپنی تصانیف میں اس کتاب سے استفادہ کیا ہے آپ کا آخری مقام دولت آباد میں رہا کیونکہ آپ نے حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ سے علاقہ دینی کرلیا تھا۔ اور آپکے دائرہ میں عمر بسر کی اور دولت آباد ہی میں دار الخلد کو سدھارے ، آپکی تربت حضرت شاہ یعقوب حسن ولایتؒ کی چوکھنڈی سے جانب شمال ایک چبوترے پر ہے اسی چبوترے پر میاں منصور خان (خلیفہ حضرت سید نجی خاتم المرشد) بھی آسودہ ہیں۔

میاں علی باگ:۔ آپ ملک پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ بندگی میراں شاہ یعقوب حسن ولایتؒ کے تربیت ہیں اور بندگی میاں سید یوسف بنی اسرائیل کی صحبت میں رہے ہیں۔ بندگی میاں سید یوسف کے بعد بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہ کی صحبت اختیار کی اور خلافت سے مبشر ہوئے۔ حضرت مجتہد گروہ کے بعد اوسہ ضلع عثمان آباد (مہاراشٹرا) میں دائرہ باندھا اور وہیں رہے۔ یہاں پر بندگی میاں سید یداللہ (بڑے شاہ میاں) آپ کی صحبت میں ترک دنیا کر کے بہت عرصہ تک رہے پھر آپ کی وفات کے بعد آپ کی حسب وصیت حضرت شاہ نصرت مخصوص الزماںؓ کی صحبت اختیار کی اور خلافت سے مبشر ہوئے۔ میاں علی باگ کے انتقال کی تاریخ معلوم نہیں۔ آپ کا حظیرہ اوسہ میں گاؤں سے جانب مشرق ہے۔

سید حسین ناگپوری:۔ آپ سادات کاظمی سے ہیں جو بیدر سے ہجرت کر کے دکن آئے۔ حیدر آباد چنچل گوڑہ میں قیام تھا۔ میاں سید محمود بن میاں سید منجو کے مرید و صحبت میں تھے جب میاں سید محمود کا انتقال ہو گیا آپ نے دائرہ سنبھالا اس وقت مرشد کی اہلیہ حاملہ تھیں۔ جب ان کو فرزند پیدا ہوئے ان کا نام سید منجو رکھا اور اس خورد سال بچے کی بہت سنبھال کی اور دائرہ میں احکام تربیت و طریقت پر عمل کو جاری رکھا۔ جب فرزند سن بلوغ کو پہونچے تو ان کو ترک دنیا کرا کے اپنے ساتھ رکھا اور دائرہ کو ٹوٹنے نہ دیا۔ میاں سید منجو (مرشد زادہ) کی شادی میرانجی میاں اہل پنگوڑی کی بیٹی سے ہوئی تو وہیں جا کر مقیم ہو گئے۔ مگر میاں سید حسین نے یہاں دائرہ سنبھالا۔ یہاں تک اسی دائرہ کی مسجد میں آپ کا انتقال ہوا ۔انتقال کے وقت کسی نے کہا اگر اس وقت مرشد رہتے تو بہت اچھا تھا۔ حالت نزع میں تھے اشارے سے بتلایا کہ مرشد حاضر ہیں۔ آپ کی قبر حضرت شاہ قاسم کے حظیرہ میں ہے۔ یہ اپنی ترک دنیا کے پہلے رونق علی خان کے پاس ملازم تھے۔ ترک دنیا کے بعد نواب نے ان کو بہت بلایا مگر وہ نہیں گئے خود نواب نے دائرہ میں آکر ملاقات کی اس کے آنے پر اس کی تعظیم نہیں کی۔ اس نے جو نذر پیش کی اس کو قبول نہیں کیا۔ ان کے تایا سید بڑے نہایت جری اور حوصلہ مند تھے ان کے فرزند سید ابراہیم تھے۔ سید ابراہیم کے فرزند کا نام سید حسین ؒ ہے جنہوں نے اپنے خاندان کی تاریخ لکھی ہے ان کے فرزند جو سید ابراہیم بلخی کے نام سے مشہور تھے سید ابراہیم بلخی کے دو فرزند سید حسین اور سید منور حسین ہیں۔ سید حسین کے دوسرے فرزند سید عثمان تھے جو ترک وطن کر کے رائچور جا کر مقیم ہو گئے تھے۔ ان کا انتقال ہونے کے بعد لاش حیدر آباد (مشیر آباد) لا کر دفن کی گئی۔ سید ابراہیم کے بھائی سید میراں منشی تھے انکے فرزند سید حسین ہوئے۔ سید حسین کے فرزند سید میراں منشی تھے۔ جو حضرت امیر میاں صاحب اکیلوی کے مرید تھے نہایت متقی پرہیزگار تھے اور صاحب حال تھے

میراں بخش کی صحبت میں بھی رہ چکے تھے ان کے کچھ کلمات معرفت مولف نے نظم میں لکھ کر تاریخ کہکشاں میں چھوڑے ہیں۔ سید میراں کے فرزند سید زین العابدین، سید حسین ، سید مشتاق حسین ہیں۔

سید بڑے بن سید حسین کے بیٹے سید یحیٰ تھے۔ سید یحیٰ کے فرزند سید بڑے ہوئے ہیں۔ سید بڑے کے فرزند کا نام سید حسین ہے جو پولیس میں ملازم تھے اور جمعدار تھے حیدر آباد سے اخراج میں ان کا تبادلہ مانوی ہو گیا وہاں بہت دن رہے اور وہاں کے مرشد ننھے میاں کی مسجد گر گئی تھی وہ آپ نے بنادی۔ ان کے مرشد شاہ صاحب میاں تھے جو پنگوڑی میں رہتے تھے اس لئے ذریعہ خط کے اجازت لے کر حضرت سید منور عرف روشن میاں صاحب اکیلوی سے علاقہ کر لیا اور تلقین ذکر حاصل کیا۔ نہایت ہی سخی اور جوانمرد آدمی تھے مانوی سے آپ کا تبادلہ گنگاوتی ہوا۔ وہاں اپنے ایام ضعیفی میں بیمار ہو کر حیدر آباد آئے اور کاچی گوڑہ میں ٹھیرے (یہ موصوف راقم الحروف کے نانا ہیں) ۔ یہاں ۹/ محرم ۱۳۱۸ھ کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت شاہ ابراہیم کے حظیرہ میں (ندی کے دائرہ میں) تدفین عمل میں آئی ان کے بڑے فرزند سید اکبر نہایت پر حوصلہ اور سخاوت میں مشہور تھے۔ مرشدین اور فقراء کی بہت خدمت کرتے تھے ہمیشہ نذر کر کے لوگوں کو کھلاتے پلاتے تھے اور ان کی خدمت بھی کرتے تھے ان کا انتقال ہو گیا ان کے چھوٹے بھائی سید رحیم تھے یہ عمر ۹۷ سال انتقال کر گئے ہیں۔

میاں شیخ چاند جمعدار: ۔ امرائے گجرات میں پیر محمد نے حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق احمد آباد میں کی تھی یہ انہی کی اولاد سے ہیں۔ پیر محمد کے بعد ان کی اولاد بیجاپور آ گئی بیجاپور کے بعد ان کا مسکن ارکاٹ رہا وہاں سے گولکنڈہ آئے پھر اپل گوڑہ ضلع میدک میں قیام کیا۔ پیر محمد کی اولاد میں شیخ چاند جمعدار دو سو سواروں کے جمعدار تھے۔ قیام اپل گوڑہ میں تھا۔ مکان اور بنگلہ پامل پڑتی موضع میں تعمیر کیا۔ میاں سید ہاشم بن میاں سید ولی (از اولاد بندگی

میاں سید عثمان بن حضرت خاتم المرشدؓ (جن کا دائرہ زمستان پور مشیر آباد میں تھا) ان کے تربیت و تلقین ہیں۔ چونکہ جمعدار فوج تھے اس لئے ان کی عرفیت بھی جمعدار ہو گئی۔ ہاتھی اور عماری رکھنے کی بادشاہ کے حضور سے اجازت تھی عرصہ تک ملازمت کر کے ترک دنیا کیا اور اپنے وطن پال پڑتی ضلع میدک) کو چھوڑ کر زمستان پور مشیر آباد اپنے مرشد میاں سید ہاشم کی خدمت میں رہ کر بارہ سال تک فقیری کی اور ۸/ ذی قعدہ ۱۲۴۸ھ کو انتقال ہوا مزار حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؓ کے حظیرہ میں ہے راقم الحروف محمد نورالدین عربی انہی کی اولاد میں اور ان کی چوتھی پشت میں ہے۔

میاں منصور خاں:- یہ حضرت شیخ چاند جمعدار کے ہم جد ہیں پال پرتی میں قیام تھا۔ نہایت متقی پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔ ہمیشہ باوضو رہتے، نماز اور اوقات ذکر کے بہت پابند تھے۔ تلاوت قرآن کے بہت شوقین تھے جہاں جاتے قرآن شریف ساتھ رہتا۔ دن بھر تلاوت قرآنی کا شغل جاری رہتا تھا۔ مولانا سید نصرت صاحب کے مرید و تلقین تھے ان کے بعد ان کے فرزند مولانا سید شہاب الدین صاحب سے علاقہ کیا۔ آپ مہمان نواز اور سخی تھے ہر روز کسی نہ کسی فقیر یا غریب کو کھانا کھلاتے۔ ماہ محرم میں محرم کی آٹھ تاریخ سے لے کر دس تاریخ تک تین دن تک روزہ رکھتے۔ ان کا کچھ زمانہ ملازمت میں بھی گزرا ہے۔ بڑے بڑے امراء کی جاگیرات میں بحیثیت نائب کام کیا۔ حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے ہیں۔ انتظامی قابلیت بہت تھی۔ جہاں رہے اچھا انتظام قائم رکھا۔ بالآخر حضرت مولانا سید شہاب الدین صاحب کے ہاتھ پر ترک دنیا کیا۔ ترک کر کے بعد حسب اجازت مرشد اپنے مقام مسکونہ میں مقیم رہے چوبیس گھنٹے جماعت خانہ میں بیٹھے رہتے اور تلاوت قرآن کرتے رہتے۔ انتقال کے کچھ دن پہلے خود مرشد ان کے مقام مسکونہ کو آگئے تھے۔ مرشد کی موجودگی میں انتقال ہوا (۲۵/ شوال ۱۳۶۰ھ) اس وقت مرشد دائرہ چنچل گوڑہ حضرت میاں سید عیسیٰ حاجی میاں صاحب بھی موجود تھے۔ دونوں بزرگوں نے ان کو غسل

دیااور غسل دیتے ہوئے دونوں بزرگ آپس میں کہتے جاتے تھے کہ منصور خان کا عمل اصحاب رسول کے عمل کے جیسا تھا۔ یہ اُن کی بزرگی کی شہادت ہے۔ انتقال ۸۴ سال کی عمر میں ہوا ہے۔ میت لال گڑھی لے جاکر حضرت بندگی میاں سید نصرت مخصوص الزماں کے حظیرہ میں دفن کی گئی۔ راقم الحروف حضرت منصور خاں صاحب کی ہمشیرہ (آجوبی اہلیہ سید حسین) کانواسہ ہے۔

میراں بخش اہل اوسہ:۔ اوسہ ضلع عثمان آباد میں مصدقوں کی بستی ہے۔ میراں بخش وہیں کے رہنے والے تھے۔ یہ جولاہے یعنی کپڑا بننے والے تھے سولہ یاسترہ سال کی عمر میں اوسہ سے اپنے مرشد حضرت سید سعد اللہ (عرف سید نجی میاں اہل اکیلی) مولانادکنؒ کی خدمت میں آگئے جن کادائرہ چنچل گوڑہ میں تھااور حضرت سے ذکر کی تلقین حاصل کی اور دو تین سال تک مرشد کی خدمت میں رہ کر ان ہی کی مسجد میں ٹھیرے رہے۔ ذکر و فکر اور مراقبہ میں بہت سخت کوشش کی اور مرشد کا تصور اتنا سخت قائم رکھا کہ سرتاپا مرشد بن گئے۔ آٹھ دس سال کے بعد مرشد نے انہیں گھر جانے کی اجازت دی۔ وہ اوسہ آگئے اور مرشد نے خود آکر ایک لڑکی سے ان کی شادی کرادی۔ یہ اس وقت بیس سال کے تھے جب مرشد حیدرآباد واپس ہوئے یہ بھی مرشد کے ساتھ آگئے اور طلب خدا میں ترک دنیا کر کے مرشد کی صحبت میں رہ گئے اور ذکر میں اتنے مشغول رہے کہ سوائے خدا کے کسی کا خیال باقی نہ رہا۔ مرشد ان پر بہت مہربان تھے اور ان سے بہت خوش تھے۔ مرشد میں فنائیت حاصل کرنے سے ان میں اور مرشد میں فرق کرنا مشکل ہوگیا۔ اس راقم الحروف کی پہلی ملاقات حضرت میراں بخش صاحب سے لال گڑی میں ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔ میں ان کو لے کر اپنے وطن پامل پڑتی آیااور ان کو اپنے گھر میں ٹھیرایا۔ یہ میرے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ میری خالہ نے آکر دروازہ سے ان کو جھانک کر دیکھااور مجھ سے پوچھا میاں یہ کون ہیں یہ تو بالکل میرے مرشد (سید نجی میاں مولانادکن) معلوم ہوتے ہیں میں نے کہا یہ اُن کے خلیفہ ہیں

یہ مرشد کے انتقال تک مرشد کی خدمت میں رہے پھر اوسہ چلے گئے مگر حیدر آباد آتے جاتے رہے۔ اوسہ کے نوجوان بالخصوص اہل ہنود ان کے بڑے گرویدہ تھے۔ بابو خان اہل سکندر آباد کے چھوٹے فرزند بشیر الدین ان کے مرید تھے یہ جب آتے ان ہی کے پاس رانی گنج میں ٹھیرتے اور کبھی مشیر آباد آکر حضرت مہتاب میاں صاحب کی مسجد میں ٹھیرتے۔ اکثر نوجوان ان کو گھیرے رہتے۔ یہ ان نوجوانوں کو ساتھ لے کر اکثر میاں شیخ داؤد کی پہاڑی پر جاکر بیٹھے رہتے اور خدا اور رسول کی باتیں کرتے۔ وحدت الوجود کا دل پر اتنا غلبہ تھا کہ جس پر نظر پڑتی مظہر حق سمجھتے تھے بعض وقت مشیر آباد سے چنچل گوڑہ جاکر حضرت خوب میاں صاحب پائن پوری سے مل کر آتے۔ ان کا معمول تھا رات میں عشاء کے بعد ایک گھنٹہ کھڑے رہ کر اپنے اشعار پڑھتے اور لوگ ان کو حلقہ میں لئے ہوئے کھڑے رہتے۔ یہ اشعار پڑھتے پڑھتے غائب ہوجاتے ان کی جگہ ایک نورانی کھمبا نظر آتا۔ بڑی دیر کے مجلس برخواست ہوتی۔ تھوڑی دیر سو رہتے پھر تین بجے اُٹھ جاتے اور صبح تک ذکر میں رہتے۔ نماز جمعہ کے سخت پابند تھے۔ دو مرتبہ اہل گوڑہ پاٹل پڑتی آئے تھے یہ جب بھی حیدر آباد آتے مجھے معلوم ہوتا تو میں ضرور گاؤں سے آکر ان سے ملاقات کرتا جب میں بغرض ملازمت اورنگ آباد چلا گیا یہ اوسہ واپس ہوگئے۔ ۱۳۴۲ھ میں ان کا انتقال ہوگیا۔ بندگی میاں علی باگ کے حظیرہ میں اوسہ میں ان کا مزار مسجد کے سامنے ہے۔ ہندوان کی قبر کے پاس بہت آتے ہیں اور اکثر ناریل لاکر پھوڑتے ہیں۔ میں نے حضرت سید نجی میاں صاحب اہل اکیلی کو بھی دیکھا ہے۔ حضرت میرے نانیال اور میری والدہ کے مرشد تھے ان کا انتقال کے وقت بارہ سال کا تھا ان کا چہرہ میری نظر میں تھا۔ جب پہلی بار میراں بخش کو میں نے دیکھا تو یہی سمجھا کہ یہ حضرت سید نجی میاں صاحب (اہل اکیلی) ہیں۔